www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ

المرشد

نومبر
2004ء

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

امریکہ کے صدارتی الیکشن کے "ملت اسلامیہ" پر اثرات......؟

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ المُرشد

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

نومبر 2004ء رمضان/شوال ۱۴۲۵ھ

جلد نمبر 26 ✻ شمارہ نمبر 4

مدیر

چودھری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر : ضمیر حیدر

سرکولیشن مینیجر : رانا جاوید احمد

کمپیوٹرڈیزائننگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شارہ 25 روپے

LRL # 41

اس شمارے میں

1- (اداریہ)	محمد اسلم	3
2- قیام امن کا واحد طریقہ اطاعت الٰہی ہے	امیر محمد اکرم اعوان	4
3- درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو	امیر محمد اکرم اعوان	12
4- عشق سوال نہیں کیا کرتا	امیر محمد اکرم اعوان	21
5- مسائل ومصائب داردنیا کی خصوصیت ہیں	امیر محمد اکرم اعوان	27
6- جہاد کا نتیجہ امن اور عدل ہوتا ہے	امیر محمد اکرم اعوان	33
7- دین عقیدے اور عمل کے ربط کا نام ہے	امیر محمد اکرم اعوان	43
8- ہم اور ہمارا انداز بندگی	آسیہ اسد اعوان	53
9- پروفیسر اسلم خان کے جواب میں	غیاث الدین جانباز	56

بدل اشتراک	سالانہ
پاکستان	250 روپے
بھارت/سری لنکا/بنگلہ دیش	
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال
برطانیہ - یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فار ایسٹ اور کینیڈا	60 امریکن ڈالر

انتخاب جدید پریس - لاہور 042-6314365 | ناشر - پروفیسر عبدالرزاق

رابطہ آفس = ماہنامہ المُرشد' اے-ٹی-ایم-بلڈنگ، پل کوریاں، سمندری روڈ، فیصل آباد - فون 041-668819

Web Site : www.alikhwan.org.pk

E.Mail : info@alikhwan.org.pk

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المُرشد' اویسیہ سوسائٹی' کالج روڈ ٹاؤن شپ' لاہور - فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

وسوسے اور خیال

''اگر یہ خیالات آنا چھوٹ جائیں اور کوئی رکاوٹ نہ ہو، آدمی آسانی سے ذکر ایک روٹین میں کرنے لگے تو اُسے ثواب کس بات کا۔ پھر تو ترقی فرشتوں کو ملنی چاہیئے جو روٹین ورک ہمیشہ سے کرتے ہیں۔ انسان کو ملتی اس لئے ہے کہ اسے طرح طرح کے وساوس گھیرتے ہیں، خیالات آتے ہیں، ضروریات ہوتی ہیں، مجبوریاں ہوتی ہیں۔ ان سب کو چھوڑ کر محنت اور مجاہدہ کرتا ہے تو اس کا اجر مرتب ہوتا ہے۔ خیالات کا بڑا آسان سانحہ ہے کہ ان کے پیچھے نہ لگو تو آنا چھوڑ دیتے ہیں۔ سوچتے رہو زیادہ آتے ہیں آدمی سوچتا رہے تو وہ بھی آتے رہیں گے ممکن نہیں ہے کہ تہجد کو اٹھتے ہوئے کبھی کوفت نہ ہو اگر مشکل ہی نہ ہو تو ثواب کس بات کا۔''

ماخوذ از ''کنز الطالبین''

احمد دین
ٹیکسٹائل ملز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
مینوفیکچررز آف PC یارن
ہیڈ آفس
667571
667572
ٹل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ
امریکی صدارتی انتخابات

امریکہ میں 2 نومبر کو صدارتی الیکشن منعقد ہو رہے ہیں۔ جب آپ ان سطور کا مطالعہ کر رہے ہونگے اس وقت تک امریکی قوم اپنا فیصلہ سنا چکی ہوگی۔ امریکہ میں صدر کی متوقع تبدیلی کے حوالے سے پاکستان سمیت اسلامی ممالک میں یہ بحث ہوتی رہی ہے کہ یہ تبدیلی عالم اسلام پر کیا اثرات مرتب کرے گی۔ امیر محمد اکرم اعوان نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ امریکہ میں ''بش'' کی حکومت ہو یا ''کیری'' کی مسلمانوں کو زیادہ فرق نہیں پڑے گا کیونکہ صدر اور حکومتی پارٹی بدلنے سے امریکہ کی خارجہ پالیسی سمیت اہم پالیسیوں میں کوئی بنیادی تبدیلی نہیں آتی۔ جس طرح صدر ''بش'' دہشت گردی کا نام لے کر افغانستان اور عراق پر حملے کو جائز قرار دیتے رہے ہیں بالکل اسی طرح ڈیموکریٹک پارٹی کے صدارتی امیدوار ''جان کیری'' نے بھی اب تک کسی مباحثے یا بیان میں افغانستان اور عراق پر حملے کو غلط اقدام قرار نہیں دیا۔ انہوں نے اختلاف کیا ہے تو صرف طریقہ کار پر۔ یعنی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے پر ''بش'' اور ''کیری'' متفق ہیں۔ اختلاف صرف اس بات پر ہے کہ نقصان پہنچانے کا طریقہ کیا ہونا چاہئے جس سے امریکہ کی بدنامی کم ہو۔ کمیونزم کے خاتمے کے بعد امریکہ اور مغرب نے اسلام کو بلا وجہ اپنا حریف سمجھ لیا ہے اور وہ کسی نہ کسی طریقے سے عالم اسلام کو دباؤ میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اس معاملے کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ امریکہ اسلامی ممالک کا معدنیات کا خزانہ لوٹنا چاہتا ہے۔ گذشتہ دنوں اپنے مختلف بیانات میں ملائشیا کے سابق صدر ''مہاتیر محمد'' نے بھی انہی خیالات کا اظہار کیا۔ تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امریکی سیاست پر یہودی اثر رسوخ کس طرح اثر انداز ہوتا رہا ہے۔ ''ری پبلکن پارٹی'' ہو یا ''ڈیموکریٹک پارٹی'' دونوں یہودی ووٹ سے بھی زیادہ یہودیوں کے سرمائے کی محتاج ہیں اس لئے کوئی امریکی حکومت ایسی پالیسی اختیار نہیں کر سکتی جس سے یہودیوں کے مفادات پر زد پڑتی ہو۔ اس بحث میں اہم نکتہ یہ ہے کہ مسلمان اپنی حالت بدلنے کیلئے امریکی صدارتی الیکشن سے کیوں امیدیں لگائے بیٹھے ہیں۔ ہمیں یہ بات جان لینی چاہئے کہ ہمیں اپنے حالات خود درست کرنے ہوں گے۔ امریکہ میں ''کیری'' آئے یا ''بش'' ہی رہے۔ اس طرف سے مسلمانوں کیلئے ٹھنڈی ہوا چلنے کی کوئی امید نہیں۔ اپنے سیاسی تنازعات نمٹانے اور دنیا میں باعزت مقام پانے کیلئے اسلامی ممالک کو امریکہ پر انحصار کا رویہ ترک کرنا ہوگا۔ ہمیں اپنی صلاحیتوں پر اعتماد کرتے ہوئے خود محنت کرنا ہوگی کیونکہ خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی جسے خود اپنی حالت بدلنے کا خیال نہ ہو۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اطاعتِ الٰہی ہی قیامِ امن کا واحد طریقہ ہے

عبادت کا اُصول تو یہ ہے کہ اُس کی عظمت کو دل میں لائے اُس پر یقین کرے اور یہ مانے کے وہ اس قابل ہے کہ اُس کی عبادت کی جائے۔ اب عبادت کو صحت سے' رزق سے' عمر سے' مشروط نہیں کیا جاسکتا کہ میں پانچ نمازیں پڑھتا ہوں مجھے بخار کیوں ہوگیا؟' میں روزے رکھتا ہوں اور مجھے زیادہ رزق کیوں نہیں ملتا؟ اور آج کے دور میں ہر تیسرے خط میں یہ بات ہوتی ہے میں ذکر بھی کرتا ہوں نماز بھی باقاعدگی سے پڑھتا ہوں میری دکان نہیں چلتی' بھئی دکان چلنے کا تعلق نماز سے کہاں سے جُڑ گیا! دکان کی نماز پڑھتے ہو یا اللہ رب العزت کی اور اللہ کی نماز پڑھتے ہو تو تم نے اُسے قادر مطلق مان کر تسلیم کیا کہ وہ اس قابل ہے کہ اُس کے سامنے سجدہ کیا جائے اور کوئی دوسرا نہیں جس کے سامنے سر جھکایا جائے' اب جب اُس نے فراخی لکھی ہے فراخی مل جائے گی' جہاں تنگی لکھی ہے تنگی آجائے گی

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال 27-8-04

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

ومن الناس من یعبدُ اللّٰہ علیٰ حرفٍ فان اصابہ' خیرن اطمان بہ وان اصابتھو فتنتہُ نِ القلب علی وجھہ خسر الدنیا والاخرۃo ذالک ھوا الخُسرانُ المبینo یدعو من دون اللّٰہ مالا یضرہ' وما لاینفعہ'o ذالک ھوا الضلل البعیدُo یدعوا لمن ضرہ' اقرب من نفعہo لبنس المولیٰ ولبنس العشیرُo

اللھم سبحنک لاعلمنا الاما علمتنا انک انت العلیمُ الحکیمo

مولیٰ یا صلِ وسلم دائما ابدا علی حبیبک من ذانت بہ العُصرُ

اللہ جل شانہ' کا اور اُس کی ذات اور اُس کی صفات کا جو بیان' جو ایمان اور جو عقیدہ آقائے نامدار ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے وہ بڑا سادہ اور بڑا واضح ہے کہ سوائے اُس ایک ذات کے جس کی نہ کوئی ابتدا ہے نہ کوئی انتہا جو حدود میں مقید نہیں ہے ہر چیز پہ ہر وقت قادر ہے اور جس کی ذات کے ساتھ کسی بھی کمزوری یا نقص کا تصور ممکن نہیں ہے۔ وہ ذات تھی' کچھ بھی نہ تھا پھر اُس نے اپنی پسند سے اپنی مرضی سے ایک کائنات تخلیق کر دی اور اُسے اتنا وسیع تر بنا دیا کہ انسان شاید قیامت تک بھی اُس کی وسعتوں کی انتہا کو نہ پا سکے۔ اتنی وسیع کائنات جس کے بارے شاید عام آدمی تو یہ جانتا ہے کہ سائنس نے تحقیقات اور جستجو کی حد کر دی اور بہت چیزیں دریافت کر لیں انسانی وجود کے بہت سے راز دریافت کر لئے جینز تک رسائی ہوگئی لیکن خود سائنس دان کیا کہتے ہیں یہ بحث اگلے دن ٹیلی ویژن پہ چل رہی تھی اور بہت بڑا سائنس دان یہ کہہ رہا تھا کہ ہم اگر مبالغہ کر کے بڑھا چڑھا کر اپنی تحقیقات کا دعویٰ کریں تو شاید ہم یہ کہہ دیں کہ سائنس نے دس فیصد علوم جان لئے ہیں پہچان لئے ہیں اور نوے فیصد سے ابھی تک واقف نہیں ہوئی اور پھر خود اُس کے الفاظ تھے کہ یہ دعویٰ بھی صحیح نہیں ہوگا ہم بہت بڑھا چڑھا کر کریں گے! ایک اتنی وسیع کائنات کہ جس میں سیاروں اور ستاروں کی حرکات وسکنات کا تعلق زمین سے گھاس کے تنکوں کے اُگنے اور اُن میں پھول پتیاں بننے سے ہے' جس کے ستاروں یا سیاروں کا تعلق بادل بنانے برسانے اور زمین میں روئیدگی پیدا کرنے سے ہے' جس کے ستاروں اور سیاروں کا تعلق پھلوں میں مٹھاس پیدا کرنے اور پکانے سے ہے' اور اتنا لطیف تر تعلق ہے جس کی سمجھ انسان کو نہیں آتی۔

سویڈن ایک ایسا ملک ہے جو عالمی جنگوں میں بھی لڑائی سے محفوظ رہا اور کسی طرف بھی اُس نے حصہ نہیں لیا اُس کے پاس بے پناہ وسائل ہیں' ساتھ سمندر ہے اور بہت بڑا وسیع سمندر ہے اور بڑا مد و جذر ہوتا ہے تو کچھ عرصے پہلے انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جہاں ہماری بندرگاہ ہے جہاں ہم جہاز کھڑے کرتے ہیں اس میں ایک وسیع علاقے پر ایسی دیوار تعمیر کر دی جائے سمندر کے اندر جو سمندری پانی سے

www.naqshbandiaowaisiah.com

اونچی ہو زمین سے شروع ہو اور پانی سے اونچی ہو جائے اور جو مدوجذر یا جو لہروں کا تموج آتا ہے یہ اُس دیوار کے باہر رُک جائے اور اندر پانی پرسکون ہو جائے' جہاں جہاز کھڑے ہوتے ہیں تو بندرگاہ میں کوئی اُتھل پتھل نہ ہو' بڑا سرمایہ لگا کر انہوں نے زمین سے زیرِ آب شروع کر کے پانی کے اوپر تک دیوار بنا دی ایک طرف سے جہازوں کے آنے جانے کا راستہ رکھا' پانی ساکن ہو گیا۔ اب تھوڑا ہی عرصہ گزرا تو جو مچھلیاں تھیں اُس میں وہ مر مر کر اوپر آنے لگیں' ایک نئی مصیبت کھڑی ہو گئی اس پہ بڑا شور ہوا تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ یہ جو سمندر میں مدوجذر آتا ہے اور اس کا تعلق چاند کے طلوع وغروب سے ہے' چاند پورا ہوتا ہے تو بہت زور سے اس میں تموج ہوتا ہے اس حد تک کہ وہ پانی کو اُلٹ پلٹ دیتا ہے نیچے کا پانی اوپر آ جاتا ہے اوپر کا نیچے چلا جاتا ہے جو آکسیجن میں رچ Rich ہوتا ہے بھرپور ہوتا ہے آکسیجن سے' وہ نیچے جاتا ہے اور جس سے مچھلیاں آکسیجن لے چکی ہوتی ہیں وہ اوپر آ جاتا ہے تو یہ جو پانی کی اُتھل پتھل ہے یہ مچھلیوں کی زندگی کا سبب ہے جب یہ ساکن ہو گیا تو مچھلیاں نیچے رہ گئیں اور اُس میں جب آکسیجن کم ہوئی تو یہ مرنے لگ گئیں' چنانچہ انہیں وہ دیوار ہٹانا پڑی۔ اب کتنی عجیب بات ہے کہ کس طرح سے حیات کو کن کن وسائل سے اُس نے مربوط کر کے رکھا ہے اور کس کس طریقے سے زندگی کی چیزیں کہاں کہاں پہنچاتا ہے۔ یاد رکھیں! ہمارا ایمان ہے کہ مخلوق کے وجود میں آنے سے پہلے اُس نے فیصلے کر دیئے تھے کون کب پیدا ہوگا' اُس کی شکل وصورت کیا ہوگی' اُس کا ٹیلنٹ کیسا ہوگا' اُس کا ذہن کیسا ہوگا' اُس کی زندگی کن حالات سے گزرے گی' صحت کیسی ہوگی' رزق کتنا پائے گا' اُسے کوئی نہیں بدل سکتا۔ ہر بندے نے اُسی طے شدہ پروگرام

جو بندہ گاڑی کو اتنا سمجھتا ہے کہ اُسکا سارا انجن کھول کر مرمت کر کے جوڑ دیتا ہے وہ چار چابیاں پانے لیکر سڑک پر بیٹھا ہے اور جسے گاڑی چلانی ہی نہیں آتی اُس کے پاس دس دس گاڑیاں ہیں نوکروں سے چلواتا ہے ملازم رکھے ہوئے ہیں اب یہ اُس کی اپنی تقسیم ہے اگر ہماری فہم ودانش پہ ہوتی تو مستری کے پاس گاڑیاں ہوتیں' سیٹھوں کے پاس نہ ہوتیں۔

کے مطابق اس دنیا میں آنا ہے اور یہاں سے چلے جانا ہے کوئی کتنا طاقت ور ہوا اتنے طاقتور بھی لوگ ہوئے کہ انہوں نے اپنے خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا لیکن جب وقت آیا تو دنیا سے چلے گئے آج اُن کے کھنڈروں پہ لوگ عبرت کی نظر ڈالتے ہیں۔ اب اس سارے ہنگامہ ہاؤ وہو میں انسان کا کردار کیا ہے کہ صحت وبیماری تو اللہ کی طرف سے ہے پھر علاج کرنے کا کیا فائدہ؟ روزی رزق اللہ کی طرف سے ہے تو محنت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ ہے کہ جب بندہ اللہ پہ اُس کی ذات پہ اُس کی صفات پہ ایمان لاتا ہے تو اُس کا تعلق بن جاتا ہے خالق اور مخلوق کا' مالک اور مملوک کا' اگر بیمار ہوتا ہے تو شفا کے لئے دعا کرتا ہے تو دعا کرنے کا اُس نے حکم دیا ہے دعا کرنا ایک عبادت ہے جو دعا نہیں کرتے صحت اُن کو بھی مل جاتی ہے یہ ضروری نہیں کہ مسلمان ہی بیمار ہو کر صحت یاب ہوتا ہے جو اللہ کو نہیں مانتے وہ بھی بیمار ہو کر اپنے وقت پہ صحت یاب ہو جاتے ہیں لیکن وہ جو لطف ہم کلامی ہے رب جلیل سے کافر کو وہ نصیب نہیں ہوتا اور مومن کو وہ نصیب ہوتا ہے' اگر کوئی دوا کرتا ہے تو اُس نے دوا کرنے کا حکم دیا ہے' تو جب بندہ علاج کرتا ہے تو اُس کا معنی یہ نہیں کہ وہ یقیناً شفایاب ہو جائے گا اگر موت آ گئی تو مر جائے گا لیکن علاج کرنا اطاعت الٰہی اور سنت پیامبر ﷺ ہو کر عبادت قرار پائے گا۔ حلال روزی کے لئے جائز محنت کرتا ہے' وہ محنت کرنا ایسے ہی عبادت قرار پائے گا جس طرح نماز روزہ یا حج عبادت ہے اُس طرح چونکہ اطاعت الٰہی کر رہا ہے تو اُس کی وہ مزدوری قرب الٰہی کا سبب ضرور بنے گی رزق تو جو مقدر میں ہے جو نصیب میں ہے وہ مل جائے گا۔ اُس کی بنائی ہوئی یہ کارگاہ ایک حیرتوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جو بندہ گاڑی کو اتنا سمجھتا ہے کہ اُس کا سارا انجن کھول کر مرمت کر کے جوڑ دیتا ہے وہ چار چابیاں پانے لیکر سڑک پر بیٹھا ہے اور جسے

گاڑی چلانی ہی نہیں آتی اُس کے پاس دس دس گاڑیاں ہیں نوکروں سے چلواتا ہے ملازم رکھے ہوئے ہیں اب یہ اُس کی اپنی تقسیم ہے اگر ہماری فہم و دانش پہ ہوتی تو مستری کے پاس گاڑیاں ہوتیں سیٹھوں کے پاس نہ ہوتیں۔

بناداں آں چناں روزی رساند
کہ دانا اندراں حیراں بماند

وہ ناداں کو اس طرح دے دیتا ہے کہ عقل والے دیکھتے رہ جاتے ہیں سوچتے رہ جاتے ہیں اُن کی سمجھ میں بات نہیں آتی۔ اُس کا ایک اپنا نظام ہے جسے وہ چلا رہا ہے آپ جس پہلو سے دیکھیں جس انداز سے دیکھیں آپ ایک گائے کو ایک بھینس کو ذبح کر دیں سوائے خون اور غلاظت اور گندگی کے گوشت کے ہڈیوں کے اور کچھ نہیں نکلے گا۔ لیکن وہی صبح بھی دس سیر دودھ دیتی ہے شام کو بھی دس سیر دودھ دے دیتی ہے کہاں سے آ جاتا ہے؟ من بین فرث و دم ٥ اُس کی غذا کی جو اندر غلاظت ہے اُس میں جو خون گوشت ہے اُس میں سے۔ لبنا خالصا سائغا للشربین ٥ کتنا خوبصورت میٹھا صحت مند دودھ نکال کر دے دیتا ہے آپ اسے پی لیجیے سال اُس سے دودھ نکالتے رہتے ہیں تو اُس کے اپنے وزن سے کئی گنا زیادہ دودھ دے دیتی ہے آپ اُس کو اس وقت ذبح کر دو تو آپ کو ایک چلو دودھ نہیں ملے گا۔

اب اُس نے ایک کارگاہ بنا دی اُس کے اپنے دست قدرت میں ہے مٹی کو گھاس کی فصل کی شکل دیتا ہے اُس کو چارا بنا دیتا ہے جانور چرتا ہے اُس سے گوشت بھی بنتا ہے خون بھی بنتا ہے دودھ بھی بنتا ہے کس کس جگہ کون کون سی چیز کہاں کہاں تبدیل ہوتی ہے۔ چودہ سو سال پہلے قرآن کریم نے فرمایا۔

من الشجر الاخضر نارا اُس نے تو ہرے بھرے پتوں میں سرسبز درختوں میں

> **کسی کو آزماتا ہے تو اُس کے در پہ دولت کے ڈھیر لگا دیتا ہے پھر دیکھتا یہ ہے کہ یہ دولت مند یا صاحب اقتدار یا شہنشاہ ہو کر میری عظمت کا اقرار کرتا ہے یا مجھے بھول جاتا ہے اور اپنی من مانی کرتا ہے۔**

آگ رکھ دی۔ آج اگر بانی کے علوم کے ماہرین کہتے ہیں کہ درخت کی جڑ جتنی خوراک زمین سے لیتی ہے سیدھی پتوں میں جاتی ہے ہر پتے میں ایک بھٹی لگی ہوئی ہے ایک آگ جل رہی ہے جہاں وہ پکتی ہے وہ باقاعدہ غذا پتے میں جا کر پکتی ہے اور اُس کے مختلف اجزا چیزیں بنتی ہیں مختلف اوشن بنتے ہیں کچھ ایسی بنتی ہیں جو واپس تنے کی غذا بنتی ہے کچھ ایسی بنتی ہے جو شاخوں کی غذا بنتی ہے کچھ ایسی بنتی ہیں جس سے نئے پتے نکلتے ہیں کچھ ایسا مادہ بنتا ہے جس سے پھول کھلتے ہیں کوئی ایسا مادہ بنتا ہے جس سے پھل آتا ہے اور ایک درخت پر اتنے کارخانے اور اتنی بھٹیاں لگی ہوئی ہیں کہ کوئی گن نہیں سکتا اب بھلا کوئی جادو ٹونے سے وہاں کیا کرے گا! ایک کارگاہ حیات ہے اتنی حساس اتنی سینسیٹو اتنی نرم و نازک اور اتنی مضبوط کہ کوئی اُس کی ایک تار کو توڑ کر دوسری سے نہیں جوڑ سکتا' وہ خود ہی جہاں سے چاہے توڑے اور جہاں چاہے جوڑے لیکن لوگوں کا یہ عالم ہے ومن الناس من یعبداللہ علی حرف ٥ یہ اللہ کی عبادت ایسے کرتے ہیں جیسے کوئی کسی دھار پہ کھڑا ہو کسی پتلی سی لائن پہ کھڑا ہو کسی کنارے پہ کھڑا ہو اُس کی اس عظمت کو قبول کر کے عبادت کا اُصول تو یہ ہے کہ اُس کی عظمت کو دل میں لائے اُس پر یقین کرے اور یہ مانے کے وہ اس قابل ہے کہ اُس کی عبادت کی جائے۔ اب عبادت کو صحت سے رزق سے عمر سے مشروط نہیں کیا جا سکتا کہ میں پانچ نمازیں پڑھتا ہوں مجھے بخار کیوں ہو گیا؟ میں روزے رکھتا ہوں اور مجھے زیادہ رزق کیوں نہیں ملتا؟ اور آج کے دور میں ہر تیسرے خط میں یہ بات ہوتی ہے میں ذکر بھی کرتا ہوں نماز بھی باقاعدگی سے پڑھتا ہوں میری دکان نہیں چلتی' بھئی دکان چلنے کا تعلق نماز سے کہاں سے جڑ گیا! دکان کی نماز پڑھتے ہو یا اللہ رب العزت کی اور اللہ کی نماز پڑھتے ہو تو تم نے اُسے قادر مطلق مان کر تسلیم کیا کہ وہ اس قابل ہے کہ اُس کے سامنے سجدہ کیا جائے اور کوئی دوسرا نہیں جس کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

سامنے سر جھکایا جائے' اب جب اُس نے فراخی لکھی ہے فراخی مل جائے گی اور جب تنگی لکھی ہے تنگی آجائے گی۔

فاما الانسان اذا ما ابتلٰہ ربہ' فاکرمہ' ونعمہ' فیقول ربی اکرمن O

کسی کو آزماتا ہے تو اُس کے در پہ دولت کے ڈھیر لگا دیتا ہے پھر دیکھتا ہے کہ یہ دولت مند یا صاحب اقتدار یا شہنشاہ ہو کر میری عظمت کا اقرار کرتا ہے یا مجھے بھول جاتا ہے اور اپنی من مانی کرتا ہے۔

وما اذا ما ابتلٰہ کسی کو دوسری طرح آزماتا ہے فقدر علیہ رزقہ' ۔اُس پر بھوک اور افلاس بھیج دیتا ہے رزق کی تنگی بھیج دیتا ہے' دیکھتا ہے کہ یہ تنگی میں بھوک میں افلاس میں بھی میرے ساتھ وہی رشتہ رکھتا ہے جو پیٹ بھر کر کھاتا تھا تو رشتہ تھا یا صرف روٹی کے لئے رشتہ تھا تنگی آئی تو چھوڑ بیٹھا۔ تو قرآن کریم فرماتا ہے۔

کہ لوگوں کا حال یہ ہے کچھ ایسے ہیں اللہ کی عبادت تو کرتے ہیں لیکن ایک کنارے پر کھڑے ایک لائن پر کھڑے ہیں۔

فان اصابہ' خیر اطمان بہ O اگر اُس کی صحت ٹھیک ہوتی ہے روزی زیادہ ملتی ہے تو بڑا خوش ہوتا ہے اور عبادت میں بھی جی لگا رہتا ہے' مطمئن ہو جاتا ہے۔ وان اصابتہ فتنۃ. اور اگر آزمائش آجاتی ہے اللہ کی طرف سے۔ انقلب علی وجہہ پھر گئی نمازیں' روزے بھول گئے پھر ذکر اذکار چھوٹ گئے اور [illegible] جب بات ہے ابھی نماز کی دنوں سے نہیں پڑھ سکے' کیوں نہیں پڑھ سکے؟ طبیعت خراب تھی' بھئی طبیعت خراب تھی تو کیا کھایا نہیں' طبیعت خراب تھی تو پیا کچھ نہیں' طبیعت خراب تھی تو کیا سوئے نہیں' تو زندگی کے سارے معمولات ہوتے رہتے ہیں صرف عبادت کے لئے طبیعت خراب تھی باقی سارے کام چلتے رہے ہیں طبیعت خراب نہیں تھی تو وہ رشتہ جو رب العالمین کے ساتھ ہے وہ ایمان جو اللہ کی عظمت

> جہالت اور ایمان کی کمزوری ایسی مصیبتیں ہیں کہ بندے کو جانے کہاں سے کہاں لے جاتی ہیں' بچتا وہی ہے جسے لذت حضوری نصیب ہو جائے' ایمان کا کمال یہی ہے کہ جب آپ اللہ اکبر کہتے ہیں تو سارا جہان کٹ گیا ساری مخلوق کٹ گئی ایک تکبیر نے سب کچھ الگ کر کے رکھ دیا' آپ ہوتے ہیں اور آپ کا پروردگار ہوتا ہے

پر ہے اُس میں دراڑ آگئی وہ کمزور ہو گیا تو قرآن کریم فرماتا ہے کہ لوگ جیسے ہیں کچھ لوگ تو ایسے ہیں جنہیں دنیوی فوائد ملتے رہیں تو تسبیح بھی چلتی رہتی ہے' ذکر بھی ہوتا رہتا ہے' تلاوت بھی ہوتی رہتی ہے' سجدے بھی کرتے رہتے ہیں' لیکن کبھی اگر تنگی آجائے تو گئے بھاڑ میں' گئے نماز بھی گئی روزہ بھی گیا ذکر اذکار بھی گئے ہر چیز چھوٹ گئی اور صرف اس پہ بس نہیں کرتے' کرتے پھر یہ ہیں کہ اپنے جیسے بندوں کے قدموں میں جا بیٹھتے ہیں' کوئی بابا ڈھونڈیں گے کوئی بابا ڈھونڈیں گے' کوئی تعویذ لکھنے والا ڈھونڈیں گے کوئی جادو والا ڈھونڈیں گے' فرمایا خسر الدنیا والاخرۃ. یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دنیا میں بھی گھاٹا ہے اور آخرت میں بھی گھاٹا ہے اس لئے کہ یدعوا من دون اللہ ما لا یضرہ' وما لا ینفعہ' O کہ ایسے لوگوں کے پاس چلے جاتے ہیں جو نہ ان کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں نہ سنوار سکتے ہیں اور قرآن کریم بہت پیاری اور بڑی خوبصورت باتیں کرتا ہے فرماتا ہے یدعوا لمن ضرہ' اقرب من نفعہ' O ایسے بندے کو دوست کرتے ہیں جس کا نقصان اُس کے نفع سے پہلے پہنچتا ہے یعنی جو جیب میں چار پیسے ہیں وہ پہلے لے لیتا ہے نقصان تو ہو گیا نفع ہو گیا یا نہیں ہو گا وہ بعد میں دیکھی جائے گی۔ ایسے بے وقوف ہیں اتنی سی بات نہیں سمجھتے کہ جو اپنی دال روٹی چلانے کے لئے تیری جیب سے پیسے نکال رہا ہے وہ تجھے رزق کی فراخی کہاں سے دے گا! اللہ کی ذات ہے جو سارے اللہ کی مخلوق ہے انسانی آبادیات سے الگ ایک پہاڑ اس طرح سے جا لگتی ہے' کس کا محتاج ہے۔

یہ سارا جہاں ہی حیرتوں کا سلسلہ ہے آدمی حیران ہو جاتا ہے اور جب لوگوں کا حال دیکھتا ہے تو پھر سمجھتا ہے کہ لوگ واقعی کرتے تو یہی کچھ ہیں۔ تو یہ سب کچھ جو ہم کرتے ہیں یہ کیا ہے؟ فرمایا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ذالک ھوا الخسران المبینo یہ بہت بڑا خسارہ ہے دنیا میں بھی نقصان بعض اوقات عزت گنوا بیٹھتے ہیں مال تو جاتے ہی چھن جاتا ہے۔

میں نے برطانیہ میں دیکھا اب تو مدت ہوئی جانا چھوڑ دیا باہر بلکہ دو سال تو ہو گئے دارالعرفان سے نہیں نکلا ہوں۔ اس لئے کہ جی بھر کے ساری دنیا پھر بھی لی اب الحمد للہ اللہ کا یہ احسان ہے کہ جو کام ہم گھر گھر جا کر کرتے تھے وہ یہاں بیٹھ کے ہو جاتا ہے تو ہم بھی بیٹھے ہیں۔ وہاں عالم یہ تھا بندہ ہسپتال میں ایڈمٹ ہے اب وہ پیر صاحب کے پاس گئے جی دم کرانا ہے اچھا پانچ پونڈ والا کرانا ہے دس والا کرانا ہے پچاس والا کرانا ہے۔ یہاں بھلوال میں ساتھ ایک چک ہے وہاں شادی تھی مسلیوں کی۔ میرے دوست کے وہ کام کاج کرنے والے تھے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو رشتہ دے رہے تھے وہ زمانہ بھلا تھا روپے کی قیمت تھی تو پہلے جس نے نکاح پڑھوایا اُس نے مولوی صاحب سے بات کی اور دس روپے دیے کہ نکاح مضبوط ہو اُس وقت ایک روپیہ لوگ دیتے تھے تو اُس نے دس دیئے کہ ذرا نکاح تکڑا سا باندھنا' اب وہ نکاح تو ہو گیا' دوسرے دن دوسرے کی باری تھی اُس کے گھر گئے تو اُس کی بیٹی اور اُس کا بیٹا تھا اُس نے بیٹے والے نے اُسے پتہ تھا کل اس نے دس دیے ہیں اُس نے بیس دیے کہ میرا اس سے تکڑا باندھنا بیس والا ہونا چاہیے۔ اب وہ پہلے والا بھڑک گیا کہ ہم بھی دس والے پہ نہیں رہیں گے ہم بیس اور دیں گے اور دوبارہ پڑھوائیں گے وہ تکڑے والا' میرے بھائی نکاح تو وہی تھا جو ایجاب و قبول النکاح ینعقد بایجاب وقبول۔ خاتون قبول کرے مرد قبول کرلے خاتون راضی ہو دو شرعی گواہ ہوں نکاح ہو جاتا

> اگر کوئی چاہے کہ میں دنیا میں رہوں اور مجھ پہ کوئی تکلیف نہ آئے تو وہ اتنا سادہ ہے کہ وہ اس دنیا کو جنت سمجھے بیٹھا ہے' یہ خصوصیت تو جنت کی ہے کہ جہاں کسی طرح کی کوئی تکلیف نہ ہو گی

ہے۔ قابل نکاح عورت ہو کنواری ہو یا بیوہ ہو یا طلاق یافتہ ہو جو نکاح کر سکتی ہے اُس کی عقل سلامت ہو کوئی بھی نہ ہو دو گواہ شرعی ہوں اور ایک مرد ہو جس سے نکاح کر رہی ہے اور وہ دونوں کہہ دیں وہ بھی کہہ دے مجھے قبول ہے اور بندہ بھی کہہ دے مجھے قبول ہے نکاح ہو گیا بات ختم۔ خطبہ پڑھنا سنت ہے یہ جو مولوی تین بار قبول کرواتے ہیں نا یہ اصل وہاں سے نکلی کہ طلاق تین بار ہے' کہتے ہیں نکاح بھی تین بار ہو نکاح ایک بار کرنے سے ہو جاتا ہے۔ وہ تین بار کرنے کے لئے کچھ فیس کا بھی ہوتا ہے کہ کچھ زیادہ پڑھا پڑھایا جائے کہ کچھ محنت کی ہے پھر طلاقیں تین ہیں تو ایجاب وقبول بھی تین بار ہونا چاہئے۔ ایجاب وقبول ایک بار کافی ہوتا ہے طلاق تین بار دینا پڑتی ہے۔ تو کچھ تو ہمارے حضرات بھی مہربان یکرتے ہیں کام کو ذرا لمبا کرتے ہیں کہ اس پہ کچھ اجرت ملے کچھ لوگوں میں بھی جہالت اس حد تک ہے کہ وہ بات کو جانتے ہی نہیں۔ خطبہ جو نکاح میں پڑھا جاتا ہے یہ سنت ہے برکت ہوتی ہے اُس کی' نکاح کا حصہ نہیں ہے کہ ضروری ہو لیکن انہوں نے ایک روپیہ اُس نے دینا تھا ایک اُس نے دینا تھا مولوی صاحب کے پچاس بن گئے۔ یہی حال اُن لوگوں کا ہے جن کے پاس ہم اللہ کو چھوڑ کر جاتے ہیں کتنی سادہ سی بات ہے حضرت موسیٰ علیہ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر سوال ہوا۔ ماتلک بیمینک یموسیٰ۔ موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ آسان سا جواب تھا' خدایا لاٹھی ہے بات ختم لیکن انہوں نے جواب بڑا لمبا دیا ھی عصای۔ اتو کوا علیھا و اھش بما علی غنمی ولی فیھا مارب اخریٰo یہ میری لاٹھی ہے اس سے میں بکریاں بھی چراتا ہوں اُن کے لئے پتے بھی جھاڑتا ہوں اور اس کی ٹیک پہ چلتا بھی ہوں پھر اور بہت سی بے شمار اُس کی باتیں گنوائیں جو جو کام لاٹھی سے وہ لیتے تھے۔ مفسرین کرام یہاں ایک عجیب بحث کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ بات مختصر کرنا کمال ہے یعنی مفہوم سارا آجائے اور بات مختصر ہو اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہ انبیا علیہم السلام کو یہ نعمت ملتی ہے ۔ جوامع الکلمات ۔ جامع کلمات ۔ پھر سوال کا جواب جتنا سوال ہوا تنا دینا ادب ہے اور نبی سے زیادہ باادب کون ہوگا! اور اللہ سے زیادہ عظیم کون ہوگا! اللہ نے سوال کیا کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا ھی عصای ۔ بات ختم ہو گئی میرے ہاتھ میں میری لاٹھی ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے اتنا لمبا جواب کیوں دیا؟ وہ فرماتے ہیں جواب تو پورا ہو گیا تھا جو لذت ہم کلامی تھی وہ اُس میں کھو گئے' بات تو اللہ سے ہو رہی ہے نا تو بات کرنے میں اللہ سے بات کرنے میں جو لذت ہم کلامی تھی وہ انہیں دور تک لے گئی۔

بیک لفظ تواں گفتن تمنائے جہان را

ساری دنیا کی بات ایک لفظ میں کی جا سکتی ہے بڑی لمبی بات ہو آپ ہاں کہہ دیں یا نہ کہہ دیں بات ختم ہو جاتی ہے۔

بیک لفظ تواں گفتن تمنائے جہان را

دنیا کی بڑی سے بڑی بات ایک لفظ میں کی جا سکتی ہے۔

من از بہر حضوری طول دادم داستان را

میں نے تو بات لمبی بات کا مزا لینے کے لئے کر دی کہ بات میں حضوری تو نصیب ہے' حاضر تو ہوں' بات تو کر رہا ہوں۔

چلو تنگی آ گئی بیماری آ گئی ترشی آ گئی لیکن جب اللہ سے دعا کرتا ہے الگ تھلگ کرتا ہے مخلوق سو رہی ہے آدھی رات کو وہ رب کریم سے سرگوشیاں کر رہا ہے خدایا میں کمزور ہوں مجھ پر اتنی مصیبت نہ ڈال اس مصیبت کو راحت سے بدل دے مجھے صحت دے دے میری تنگی دور کر دے میرا افلاس دور کر دے میرے بچوں کو ہدایت دے اپنے دکھ اپنے رب سے کر رہا ہے رہیں دکھ ساری عمر رہیں لیکن بات کرنے کا مزا تو اپنی جگہ ہے۔ جب لوگ اُس سے آشنا نہیں ہوتے اللہ کریم فرماتا ہے پھر ایسے بے وقوف

> ہر بندہ یہ چاہتا ہے اور ہر بندہ یہ دعویٰ کرتا ہے ہر حکمران یہ دعویٰ کرتا ہے ہر سیاست دان یہ بات کہتا ہے کہ ہر عام آدمی بھی یہ بات کہتا ہے کہ امن ہونا چاہئے' ملک میں امن ہونا چاہئے' تو جب فساد اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ ہم اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں تو قیام امن کا بھی ایک ہی طریقہ ہوگا کہ ہم اللہ کی اطاعت اختیار کریں' جس وجہ سے فساد ہو رہا ہے جب تک وہ وجہ ختم نہیں ہوگی فساد کیسے ختم ہوگا

ہیں **یدعوا من دون اللہ مالا یضرہ' وما لاینفعہ' o** پھر ایسے بے وقوف ہیں اللہ کو چھوڑ کر اپنے جیسوں کے سامنے ماتھا ٹیکنے لگ جاتے ہیں جو نہ اُن کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں نہ کچھ سنوار سکتے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے۔

ضرہ' اقرب من نفعہ o بت کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا ایمان ضائع ہو گیا اُس کا نقصان تو پہلے ہو گیا فائدہ ہوگا یا نہیں ہوگا۔ کسی عامل کے پاس چلا گیا وہ عقیدہ بھی خراب کرے گا پیسے بھی جیب سے نکال لے گا پھر تمہیں کوئی فائدہ ہوگا یا نہیں ہوگا۔ فرمایا کیسے جاہل ہیں جو خود محتاج ہے ایک سانس لینے کا محتاج ہے پلک جھپکنے کا محتاج ہے ایک لفظ بولنے کا محتاج ہے وہ چاہے تو بولنے دے چاہے تو روک دے وہ میرا اور آپ کا کیا سنوارے بگاڑے گا؟ میرے بھائی عبادت بڑے کم لوگ ہیں جو کرتے ہیں ایک عادت بن گئی وہ عادت پوری کرتے ہیں آئے بھاگتے دوڑتے آئے دو چار چھینٹے اڑائے کچھ بازو گیلا ہوا کچھ خشک رہ گیا پاؤں کا کچھ حصہ دھویا کوئی رہ گیا نماز کے لئے بھاگتے بھاگتے آئے رکوع میں گئے تو پھر قیام نہیں کرنا سیدھے سجدے میں چلے گئے وہیں سے اب اگر کوئی رکوع سے کوئی واپس قیام میں نہیں آتا تو قیام فرض ہے فرض فوت ہو گیا تو اُس کا تو سجدہ سہو بھی نہیں ہے نماز تو باطل ہو گئی ٹوٹ گئی رکوع میں جائیں گے کمر سیدھی نہیں کریں گے وہیں سے سجدے میں سجدہ ایک کیا تھوڑا سا سر زمین سے اٹھایا پھر جیسے مرغ دانا چگتا ہے پھر چونچ ماری بس جلدی جلدی اٹھے بیٹھے یہ جا وہ جا۔ ایک بیگار تھی ایک مشقت تھی ایک پھڈیک تھی جو بھگت گئی ۔ میرے بھائی یہ تو حضوری کی بات ہے اور کمال ہے محمد رسول اللہ ﷺ کا کہ کفر و شرک سے لوگوں کو پکڑا اور اللہ کے روبرو کھڑا کر دیا اور فرمایا اپنی بات اللہ سے خود کرو اور دن میں پانچ مرتبہ تو فرض عین ہے نہیں کرے گا تو مجرم ہے پانچ دفعہ تو ضرور پیش ہو کر اپنی گزارشات پیش کر اُس کی رحمت طلب کر اور مزید اگر چاہتا ہے تو ہر وقت پوچھتا رہ کرتا رہ۔ اب جب رب العلمین کسی کے اتنا قریب ہو کہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

اُسے چٹھی نہ لکھنی پڑے اُسے درمیان میں کوئی بندہ نہ ڈالنا پڑے جب جی چاہے براہِ راست رب العلمین سے بات کر سکے پھر اُسے کسی کی احتیاج رہ جاتی ہے! پھر وہ کسی کے در پہ کیوں جھکے؟ کسی کے در پہ ٹھوکر کیوں کھائے؟ کسی کے دروازے پہ کیوں جائے؟ لیکن جہالت اور ایمان کی کمزوری ایسی مصیبتیں ہیں کہ بندے کو جانے کہاں سے کہاں لے جاتی ہیں' بچتا وہی ہے جسے لذت حضوری نصیب ہو جائے' ایمان کا کمال یہی ہے کہ جب آپ اللہ اکبر کہتے ہیں تو سارا جہان کٹ گیا ساری مخلوق کٹ گئی ایک تکبیر نے سب کچھ الگ کر کے رکھ دیا' آپ ہوتے ہیں اور آپ کا پروردگار ہوتا ہے۔ اور اگر عبادت کا یہی عالم ہے کہ نظام کائنات جیسے میں چاہتا ہوں ویسے چلے' جو میں چاہتا ہوں دنیا میں وہ ہو' میرے بھائی یہ تو بجائے خود خدائی دعویٰ ہے' یہ تو اُس کی شان ہے کہ جو وہ چاہتا ہو وہ ہو' بندے کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ کائنات میں یہ امید لگائے بیٹھا ہو کہ جو میں چاہتا ہوں وہ ہو! اب اگر کوئی چاہے کہ میں دنیا میں رہوں اور مجھ پہ کوئی تکلیف نہ آئے تو وہ اتنا سادہ ہے کہ وہ اس دنیا کو جنت سمجھے بیٹھا ہے' یہ خصوصیت تو جنت کی ہے کہ جہاں کسی طرح کی کوئی تکلیف نہ ہو گی' یہ تو دنیا ہے' یہ تو خارزار ہے' یہ تو ویرانہ ہے' جنگل ہے' یہاں تو چپے چپے پہ کانٹے دار جھاڑیاں ہیں' موذی جانور ہیں' یہ تو بھرا پڑا ہے بلاؤں سے' یہاں سے تو بچ کر گزرنے کا راستہ ہی اسم ذات ہے' یادِ الٰہی ہے' اتباع محمد رسول اللہ ﷺ ہے' جو اُس سے ذرا بھی دائیں جائے گا یا بائیں جائے گا وہ بچ نہیں پائے گا' کسی نہ کسی بلا کی نذر ہو جائے گا ایمان بھی ضائع کر بیٹھے گا اور راحت و سکون بھی ضائع کر بیٹھے گا' جامہ وجود انسانی ہو گا لیکن کردار اُس کا درندوں جیسا ہو گا۔

> **امن ہنستے بستے گھروں کا نام ہے' امن جیتے جاگتے انسانوں کی حفاظت کا نام ہے' امن خوشیوں بھری آبادیوں کا نام ہے' امن قبرستانوں کا نام نہیں ہے کہ بستیوں کو قبرستان میں بدل دو تو امن ہو گیا۔**

آپ دیکھتے نہیں روئے زمین پر کیا ہو رہا ہے؟ میں نے تین چار اخبار دیکھے آج بھی' میری عادت ہے کہ میں صفحے کو کونے سے کونے تک دیکھ لیتا ہوں کوئی قابل ذکر بات ہو تو انکتا ہوں نہیں تو چھوڑ دیتا ہوں اتنے اتنے بڑے چار اخبار پڑھے کہیں کوئی خیریت کی خبر نہیں ہے قتل و غارت' لوٹ مار' ڈاکہ قرآن کریم فرماتا ہے۔

ظهر الفساد فی البر و البحر ۔ اُلٹ پڑتے ہیں زمینوں پر بھی سمندروں پر بھی بما کسبت ایدی الناس ۔ لوگوں کے کرتوتوں کی وجہ سے۔ جب لوگ اللہ کو چھوڑ کر بتوں یا اپنے جیسے بندوں کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں تو پھر تباہی ہی آتی ہے بربادی آتی ہے چین وسکون لٹ جاتا ہے عزتیں لٹتی ہیں مال لٹتے ہیں خون بہتا ہے جانیں لٹتی ہیں اور اُس میں بھی پھر دو فریق ہوتے ہیں کچھ لہو اللہ کے لئے بہتا ہے اور وہ واصل باللہ ہوتے ہیں شہید ہو جاتے ہیں کچھ لہو ظلم کرتے ہوئے ظالموں کا بہتا ہے خون الگ بہتا ہے عذاب الٰہی میں گرفتار الگ ہو جاتے ہیں۔ ہر بندہ یہ چاہتا ہے اور ہر بندہ یہ دعویٰ کرتا ہے ہر حکمران یہ دعویٰ کرتا ہے ہر سیاست دان یہ بات کہتا ہے ہر عام آدمی بھی یہ بات کہتا ہے کہ امن ہونا چاہئے' ملک میں امن ہونا چاہئے' دنیا میں امن ہونا چاہئے' گھروں میں امن ہونا چاہئے' بازاروں میں امن ہونا چاہئے' تو جب فساد اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ ہم اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں تو قیام امن کا بھی ایک ہی طریقہ ہو گا کہ ہم اللہ کی اطاعت اختیار کریں جس وجہ سے فساد ہو رہا ہے جب تک وہ وجہ ختم نہیں ہو گی فساد کیسے ختم ہو گا؟

کیا عجب دستور ہیں اس نئے زمانے کے لئے آگ ہی لائی گئی آگ بجھانے کے لئے پہلے بھڑک رہی ہے اُس پر اور آگ ڈالیں گے تو وہ بجھ جائے گی پہلے قتل و غارت ہو رہی ہے آپ کہتے ہیں اُس پر بمبارمنٹ شروع کر دو اُس پہ توپ خانہ لگا دو اُس پہ بمباری کرو اُس سے وہ ختم ہو جائے گی! جنگ تو امن سے ختم

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہوگی' فساد امن سے ختم ہوتا ہے فساد فساد سے تو بڑھتا ہے' لیکن اس عہد میں امریکہ بہادر کو دیکھو پوری دنیا پہ قیام امن کے لئے بمبارمنٹ کر رہا ہے گولے برسا رہا ہے' اب دوسری طاقتوں کو دیکھو جس کا جہاں بس چلتا ہے وہ توپ ہی ڈالتا ہے بھئی یہ قیام امن کی کونسی تجویز انسانوں نے اپنا لی ہے کہ قیام امن کے لئے توپ ہی چلائی جائے تو توپ چلے گی تو فساد اور ہوگا لوگ اور مریں گے گھر اور اجڑیں گے اُس سے امن کیسے قائم ہوگا؟ کیا انسانوں کی بستیوں کو قبرستان بنا کر خاموشی چھا جائے تو اُسے امن کہتے ہیں آپ' قبرستان کی خاموشی تباہی کا نتیجہ ہوتی ہے امن نہیں ہوتا' امن ہنستے بستے گھروں کا نام ہے' امن جیتے جاگتے انسانوں کی حفاظت کا نام ہے' امن خوشیوں بھری آبادیوں کا نام ہے' امن قبرستانوں کا نام نہیں ہے کہ بستیوں کو قبرستانوں میں بدل دو تو امن ہو گیا' اب اس سارے میں ہم تنقید تو کرتے ہیں امریکہ پر بھی کرتے ہیں' اپنی حکومت پر بھی کرتے ہیں' دوسروں پر بھی کرتے ہیں لیکن کبھی ہم نے اپنے گریباں میں بھی جھانکا ہے کہ میرا کردار شاید کسی فساد کا سبب بن رہا ہو' چلو کم از کم میں اپنی اصلاح کرلوں میں اللہ سے توبہ کرلوں میں نبی کریم ﷺ کا دامن تھام لوں تو دنیا کم از کم میرے شر سے تو محفوظ ہو جائے' جو تباہی میری وجہ سے آرہی ہے اُس سے تو بچ جائے یا اتنا تو کر گزریں' بندہ اتنا تو کر سکتا ہے کہ جو خرابی جو تباہی میری وجہ سے آرہی ہے اُس سے لوگوں کو امن نصیب ہو جائے اور لوگ اُس تباہی سے بچ جائیں کم از کم جو کوشش کر سکتا ہے وہ یہ ہے اور اگر اطاعت الٰہی کا پیغام گھر گھر پہنچائے کسی ایک بندے کی اصلاح ہو جائے کسی دو بندوں کو گناہ سے بُرائی سے روک دے تو اس کا مطلب ہے کہ دنیا کو اُن کے شر سے اُس نے بچا لیا کتنا بڑا کام ہے۔ اللہ کریم ہمیں کتاب حکیم کو سمجھنے اور اُس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور ہمیں نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے اور نبی نوع انسان کو امن عطا فرمائے مسلمانوں کو زوال اور تباہی سے محفوظ رکھے۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

☆☆☆☆☆☆☆

خصوصی ہدایت

از شیخ المکرم مدظلہ العالی

تمام احباب سے گزارش ہے کہ خواتین کیلئے صرف اجتماعات میں دارالعرفان آنے کی اجازت ہے اسکے علاوہ دنوں میں رہنے کیلئے آنے کی اجازت نہیں اگر مجبوراً کسی کام سے کسی کو آنا ہو تو خود ساتھ آئیں اور ساتھ لے کر جائیں۔

امیر محمد اکرم اعوان

دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال

26-09-2004

26.9.04 [illegible]

تمام احباب سے گزارش ہے
کہ خواتین کیلئے صرف اجتماعات
میں دارالعرفان آنے کی اجازت
ہے اسکے علاوہ دنوں میں رہنے
کیلئے آنے کی اجازت نہیں
اگر مجبوراً کسی کام سے کسی کو آنا
ہو تو خود ساتھ آئیں اور ساتھ لے کر جائیں
امیر محمد اکرم اعوان دارالعرفان
منارہ چکوال

"دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انساں کو"

یہ جو لطیفہ قلب ہے یہ اس بدن کے پہاڑ میں سونا ہے یہ کفر سے ریزہ ریزہ ہو جائے' گناہوں سے کثیف ہو جائے' برائیوں سے لتھڑ جائے' ختم ہو جائے اسے پھر نورِ نبوت کی کٹھالی میں ڈالیں تو قلب بن جاتا ہے' ختم نہیں ہوتا' لطیفہ ربانی ہے اسے پھر نورِ نبوت کی تمازت نصیب ہو یہ پھر زندہ ہو جاتا ہے اس لئے یہ احسان فرمایا کہ کہیں بھی ہے اور کتنا بھی کھو چکا ہے جب بھی توبہ کرے گا مجھے موجود پائے گا۔ میں تجھے معاف کر دوں گا' لیکن اگر اتنی رعایتوں کے بعد بھی کوئی توبہ نہیں کرے اور سوال کرتا رہے جی دردِ دل کیا ہوتا ہے تو اُس کے پاس دل ہی نہیں' جس کے پاس دل ہی نہیں وہ دردِ دل کو کیا سمجھے گا!

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
سالانہ اجتماع دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 08-8-04

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انساں کو
ورنہ اطاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

جہاں تک اطاعت الٰہی کا تعلق ہے اُس کے لئے کائنات کا ذرہ ذرہ اُس کے ہر حکم کا پابند ہے۔ جہاں تک مخلوق ہے وہ ساری کی ساری اُس کے حکم کے سامنے بے بس اور بے اختیار ہے' وہ چاہے تو بھی اُسے اطاعت کرنا ہے نہ چاہے تو بھی اُسے اطاعت کرنا ہے' وہ زمین پر ہے آسمانوں میں ہے اس کی مثال شاعر نے کروبیان سے دی ہے۔ کروبیان اُن ملائکہ کو اور اُن فرشتوں کو کہا جاتا ہے جو اپنے پیدا ہونے سے لیکر آج تک صرف اور صرف عبادت میں مصروف ہیں اور ہمیشہ جب تک انہیں اللہ رکھے گا وہ صرف عبادت کرتے رہیں گے قیام میں ہیں کچھ تو قیام ہی میں ہیں جو رکوع میں ہیں وہ رکوع میں ہی ہیں جو سجود میں ہیں وہ سجود ہی میں ہیں جس حال میں اللہ نے انہیں عبادت پہ لگا دیا ہے ملائکہ کی وہ صنف جو ہر آن ہر لحظہ صرف عبادت الٰہی کرتی رہتی ہے اُسے کروبیان کہا جاتا ہے۔ تو کہنے کا عرض کرنے کا

> یہ کہنا کہ دنیا میں حسن نہیں ہے یہ زیادتی ہے دنیا اُس کی مخلوق ہے اور اُس نے اتنی خوبصورت بنائی ہے کہ لوگ اُسے بھول کر اُس پہ عاشق ہو جاتے ہیں۔ اتنی لذت رکھی ہے اُس نے اُسے اتنا خوبصورت بنایا ہے اور اُسے اپنے مقابلے پہ رکھ دیا ہے

مطلب یہ ہے کہ جنہیں ہم سمجھتے ہیں وہ اللہ کی اطاعت نہیں کرتے' کرتے وہ بھی ہیں' اُس کے حکم سے پیدا ہوتے ہیں' وہی انہیں اعضا وجوارح اور قوتیں عطا کرتا ہے' وہی انہیں دماغی اور ذہنی قوتیں عطا کرتا ہے' وہی انہیں بینائی دیتا ہے' چلنے کی قوت دیتا ہے اور جب جس سے چاہتا ہے واپس لے لیتا ہے' جب اُس کا حکم ہوتا ہے تو مر جاتے ہیں اُس کی بارگاہ میں چلے جاتے ہیں۔

محرومی صرف یہ ہے کہ اُس کے حکم کی اطاعت تو ہر ذرہ کرتا ہے اور ساری مخلوق کرتی ہے لیکن ساری مخلوق میں انسان کو اُس نے ایک الگ مخلوق بنایا ہے۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم○ بہت خوبصورت انداز سے' بہت متناسب جوڑ لگا کر اور انتہائی خوبصورت مخلوق بنائی ہے' اس کی خوبصورتی اس کا حسن اور اس کا کمال اس کے قد کاٹھ یا اس کی شکل وصورت یا اس کی ظاہری حالات پہ نہیں ہے ایک جانور بھی کسی انسان سے خوبصورت پایا جا سکتا ہے' کبوتروں کا ایک جوڑا ایک گھوڑا ایک بیل ایک اونٹ کوئی بھی جانور اتنا خوبصورت ہو سکتا ہے کہ اُسے دیکھ کر انسان بھول جاتے ہیں اور اللہ کی قدرت یاد آتی ہے کہ یہ کتنا خوبصورت ہے اس ظاہری شکل وصورت سے حسن مراد نہیں ہے' انسان میں جو حسن سمو دیا ہے رب جلیل نے وہ

یہ ہے کہ حبب الیکم الایمان .جو اُس کی طلب رکھتا ہے آرزو ایک استعداد رکھ دی ہے اُس کے دل میں اُسے ایک قلب عطا فرمایا ہے۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے جس کے بارے ارشاد فرمایا کہ جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے اذا صلحت اگر وہ درست ہو جائے صلح الجسد کلہ'. تو پورے وجود کا ذرہ ذرہ درست ہو جاتا ہے اور اگر اُس میں فساد آ جائے تو سب کچھ بگڑ جاتا ہے۔حدیث شریف کا مفہوم ہے اور پھر فرمایا کہ خوب غور سے اچھی طرح سے الا اچھی طرح سے سمجھ لو اس بات کو۔ وھی القلب یہ قلب ہے۔ایک دل جسے سائنس دان جانتا ہے وہ ایک پمپنگ مشین ہے پورے جسم کو خون بھیجتا ہے اعضا و جوارح کو کھال کو ہڈیوں کو جو جو جس جس نس میں جہاں ضرورت ہوتی ہے جلد میں خون جاتا ہے گوشت میں جاتا ہے آنکھوں میں دماغ میں اور جہاں کہیں اُس کا پہنچنا یا سپلائی رُک جاتی ہے تو وہ حصہ کام چھوڑ جاتا ہے آپ کہتے ہیں فالج ہو گیا فالج کیا ہے؟ کسی رگ و ریشے میں کہیں کسی وین میں کوئی رکاوٹ آ گئی وہاں خون کا پہنچنا معطل ہو گیا اور وہ حصہ بے کار ہو گیا تو یہ تو ایک مشین ہے جو مومن و کافر ہر انسان کے بدل میں خون کو بھیجتی ہے پھر وہ وہاں جو صرف ہوتا ہے صرف ہو جاتا ہے دوسرا آلودہ ہو جاتا ہے اُسے واپس لاتی ہے صاف ہوتا ہے پھر صاف خون کو دوبارہ بھیج دیتی ہے تو ایک تسلسل ہے جو بندے کے پیدا ہونے سے لیکر تا دم واپسیں چلتا رہتا ہے۔

لیکن قلب کیا ہے؟ ایک لطیفہ ربانی ہے جو اس کے اندر موجود ہے۔جس طرح مادی جسم بنا اور اُس کے ساتھ اعضائے رئیسہ بنے جن میں سر فہرست قلب ہے' دماغ ہے جگر ہے چار یا پانچ اعضا رئیسہ شمار ہوتے ہیں یہ سب مادی ہیں مادے سے بنے ہیں مادی جسم کے ساتھ بنے ہیں۔اس طرح عالم امر سے جب روح کو پیدا فرمایا تو اُس میں بھی عالم امر کے اعضا رئیسہ رکھے وجود مادے سے بنا اُس میں مادی اعضائے رئیسہ ہیں روح عالم امر سے ہے اور اُس میں عالم امر کے اعضا رئیسہ ہیں اور انہی کو لطائف کہتے ہیں چونکہ وہ لطیف ترشے ہے۔

درد دل کی بات تو کی جاتی ھے لیکن بات یہ ھے کہ درد وھاں ھو گا جھاں دل ھو گا اور دل وہ دل ھے جو طالب الٰھی ھو

اب بدن ہے'یہ جسم پہ تو آپ لاٹھی بھی برداشت کر لیتے ہیں بعض اوقات گولی بھی لگتی ہے اور اعضا رئیسہ کو متاثر نہ کرے تو بندہ بچ جاتا ہے۔ بازو توڑ دیتی ہے ٹانگ تباہ کر دیتی ہے جسم کے کسی حصے سے نکل جاتی ہے لیکن اگر گولی سے بھی اعضا رئیسہ متاثر نہ ہوں تو مضروب بچ سکتا ہے اعضاء رئیسہ متاثر ہو جائیں تو بچنے کا امکان نہیں رہتا۔دماغ سے نکل جائے دل سے نکل جائے پھیپھڑوں کو پھاڑ دے گردے تباہ کر دے تو انسان نہیں بچتا اس طرح روح کے بھی اعضا رئیسہ میں پانچ بدن کے ہیں پانچ روح کے ہیں روح کے اعضائے رئیسہ کو لطائف کہتے ہیں بدن کے اعضا رئیسہ کا بھی امیر دل ہے قلب ہے. روح کے اعضا رئیسہ کا امیر بھی قلب ہے' ایک لطیفہ ربانی ہے جو اس میں ہے اُس میں اُس نے کمال یہ رکھا کہ عقل و خرد مادی لذات کو سوچتی ہے آرام کے لئے آسائش کے لئے بدن کی سلامتی کے لئے سارے وسائل سوچتی ہے لیکن وہ لطیفہ ربانی جو قلب ہے اُس کی نگاہ بہت بلند ہے۔اور وہ وصول الٰہی کو سوچتا ہے۔

حدیث قدسی میں ہے۔ کنت کنزاً مخفیً میں ایک ایسا خزانہ تھا جسے جاننے والا کوئی نہیں تھا' فرشتے تھے' حکم کے پابند تھے' کائنات تھی' حکم کی پابند تھی' حاکم سے آنکھ ملانے والا کوئی نہ تھا۔ کنت کنزاً مخفیً۔میں ایک نہایت ہی پوشیدہ خزانہ تھا۔ فاحببت ان اعرف مجھے یہ بات پسند آئی کہ کوئی میرا جاننے والا بھی ہونا چاہئے' کوئی مجھے پہچاننے بھی سہی' میری مخلوق میں کوئی ایک مخلوق ایسی بھی ہو جو میری ذات سے واقف ہو فخلقت الخلق۔تو میں نے اُس مخلوق کو پیدا کر دیا' لوگوں

www.naqshbandiaowaisiah.com

کو فطری استعداد عطا فرمائی اور ارواح کو پیدا فرما کر سب کو اپنی حضوری سے نوازا اور براہ راست سوال کیا الست بربکم ۔ جانتے ہو میں کون ہوں؟ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ قالو ابلیٰ سب نے کہا بیشک ۔اب اس میں فکر کی کیا بات ہے تو خالق بھی ہے مالک بھی ہے' پروردگار بھی ہے' رب ہے تو سب کچھ ہے' ہم تیرے بندے ہیں اس میں کوئی شبہے کی بات نہیں تو فرمایا اب اس بات کو یاد رکھنا تمہیں ایک ایسی بھیڑ بھاڑ سے گزرنا ہے ایک ایسی خوبصورت اور حسین وادی سے گزرنا ہے جس کے ہر ہر موڑ پر حسن لبھا لینے والا ہے جس کی لذتیں رجھا لینے والی ہیں جس کی رونقیں دل کو اپنی طرف کھینچ لینے والی ہیں کہیں وہاں جا کر یہ وعدہ بھول نہ جانا اور پھر واپس تمہیں میرے حضور آنا ہے یہاں آ کر یہ اعتراض نہ کرنا کہ ہم سے غلطی ہوئی ہم بھول گئے' اگر رب جلیل اسی پر بس فرما دیتے تو یہ کافی تھا لیکن وہ بہت کریم ہے اُس نے کبھی انسانیت کو یاد دہانی سے خالی نہیں رکھا ۔انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بھیجے پے در پے بھیجے ہر آبادی میں ہر قوم میں ہر ملک میں بھیجے اور نبی کا کام کیا ہوتا تھا! دو کام ہوتے تھے نبی کے ایک پہلا کام وہی وعدہ یاد دلانا ۔ بھئی تم سب نے کہا تھا کہ بے شک تو ہمارا رب ہے اب آؤ اُس کی طرف اور دوسرا کام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا یہ ہوتا تھا کہ جب لوگ بھول چکے بھٹک چکے دنیا کی حسین و دلفریب وادی میں کھو گئے دنیا کے حسن میں کھو گئے قلب کو آلودہ کر لیا [illegible] کو آلائش سے بھرلیا۔

ویزکیھم ۔ تو وہ ایک نگاہ سے اُس ساری خباثت کو رفع کر دے ۔ سینوں کو منور فرما دے ۔ نبی دعوت الی اللہ دیتے اور تزکیہ فرما دیتے اور ہر نبی نے دعوت اللہ کی طرف دی ۔ لا الہ الا اللہ ۔ جتنے انبیاء علیہم السلام کو کلمہ طیبہ عطا ہوا اُس کا پہلا جزو یہی تھا ۔ ادم صفی اللہ ۔ نوح نجی اللہ ۔ موسیٰ کلیم اللہ ۔ اسمٰعیل ذبیح اللہ ابراھیم خلیل اللہ ۔ لیکن پہلا جزو کیا تھا ۔ لا الہ الا اللہ اور پھر نبی آخر الزمان ﷺ مبعوث ہوئے ۔ وہ نبی ﷺ جس کے سارے نبی بھی امتی ہیں جو امام الانبیاء بھی ہے اور بعثت سے ابدالآباد تک اُن کی نبوت ایسی کامل ایسی جامع ایسی مکمل کہ کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہ رہے ۔ یہ جو ختم نبوت کا جھگڑا رہتا ہے اور ہم دلائل دیتے رہتے ہیں کہ نبوت تمام ہوئی نبوت ختم ہوگئی اُس کا ایک پہلو یہ ہے کہ نئی نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی ۔ جب سورج چمک رہا ہے تو کون ایسا بے وقوف ہے جو صحن میں چراغ جلا کر رکھتا ہے! جب نبوت محمد رسول اللہ ﷺ اپنی پوری آب و تاب سے قائم و دائم ہے تو نئے نبی کی ضرورت کیا ہے!

> عقل و خرد مادی لذات کو سوچتی ہے آرام کے لئے آسائش کے لئے بدن کی سلامتی کے لئے سارے وسائل سوچتی ہے لیکن وہ لطیفہ ربانی جو قلب ہے اُسکی نگاہ بہت بلند ہے اور وہ وصول الٰہی کو سوچتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے دلوں کو جو درد دیا وہ عجیب تھا کچھ لوگ دھوکے سے کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو لے گئے مکر کیا مسلمان ہونے کا' قبیلے کو مسلمان کرنا ہے اُن سے دھوکا کیا انہیں شہید کر دیا وہ لڑے شہید ہوئے ۔ایک شخص نے ایک صحابی کو نیزہ مارا اور وہ اُن کے سینے میں لگا اور سینے کو توڑتا ہوا پشت سے پسلیاں توڑتا ہوا پیچھے سے باہر نکل گیا تو آخری جملہ جو اُن کی زبان سے نکلا انہوں نے کہا ۔ فزت ورب الکعبہ ۔ رب کعبہ کی قسم میں جیت گیا۔ مارنے والا پریشان ہو گیا کہ کمال ہے عرب جیسے بھی تھے سخت مزاج قوم تھے اور بات کھری اور سچی کرتے تھے جو مانتا تھا وہ مانتا تھا جو نہیں مانتا تھا وہ نہیں مانتا تھا' سچے اور کھرے لوگ تھے پھر وہ کعبہ اور رب کعبہ کی قسم حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے بھی اپنے تصور کے مطابق اُن میں کعبہ کی عظمت بھی تھی رب کعبہ کی بھی تھی' اپنے تصورات کے مطابق حج بھی کرتے تھے اور طواف بھی کرتے تھے تو اُس نے کہا کہ یہ بات تو دل نہیں مانتا کہ کسی شخص نے مرتے وقت رب کعبہ کی قسم جھوٹی کھائی ہو ۔ یہ بات ممکن نہیں ہے کہ آدمی کا دم نکل رہا ہے

آخری جملہ اُس کے منہ سے نکلتا ہے اور رب کعبہ کی قسم کھاتا ہے اُس نے کہا تو سچ لیکن وہ کہتا ہے میں جیت گیا۔ میں خوش تھا میں جیت گیا میں نے اسے قتل کر دیا' وہ کہتا ہے میں جیت گیا اس میں کیا راز ہے؟ کیا جیتا؟ اُس کی جیت یہ تھی کہ اُس کے دل میں وہ درد تھا وہ طالب الٰہی تھا' شہید ہوا وہ اصل بحق ہو گیا وہ تو کامیاب ہو گیا وہ تو اللہ کے حضور پہنچ گیا جمال الٰہی کے روبرو پہنچ گیا اب وہی اُس کی منزل تھی اُس نے کہا بھئی رب کعبہ کی قسم میں جیت گیا۔ وہ شخص پریشان بارگاہ عالی میں آیا اور اپنا سوال پیش فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا تیرے دل میں بھی یہ درد آ جائے تب تجھے اس بات کی سمجھ آئے اور اُسے اللہ نے ایمان نصیب کیا اور پھر وہ بھی اُس درد کا مریض ہوا۔ وہ جو کسی نے کہا تھا۔

اللہ کرے عشق کا بیمار تجھے بھی
روتا ہوا دیکھوں پس دیوار تجھے بھی

تو کرنل محبوب خان مرحوم ہوتے تھے اُن کا ادبی ذوق بہت اچھا تھا۔ تو وہ اس مصرعے کو بدل دیتے تھے وہ کہتے تھے نہیں حضرت پس دیوار نہیں۔ روتا ہوا دیکھو سر بازار تجھے بھی پس دیوار کا کیا مزا آئے گا تو وہ اس مصرعے کو بدل دیتے تھے کہ

روتا ہوا دیکھوں سر بازار تجھے بھی

ایک آرزو ایک لگن ایک طلب ایک تڑپ جو صرف انسان کا حصہ ہے فرشتہ کتنی معصوم اور پاکیزہ مخلوق ہے جس سے نافرمانی کا صدور ممکن نہیں ہے' لیکن یہ تڑپ یہ درد اُس کا حصہ نہیں ہے' یہ دی ہی اُس نے نوع انسانی کو ہے اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام صرف انسانوں میں آئے۔ جہاں درد تھا وہیں طبیب بھی آئے جہاں مرض تھا وہیں اُس کے معالج بھی آئے۔ فرشتوں میں تو کوئی نبوت نہیں جنوں میں کوئی نبوت نہیں دوسری کسی مخلوق میں کوئی نبوت نہیں۔ جن مکلف ہیں ایمان لانے کے اتباع محمد رسول اللہ ﷺ کرنے کے' نہ کریں گے تو عذاب ہوگا یہ وعید قرآن میں موجود ہے لیکن

> یہ ختم نبوت کا جھگڑا رہتا ہے اور ہم دلائل دیتے رہتے ہیں کہ نبوت تمام ہوئی نبوت ختم ہو گئی اُس کا ایک پہلو یہ ہے کہ نئی نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

پورے قرآن میں کسی نے جنوں سے یہ وعدہ نہیں کیا کہ تمہیں جنت بھی نصیب ہوگی' جہنم کا وعدہ موجود ہے جنوں کے ساتھ کہ نافرمانی کرو گے گناہ کرو گے تو جہنم کی سزا پاؤ گے۔ جنت کا وعدہ کہیں بھی نہیں بلکہ یُجرکم من عذاب الیم۔ نیکی کرو گے تو دردناک عذاب سے بچ جاؤ گے۔ اُن کی حیات میں دوام نہیں ہے فنا کر دیئے جائیں گے لیکن انسان فنا نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اس کی روح عالم امر سے ہے۔ عالم امر عالم تخلیق سے بالاتر ہے جہاں تک مخلوق ہے وہاں تک فنا ہے امر صفت الٰہی ہے اوصاف الٰہی میں سے ہے عالم امر۔ امر اللہ کے اوصاف میں سے ہے۔ ولہ الخلق والامر۔ مخلوق بھی اُس کی ہے اور امر بھی اُس کا ہے امر صفت ہے ذات باری کی' مخلوق تخلیق ہے ذات باری کی' وہ خالق ہے تخلیق ہے مخلوق۔ امر اُس کی ذات کی صفت ہے اور امر کو دوام ہے۔ روح عالم امر سے ہے اسے دوام ہے یہ کبھی ختم نہیں ہوگی یوں تو ہمارے دانشور میں اگلے دن ٹیلی ویژن پہ بھی سن رہا تھا ہمارے دانشور بڑے گل بکھیرتے ہیں۔ تو ایک دانشور پہ سوال ہوا کہ بھئی آپ یہ موت کے بعد زندگی کے قائل نہیں ہیں وہ کہنے لگا نہیں میں قائل ہوں لیکن ایرے غیرے کو زندگی کیا نصیب ہوگی! وہ چند لوگ ہوں گے جنہوں نے نیکیاں کی ہوں گی اور انہیں اللہ تعالٰے اپنے دیدار سے نوازے گا اُن کو زندہ کرے گا باقی ایرا وغیرہ کو زندہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ ایرے وغیرے سب میں روح عالم امر کی ہے۔ ا۔ب۔ج سب کو زندہ ہونا پڑے گا سب زندہ ہوں گے دانشور بھی اور جاہل اور انپڑھ بھی۔ یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ کون چیف جسٹس ریٹائر ہوا ہے یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ کون صدر ریٹائر ہوا ہے یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ کون پروفیسر تھا اور کون انپڑھ تھا۔ دیکھا یہ جائے گا کہ وہ درد جو میری طلب کا تھا وہ آرزو جو مجھے پانے کی تھی وہ عشق جو میرے

ساتھ کیا جانا چاہیے تھا کس دل میں اُس کی کوئی رمق ہے اور اگر نہیں ہے تو اُس نے کتنا ظلم کیا کہ میری نعمتوں کو استعمال کیا میرے دیے ہوئے وجود کی ایک ایک قوت کو استعمال کیا صرف بصارت کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا بولنے کی قوت کا اندازہ نہیں سماعت کا اندازہ نہیں تو کتنی نعمتیں استعمال کیں اور میری ساری کائنات کی ساری نعمتیں استعمال اور برسوں کرتا رہا اور میری طرف متوجہ ہی نہیں ہوا۔ اب اس پاداش میں اُس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا' نہ وہ مرے گا نہ موت آئے گی' جہنم بھی ہمیشہ رہے گی اہل جہنم بھی ہمیشہ رہیں گے۔

اب جس میں وہ درد آ گیا جسے محبوب ترین بات دنیا میں یہ لگی کہ میں اللہ کے ساتھ تعلق رکھوں۔ حبب الیکم الایمان. جسے ایمان محبوب ہو گیا' ایک ایسی ذات جسے مخلوق سوچ نہیں سکتی' جسے مخلوق دیکھ نہیں سکتی' جسے مخلوق سمجھ نہیں سکتی' لیکن مان سکتی ہے ہر وجود کے ذرے ذرے سے اُس کی قدرت کاملہ عیاں ہے' ہر گھاس کا تنکا اُس کی ذات کا گواہ ہے' ہر پھول ہر پتی ہر قطرہ شبنم بارش کا ہر قطرہ ہوا کا ہر جھونکا اُس کی گواہی دے رہا ہے' کائنات کا ذرہ ذرہ مخلوق کا ذرہ ذرہ خالق کا پتہ دے رہا ہے' اب ایک ایسی ہستی جس کی کائنات کو ہم سمجھنے سے قاصر ہیں اُس کے نظام کو ہم سمجھنے سے قاصر ہیں اُس نظام میں جو تناسب ہے اُسے سمجھنے سے ہم قاصر ہیں' آپ کہتے ہیں یہ روشنی نظر آ رہی ہے ہمیں روشنی تو نظر نہیں آ رہی' روشنی ہے' ہمیں نظر نہیں آ رہی چیزیں نظر آ رہی ہیں ہم کہتے ہیں روشنی ہے' روشنی کی وجہ سے نظر آ رہی ہیں لیکن بجائے خود روشنی کہاں ہے؟ روشنی ہمیں نظر نہیں آتی جب روشنی نہیں ہوتی تاریکی ہوتی ہے ہر چیز چھپ جاتی ہے اور جب روشنی ہوتی ہے تو چیزیں نظر آنا شروع ہو جاتی ہیں اور چیزوں کا دکھائی دینا اس بات کی دلیل بن جاتا ہے کہ روشنی ہے لیکن روشنی کیا ہے؟ آپ نے دیکھی' ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ لائٹ جل رہی ہے' لائٹ تو ایک مجسمہ چیز ہے ہمیں نظر آ رہی ہے روشنی کہاں ہے' ہمیں روشنی نظر نہیں آ رہی ہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں دیواروں کو دیکھ رہے ہیں یہ روشنی تو مخلوق ہے' اب جس کی مخلوق بھی اتنی لطیف تر ہے کہ ہمیں نظر نہیں آتی' ہمارے اندر روح موجود ہے نظر نہیں آتی فرشتے موجود ہیں ہمیں نظر نہیں آتے' کیوں؟ اتنی لطیف تر مخلوق ہے کہ انسانی نگاہ اُسے نہیں پکڑ سکتی۔

دل وہ دل ہی نہیں جس دل میں تو نہیں۔ جس دل میں طلب الٰہی نہیں ہے وہ ایک پمپنگ سٹیشن تو ہے وہ دل نہیں ہے۔

میں نے امریکہ میں دیکھا وہاں چونکہ اُن کا ایک ہے وہ جنگلی حیات کا تحفظ کرتے ہیں اور اُس پہ بڑا خرچ کرتے ہیں بعض ریاستوں میں بعض شہر ایسے ہیں جس میں جنگلی جانور رات کو آ جاتے ہیں دن کو آ جاتے ہیں ہرن وغیرہ کی اقسام یا اس طرح کے تو وہ انہیں بچانا چاہتے ہیں تو گاڑیوں میں ایک ہارن لگایا جاتا ہے وہ جیسے آپ گاڑی کا سوئچ آن کرتے ہیں یا گاڑی سٹارٹ کرتے ہیں تو ہارن آن ہو جاتا ہے لیکن کسی انسان کو سنائی نہیں دیتا وہ ہارن مسلسل بجتا رہتا ہے سڑک پر کوئی جانور ہو تو وہ سن لیتا ہے۔ اُس کی فریکونسی اتنی لو (Low) ہے اور جانوروں کی سماعت اتنی حساس Sensetive ہے کہ وہ انسان کو سنائی نہیں دیتا لیکن جانور سن کر راستے سے ہٹ جاتے ہیں یعنی ہمیں اپنی قوت سماعت پہ بڑا ناز ہے لیکن جنگلی جانوروں کو جو اُس نے قوت سماعت دی ہے وہ ہم سے کہیں زیادہ حساس اور نازک ہے اب اسی طرح ایک پرندے کو جو نگاہ اُس نے دی ہے صرف گدھ کے بارے میں جو تحقیق ہوئی ہے تو اُس میں وہ دکھاتے ہیں میرے پاس اُس کی ویڈیو کیسٹ بھی موجود ہے کہ وہ اتنی بلندی پہ چلا جاتا ہے کہ جہاں نیچے پچاس میل کا سرکل اُسے نظر آتا ہے پچاس میل کے سرکل میں کسی ایک جگہ نگاہ کو مرتکز کرے تو ایک انچ کی چیز بھی وہ دیکھ سکتا ہے۔ یہی گدھ جو مردہ خور ہے مردار خور ہے اس کی نگاہ پہ جو تحقیق

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہوئی ایک مکھی کی آنکھ کے ایک آئینے میں اٹھارہ ہزار عدسے ہیں ایک چیز کے اٹھارہ ہزار پہلو دیکھتی ہے ہم تو ایک ہی دیکھتے ہیں جو سامنے آتا ہے۔ تو جس کی تخلیق اتنی نازک اتنی حساس اتنی باریک تر ہے کہ ہم اُس کی مخلوق کو نہیں دیکھ پاتے اب ان آنکھوں سے انہیں دیکھنے کی تمنا کرنا کہاں کی دانشمندی ہوگی! وہ تو خالق ہے ان سب سے لطیف تر ہے سب سے حسین تر ہے سب سے بالاتر ہے وہ بنانے والا ہے لیکن جب یہ عالم ختم ہوگا اس کے حجابات ختم ہوں گے اِس کی آلائشیں ختم ہوں گی تو نگاہ کو وہ فولادی کر دیں گے۔

فبصرک الیوم حدید"٥ آج ہم نے تمہاری نگاہ کو وہ قوت دے دی جو بے پناہ ہے آخرت میں جمال باری کو دیکھے گا مومن' لیکن قوت اُس نگاہ کو ملے گی جو یہاں سے درد لے کے جائے گا' ایمان یہاں سے لے کر جائے گا کفر کا سب سے بڑا عذاب یہ ہوگا کہ نہ وہ اللہ کو دیکھ سکیں گے نہ اللہ سے ہم کلام ہوسکیں گے لایکلمھم اللہ۔ اللہ اُن سے کلام نہیں فرمائیں گے اور سب سے بڑا کمال یہ ہوگا سب سے بڑی کامیابی یہ ہوگی کہ مومن اپنے پروردگار کا جمال بھی دیکھے گا اپنی گزارشات بھی پیش کرے گا اور جنت کا بھی سب سے بڑا انعام یہ ہوگا کہ ہر جنتی کو اپنی استعداد کے مطابق ایک خاص وقت کے بعد براہ راست جمال باری نصیب ہوگا تو جس کسی نے عاقل و بالغ ہو کر اپنے سامنے ایک بساط پائی' مہرے پائے' ایک طرف دنیا ہے اُس کا حسن ہے یہ کہنا کہ دنیا میں حسن نہیں ہے یہ زیادتی ہے دنیا اُس کی مخلوق ہے اور اُس نے اتنی خوبصورت بنائی ہے کہ لوگ اُسے بھول کر اُس پہ عاشق ہو جاتے ہیں۔ اتنی لذت رکھی ہے اُس نے اُسے اتنا خوبصورت بنایا ہے اور اُسے اپنے مقابلے پہ رکھ دیا ہے۔

> دل کو یاد درد دل کو سمجھنا ھے تو
> دل پیدا کریں دل کو بارگاہ
> نبوی ﷺ میں لے جائیں دل کو
> جمال الٰہی کا طالب بنائیں' اُس طلب
> اور آرزو کے ساتھ اُس میں درد بھی
> آئے گا اور شاید آپ اُس درد کی لذت
> میں دونوں جہانوں کو بھول جائیں

رُخ روشن کے آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں
اُدھر جاتا ہے دیکھیں یا اِدھر پروانہ آتا

سرکٹانے کی تمنا ہے تو سر پیدا کر جو اللہ کے سوا کسی کے آگے جھکے نہیں پھر کوئی اُسے کاٹنے کیلئے بھی بڑھے گا کہ یہ میرے سامنے کیوں نہیں جھکتا تو جو پہلے ہی غلامی میں جھک گیا اب اُسے کاٹے گا کوئی کیوں۔

سر کٹانے کی تمنا ہے تو سر پیدا کر
اور تیر کھانے کی ہوس ہے تو جگر پیدا کر

اپنی حیثیت' پیدا کر کہ کوئی تجھ پہ تیر چلانا چاہے' جب تو ہے' ہی کسی کا غلام' دولت کا غلام' اقتدار کا غلام' ہوس کا غلام' تو پھر غلاموں کو کون اہمیت دیتا ہے؟ تجھے کون پوچھے گا تو جانوروں کی طرح کھاتا رہے گا جیتا رہے گا مر جائے گا!

درد دل کی بات تو کی جاتی ہے لیکن بات یہ ہے کہ درد وہاں ہوگا جہاں دل ہوگا اور دل وہ دل ہے جو طالب الٰہی ہو۔

وہ دل' دل ہی نہیں جس دل میں تو نہیں۔ جس دل میں طلب الٰہی نہیں ہے وہ ایک پمپنگ سٹیشن تو ہے وہ دل نہیں ہے اُس کا لطیفہ قلب اتنا آلودہ ہو جاتا ہے اتنا تباہ ہو جاتا ہے کہ اُس میں وہ خاصیت نہیں رہتی لیکن تو یہ ایک ایسا علاج ہے اب سونا ایک ایسی دھات ہے کہ اسے مٹی میں کیچڑ میں پھینک دیں ریزہ ریزہ کر دیں ذرات بنا کر بہا دیں لیکن جب بھی اُس مٹی کو بھٹی میں ڈالیں گے سونا الگ ہو کر ڈلی بن جائے گا حکما کشتہ کرتے ہیں دھاتوں کا تانبے کا فولاد کا اور کشتے سے مراد یہ ہوتی ہے کہ بالکل وہ چھائی ہو جاتی ہے اُس میں دھات کی کوئی خاصیت نہیں رہتی۔ زندگی اُس میں کوئی نہیں مردہ ہو جاتی ہے اس لئے اسے کشتہ کہتے ہیں حتیٰ کہ اطباء کی جانچ یہ ہے کہ اُس کے تھوڑے سے ذرات اُس پہ ڈالو آگ پہ تو دھواں نہ دیں اُس میں جلنے کی خاصیت ہی کوئی نہیں ہوتی۔ شے ہی کوئی نہیں' پانی پہ ڈالو تو کوئی چیز نیچے بیٹھے نہیں' اُس میں کوئی اپنی خاصیت رہتی نہیں' کیوں حکیم صاحب ایسا ہی ہے کشتہ! سونے کو آپ کشتہ کر دیں کچھ نہیں رہا اُس کو آگ پہ ڈالیں دھواں نہیں دیتا پانی پہ ڈالیں تیرنا شروع ہو جاتا ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

لیکن شہد' سہاگہ' گھی یہ تینوں دھات' شہد' سہاگہ اور گھی یہ تینوں ہم وزن ملا کر کشتہ سونا اُس میں ملا کر کٹھال میں ڈالو سونے کی ڈلی بن جائے گی حکیم جی یاد کر لیجئے شہد' سہاگہ' گھی' یہ تینوں دھات کشتہ سونا کو بھی آپ شہد اور سہاگہ اور گھی ہم وزن ملا کے اُس میں حل کر کے کٹھالی میں ڈالیں واپس سونا بن جائے گا۔

یہ جو لطیفہ قلب ہے یہ اس بدن کے پہاڑ میں سونا ہے یہ کفر سے ریزہ ریزہ ہو جائے' گناہوں سے کشتہ ہو جائے' برائیوں سے لتھڑ جائے' ختم ہو جائے اسے پھر نور نبوت کی کٹھالی میں ڈالیں تو قلب بن جاتا ہے' ختم نہیں ہوتا 'لطیفہ ربانی ہے اسے پھر نور نبوت کی تمازت نصیب ہو یہ پھر زندہ ہو جاتا ہے اس لئے یہ احسان فرمایا کہ کہیں بھی ہے اور کتنا بھی کھو چکا ہے جب بھی تو توبہ کرے گا مجھے موجود پائے گا۔ میں تجھے معاف کر دوں گا۔ لیکن اگر اتنی رعایتوں کے بعد بھی کوئی توبہ نہیں کرے اور سوال کرتا رہے جی درد دل کیا ہوتا ہے تو اُس کے پاس دل ہی نہیں' جس کے پاس دل ہی نہیں وہ درد دل کو کیا سمجھے گا!

محبت کو سمجھنا ہے تو ناصح خود محبت کر
کنارے سے کبھی اندازہ طوفان نہیں ہوتا

دل کو یا درد دل کو سمجھنا ہے تو دل پیدا کریں دل کو بارگاہ نبوی ﷺ میں لے جائیں دل کو جمال الٰہی کا طالب بنائیں اُس طلب اور آرزو کے ساتھ اُس میں درد بھی آئے گا اور شاید آپ اُس درد کی لذت میں دونوں جہانوں کو بھول جائیں۔ قرآن حکیم میں ایسے لوگوں کا ذکر موجود ہے کہ جب جنت کی تعریف میں آیات نازل ہوئیں تو ایک صحرائی ایک بدو ایک صحابی غریب صحابی جس کا لباس پھٹا ہوا ہے بال غبار آلود ہیں مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھا ہے حضور اکرم ﷺ کے روبرو تو اُس نے کہہ دیا کہ

> **دل ہوا غیار سے خالی ہو طالب الٰہی ہو نبی ﷺ کے قدموں میں پڑا ہو' پھر تو اُسے درد بھی ملے اور جو دل ہی نہ ہو' جس میں دنیا بھر دی' جس میں ذاتی مفادات بھر دیئے' جس میں اپنی خواہشیں بھر دیں' وہ دل' دل کب رہا!**

یا رسول اللہ ﷺ ہمیں جنت نہیں چاہیے یہی زندگی اللہ کو کہیں قائم کر دے یہی مدینہ ہو اور یہی مسجد نبوی ﷺ ہو اور یہی آپ ﷺ کا حسن جہاں آرا ہو اور ہم یہیں بیٹھے رہیں بس یہی ہو۔ نبی کریم ﷺ نے سکوت فرمایا کہنے والے نے کس دل سے کہا تھا کہ جواب اللہ کی طرف سے آیا۔ حضور ﷺ نے سوال کیا کہ بھئی تم عجیب آدمی ہو اللہ جنت کی طلب کی دعوت دیتا ہے میں جنت کی تعریف کر رہا ہوں' آیت قرآن کی جنت کی تعریف میں طلب میں' تم کہتے ہو نہیں چاہیے! تو اُس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ۔ مانا کہ اللہ ہمیں جنت دے دے گا لیکن ہماری جنت تو ہماری حیثیت کے مطابق ہوگی۔ آپ ﷺ ہوں گی مقام محمود پر آپ ﷺ ہوں گے قرب الٰہی میں آپ ﷺ ہوں گے جمال الٰہی کے روبرو ہم کہاں آپ ﷺ کہاں! اُس جنت کو ہم کیا کریں گے' اُس سے تو یہ بہتر ہے کہ کچی مسجد ہے کچا صحن ہے لیکن رخ جہاں تاب سامنے ہے بھوکے ہیں پیاسے ہیں لباس آلودہ ہے لیکن حضور ﷺ کے روبرو ہیں ہماری تو یہ جنت ہے جہاں آپ ﷺ کا جمال نصیب ہے۔ اس بات کا جواب اللہ نے دیا کہ نہیں جو میرے نبی ﷺ کی اطاعت کرے گا جو میرے نبی ﷺ کے دامن سے وابستہ ہوگا۔

فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین و الصدیقین و الشھدا و الصلحین ○ ان لوگوں کو میں بارگاہ نبوت میں جانے سے نہیں روکوں گا جگہ اپنی ہوگی اب بھی تو گھر اپنا ہے لیکن بارگاہ میں تو حاضر ہو جاتے ہو وہاں بھی جنت تمہاری اپنی اپنی ہوگی لیکن بارگاہ میں جانے سے نہیں روکوں گا نبیوں کے پاس جائیں گے صدیقین کے پاس جائیں گے شہدا کے پاس جائیں گے صالحین کے پاس جائیں گے اور فرمایا **وحسن اولٰئک رفیقا ○** مزہ تو انہیں محفلوں میں آئے گا یہاں تمہیں کیا پتہ ہے۔ یہاں تو تم اس مادی آنکھ سے دیکھ رہے ہو وہاں جب اُس آنکھ سے دیکھو گے تو جلوہ محمد ﷺ کو اس سے کروڑوں گنا فزوں تر پاؤ گے'

www.naqshbandiaowaisiah.com

دیکھنے کا مزا وہاں آئے گا۔ سارے جہاں کا حُسن جمع کرو تو حضور ﷺ کے حسن کے سامنے ماند ہے لیکن ظاہری آنکھ سے دیکھو تو صرف ظاہر کا جمال وہ بھی سارا گویا اپنی اپنی نظر کے مطابق نظر آتا ہے۔ وہاں کی نگاہ اور ہوگی جو جمال باری کو بھی دیکھ سکے گی حسن محمد ﷺ کو بھی دیکھ سکے گی۔ فرمایا۔ ارے ناداں مزا ہی ملنے کا بیٹھنے کا اور گپ لگانے کا مزا ہی وہاں آئے گا۔ حسن اولٰیک رفیقاo کیا خوبصورت مجلسیں ہوں گی انسانیت ہے ہی یہ اور انسان کا کمال ہی یہ ہے اُس کا مقصد تخلیق ہی یہ ہے کہ اس لطیفہ قلب میں حیات آئے جمال نبوی ﷺ سے وابستہ ہو طلب الٰہی پیدا ہو آرزوئے جمال الٰہی پیدا ہو۔ اس زندگی میں بھی ایک لمحہ تو آجاتا ہے جب بندہ گھر میں، باہر، رات کو، دن کو، جنگل میں، صحرا میں، کہیں بیٹھا ہوا اُس سے باتیں کر رہا ہوا اُسے اپنے روبرو پاتا ہے اُس سے بات کرتا ہے۔

الحمدللہ! مجھے کم وبیش نصف صدی سے بارگاہ رسالت پناہی کی حاضری نصیب ہے ہزاروں لوگوں کو اللہ نے مجھے وسیلہ بنایا اور ہزاروں لوگوں کو روحانی بیعت اور فنافی الرسول ﷺ نصیب ہوا۔ اس نصف صدی کے بعد اس اجتماع کے آخری ہفتے میں جس انداز سے میں نے جمال نبوی ﷺ کو دیکھا یہ مجھ پہ اب منکشف ہوئی۔ پتہ نہیں کتنا ہزارواں بوسہ ہوگا شاید قیامت تک زندگی نصیب ہو جائے تو صدیوں نصف صدیوں کے بعد کتنا ایک ایک پہلو سامنے آتا چلا جائے روضہ اطہر ﷺ میں حضوری کو کم وبیش نصف صدی ہونے کو ہے، لیکن جو جمال اب سمجھ میں آیا نصف صدی میں وہ سمجھ میں نہیں آیا۔ بے شمار سمجھا لیکن پھر کسی گوشے سے تھوڑا سا نقاب سرکا دیا۔ اس کی کوئی انتہا نہیں ہے کوئی حد نہیں ہے اور یہ نصیب ہو تو پتہ چلتا ہے۔ اب ایک کیفیت ہے اور کیفیت کو آپ کیا بیان کریں گے بھوک ہے اب بھوک پر ہزاروں کتابیں لکھ دیں سمجھ نہیں آئے گی کسی کو دو دن بھوکا رکھیں تو اُسے ساری سمجھ آجائے گی بھوک کیا ہوتی ہے؟ کیفیت ہے نا۔ غصہ ہے، آپ اُس کی کیفیات لکھتے ہیں کسی کو غصہ آئے گا تو اُسے پتہ چل جائے گا کہ غصہ بھی ہوتا ہے، کیفیات ظاہری جو ہیں یہ ہیں۔ اب کیفیات باطنی کا عالم اس سے حساس تر اور نازک تر ہے جب تک نصیب نہ ہوں کوئی کیا بتائے؟ کوئی کیا سمجھائے؟ یہ جو منڈی لگتی ہے یہاں اور جتنے لوگ آتے ہیں یہاں کا اصل سودا تو یہی درد دل ہے جو دل لاتا ہے وہ درد بھی پاتا ہے اور اگر کسی کے پاس دل ہی نہ ہو تو رونق میلہ دیکھے، بیٹھے، چلا جائے اس میں کوئی کیا کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ

سر کٹانے کی تمنا ہے تو سر پیدا کر
دل ہوا اغیار سے خالی ہو طالب الٰہی ہو

نبی ﷺ کے قدموں میں پڑا ہو، پھر تو اُسے درد بھی ملے اور جو دل ہی نہ ہو، جس میں دنیا بھر دی، جس میں ذاتی مفادات بھر دیے، جس میں اپنی خواہشیں بھر دیں، وہ دل، دل کب رہا! ایک بہت خوبصورت کمرہ ہے اُس میں آپ رہتے ہیں وہ رہائشی کمرہ ہے اُس کمرہ کو آپ چھوڑ دیتے ہیں اور اُس میں الم غلم پھینکنا شروع کر دیتے ہیں تو وہ گودام بن جاتا ہے کمرہ نہیں رہتا۔ گھر کا فالتو سامان وہاں پھینکنا شروع کر دیتے ہیں تو وہ سٹور روم اور گودام بن جاتا ہے اُسے کمرہ کوئی نہیں کہتا۔ یہی عالم دل کا بھی ہے اگر دل میں الفت الٰہی ہے، ایمان ہے، طلب و آرزوئے وصال ہے نبی کریم ﷺ کی محبت ہے تو دل دل ہے اور اُس میں ہم نے ہوس اور اقتدار اور اختیار اور دنیاداری سب کی محبتیں جمع کر دیں اور اُسے بھر دیا کاٹھ کباڑ سے تو دل نہیں وہ گودام بن جاتا ہے اب گودام اٹھائے پھرے بندہ تو گودام میں کوئی کیا ڈالے گا۔ تو اُس کا کرم بڑا عجیب ہے اور اُس کی رحمت بہت وسیع تر ہے۔

"التعرف فی مقامات اہل تصوف"

ایک کتاب ہے التعرف فی مقامات اہل تصوف اُس میں اولیاء اللہ کے بعض واقعات اور بعض کرامات بعض عجیب وغریب چیزیں بیان کی گئی ہیں جمع کر دی گئی ہیں اُس میں ایک واقعہ لکھتے ہیں وہ۔ کہ ایک خاتون کا وصال ہو گیا کوئی شخص تھا وہ کفن چرایا کرتا تھا اُس کا پیشہ تھا اور یہ کفن چور کوشش کرتے تھے کہ پہلی صف میں جگہ مل جائے اور اندازہ کر لیں کہ کفن اس قابل بھی ہے کہ قبر کھودی جائے اگر کھدر کا کپڑا ہو تو اتنی مشقت کریں اور وہ چار آنے میں بھی خریدے

www.naqshbandiaowaisiah.com

کوئی نہیں تو چرانے کی کیا ضرورت ہے تو لوگ اپنی حیثیت کے مطابق کوشش کرتے ہیں اب بھی آج بھی یہ کوشش کی جاتی ہے بعض لوگ مرنے والے کو اُس کا پورا لباس اور پوری وہ ریشمی کپڑے اور اُس کے اوپر ریشمی چادریں لپیٹ کر کفن بناتے ہیں بلکہ میں نے ہندوؤں کا بھی دیکھا ہے کہ بعض کو جلانے کے لئے بھی وہ پورا تھری پیس سوٹ اور ٹائی وائی باندھ کر اور سارا جس طرح دنیا میں وہ رہتا تھا سارا بنا کر نذر آتش کر دیتے ہیں ایک رواج ہے مسلمان بھی کوشش کرتے ہیں کہ امراء کا کفن غریبوں سے الگ ہو۔ وہ کفن چور بھی دیکھا کرتے تھے کہ کوئی کفن چرانے کے لائق بھی ہے کہ نہیں۔ رات کو وہ اُن کی قبر پہ پہنچ گیا تو اُس نے ایک سرنگ لگائی ایک طرف سے کھود کر وہ کفن کھینچ لیتے تھے تو وہ جب اُس نے اُس میں سر داخل کیا تو اُس پر اللہ نے برزخ منکشف کر دیا اُس نے دیکھا کہ ایک بہت خوبصورت باغ ہے اور اُس کے پیچھے بڑی عظیم عمارت ہے اور اُس کے صحن میں ایک جگہ نبی ہوئی ہے بیٹھنے کی بڑی شان دار اور کوئی خاتون بیٹھی تلاوت کر رہی ہے تو کوئی ہم سا ہوتا تو ڈر جاتا وہ تو کفن چور تھا پیشہ ور تھا دلیر آدمی تھا وہ اندر چلا گیا کہ بھئی کیا ہے یہ کون ہے جب اُس خاتون نے دیکھا تو اُس نے پہچانا کہ یہ تو وہی مائی ہے جو مر گئی تھی۔ تو اُس سے خاتون نے پوچھا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ تمہیں تو اللہ نے بخش دیا ہے۔ اُس نے کہا مائی میرا پیشہ تو کفن چوری ہے اور کفن چور کب بخشے جائیں گے تم کس کی بات کر رہی ہو۔ اُس نے فرمایا مجھے یہ نہیں پتہ تو کون ہے اور تیرا پیشہ کیا ہے میں جب اللہ کے حضور پیش ہوئی تو اللہ نے مجھ پر یہ انعام فرمایا کہ جتنے لوگ تیرے جنازے میں شامل تھے میں نے سب کو بخش دیا۔ اب میں نے دیکھا کہ تو میرے جنازے میں شامل تھا اُس نے کہا بی بی میں تیرا جنازہ پڑھنے نہیں آیا تھا میں تو کفن تاڑنے آیا تھا۔ فرمایا اللہ نے یہ قید نہیں لگائی کہ کون کس لئے آیا ہے اُس نے تو صرف یہ کہہ دیا ہے کہ جو تیرے جنازے میں شامل تھے میں نے سب کو بخش دیا۔ دوسرے لمحے اُس نے دیکھا تو وہ مشاہدہ تو ختم ہو چکا تھا اور وہ قبر میں سر دیے بیٹھا تھا باہر نکلا اور چوٹی کے اولیاء اللہ میں اور چوٹی کے صوفیا اور مشائخ میں اُس کا نام شامل ہے۔ اُس حقیقت نے اُس کی زندگی بدل دی۔

ایک راہی ملک عدم نے اُسے درد دل عطا کر دیا۔
کس نیت سے اُس کے قریب لگا تھا۔

تو یہ جو اہل درد کا قرب ہوتا ہے یہ بھی سبب بن جاتا ہے درد دینے کا۔ تو بہر حال تخلیق انسانی کا مقصد بھی یہی ہے معراج انسانیت بھی یہی ہے کہ دل ہو اور دل میں درد ہو اور وہ اپنی منزل پالیتا ہے۔ اللہ کریم ہم سب کے حال پہ رحم فرمائے ہمارے گناہوں سے درگزر فرماتے ہوئے ہمیں یہ نعمتیں عطا فرمائے۔ وہی عطا کرنے والا ہے۔

و آخر دعونا عن الحمدللّٰہ رب العٰلمین٥

رمضان المبارک

مرحبا اے ماہِ رمضان مرحبا
رب کا مہماں گھر ہمارے آ گیا
سب دلوں میں تُو نے آ کے گھر کیا
بند کیا شیطان کا یوں داخلہ
روگ باطن کے ہیں گرچہ بیشمار
ہے ترے ہاتھوں میں ان سب کی شفا
تیری عظمت کا بھلا کیا پوچھنا
تجھ میں تو نازل کلام اللہ ہوا
ہے تراویح تیرا اک تحفہ عجیب
قرات قرآن دیتی ہے مزا
جان لو روزے کو اپنے شکل ڈھال
لے گا صائم کو معاصی سے بچا
کہ دلوں میں وسوسے آتے نہیں
قیدکر دیتا ہے شیطان کو خدا
کھڑکیاں دوزخ کی ہو جاتی ہیں بند
اور در جنت کے ہو جاتے ہیں وا
قدر کی تو لے کے آیا ایک شب
ہے صدی کا فاصلہ جس میں چھپا
غور سے پڑھ لو حدیث پاک کو
جس میں ہے مذکور فرمان خدا
روزہ رکھا جس نے بھی میرے لئے
خود ہی دوں گا میں اُسے اس کی جزا
بلکہ اس سے بڑھ کے بھی فرما دیا
کہ ہوں میں تو خود ہی روزے کی جزا
تجھ میں اجر نفل بھی ہے مثلِ فرض
اور فرائض کا ملے ستر گنا
معصیت میں جو بھی تھے لتھڑے ہوئے
جھاڑا پونچھا اور اجلا کر دیا
صائم وقائم کی بخشش ہو گئی
کس قدر عالی ہے تیرا مرتبہ
رحمتوں کی مچ گئی یوں لوٹ سیل
آنے والا بھر کے دامن گھر گیا
ہو گئیں پُر نُور راتیں بھی تری
تو نے ذمہ شفاعت لے لیا
ہر درودیوار سے آئی اذاں
ہو گئی پرکیف ساری ہی فضا
برکتوں سے سحر اور افطار کی
اس جہاں پر اک تقدس چھا گیا
رحمت و بخشش کے جھونکے آ گئے
لے گئے جو کوہ عصیاں کو بہا
یہ بشارت آپؐ سے ہم کو ملی
اولین عشرہ ہے رحمت سے بھرا
وسطی عشرے میں ہے روزے دار کی
بخش دی رب نے گناہوں کی سزا
سب کو دوزخ سے رہائی مل گئی
یہ بتائے آخری عشرہ ترا
تو اویسی کر نہیں سکتا شمار
کہ ہیں احسان تجھ پہ اس کے بے بہا

انجینئر عبدالرزاق اویسی، ٹوبہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

عشق سوال نہیں کیا کرتا

جب سوال ختم ہو جاتے ہیں تو جواب مل جاتا ہے جب تک سوال رہتے ہیں جواب نہیں ملتے۔ یہ جو شعبہ ہے تصوف کا اس کی خصوصیت ہے کہ جب تک آپ کے ذہن میں اس کے بارے سوال رہیں گے آپ کو جواب نہیں ملے گا۔ ایک بات میں سمجھا دوں گا ذہن دوسرا سوال پیدا کر دے گا اُس کا جواب مل جائے گا عقل انسانی ایک تیسرا سوال پیدا کر دے گا تو یہ عقل کا کام نہیں یہ کام ہے عشق کا اور عشق سوال نہیں کیا کرتا۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
سالانہ اجتماع دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 13-7-04

سوال:۔ یہ کسی دوست کا سوال ہے "طریقہ ذکر لطائف اور مراقبات کے متعلق تفصیلاً بیان فرمائیں"۔

جواب:۔ مجھے حیرت یہ ہوتی ہے کہ لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ ہوتے ہیں جو کام کرنا چاہتے ہیں اور ایک وہ ہوتے ہیں جو کام کم اور باتیں زیادہ کرتے ہیں۔ الحمد للہ میں نے پچیس برس حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں گزارے، کم وبیش تین سال لطائف کیے، اس کے بعد مراقبات ہوئے، پچیس برسوں میں ایک بار پوچھنے کی باری نہیں آئی کہ یہ کیسے کرنا ہے؟ اس میں کوئی لمبی پوچھنے والی بات بھی نہیں ہے۔ کرنے کے کام جو ہوتے ہیں وہ کرنے کے ہوتے ہیں اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ میری ایک آدمی کی تخصیص نہیں ہے میں نے پچیس برسوں میں کسی بھی ساتھی کو یہ سوال کرتے حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے نہیں سُنا۔

ایک چھوٹی سی بات تھی مراقبہ احدیت میں کہ حضرت تسبیح پڑھا کرتے تھے اب سمجھنے والے دو طرح سے سمجھ رہے تھے واذ اللہ منزہ بے چون و چگون والھکم الہ واحد۔ وحدہٗ لاشریک لک یا اللہ۔ اس میں دو تین اُمور آتے ہیں۔ حضرت حافظ صاحب خدا انہیں صحت دے اور زندہ رکھے سلامت رکھے، ایک دن مجھ سے کہنے لگے کہ یہ الفاظ ہیں فیض اللہ منزہ۔ کہ اللہ کا فیض جو ہے وہ بے چون و چگوں ہے اور منزہ ہے میں نے کہا حضرت نہیں یہ لفظ ہے ماذا اللہ یعنی ذات باری منزہ ہے بے چون و چگون ہے اب یہ میری اور حافظ صاحب کی بات ہے برسوں حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ہم رہے نہ حافظ صاحب کو جرات ہوئی پوچھنے کی کہ میں صحیح کہہ رہا ہوں اور نہ مجھے حوصلہ ہوا کہ میں پوچھ لوں جو میں نے سمجھا وہ صحیح ہے۔ یعنی کم وبیش اٹھارہ بیس سال رفاقت حافظ صاحب کو بھی رہی ہے اور بیس برسوں میں نہ انہیں جرات ہوئی نہ مجھے جرات ہوئی، میں نے جو سمجھا تھا میں نے وہ سمجھے رکھا شاید انہوں نے جو سمجھا آج بھی وہ سمجھتے ہیں اس لئے کہ دونوں میں صرف یہ فرق ہے کہ جو میں نے سمجھا اس کی اپروچ سیدھی ذات باری تک ہے فیض صفات میں سے ہے جو حضرت حافظ صاحب نے سمجھا اُس کی رسائی صفات تک ہے اور یہی میری دلیل تھی میری دلیل یہی تھی کہ بہتر جو ہے مفہوم وہ یہ ہے جو اسم ذات تک رسائی ہے جو الفاظ آپ فرما رہے ہیں اس میں صفات تک رسائی ہے۔

پھر ایک شخص نے سوال کیا چکوال کا ایک ساتھی تھا۔ والھکم الہ واحد۔ یہ غائب کا صیغہ ہے کہ تمہارا معبود برحق ہے اکیلا ہے آگے متکلم آ جاتا ہے۔ واحدہٗ لاشریک لک یا اللہ۔ وحدہٗ غائب کا ہے لاشریک لکَ متکلم کا اور حاضر کا ہے تو یہ عبارت کیسے درست ہے؟ یہ سوال اُس نے حضرت رحمتہ اللہ علیہ پر کیا انہوں نے سُن کے فرمایا میاں! میں نے اپنے حضرات سے سنا ہے اور میں نے اُن سے پوچھا نہیں، بات ختم ہو گئی، میں نے یہ تسبیح ایسے ہی سُنی ہے مشائخ سے اور

میں نے پوچھا نہیں۔ پھر وہ میرے پاس آیا تو میں نے اُسے کہا بھئی آپ سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں سارے صیغے غائب کے آ رہے ہیں الحمدللہ رب العلمین. غائب کا صیغہ ہے الرحمن الرحیم. غائب کا صیغہ ہے۔ ملک یوم الدین o غائب کا صیغہ ہے۔ ایاک نعبدو وایاک نستعین. یہ متکلم حاضر آ جاتا ہے۔ اگر یہ غلط ہے تو پہلے قرآن کی اصلاح کرو! یہ ایک کیفیت ہے جو سورۃ فاتحہ میں بھی موجود ہے کہ تعریف تو آدمی ایسے کرتا ہے جیسے غائب سے بات کر رہا ہو لیکن چونکہ وہ غائب تو ہے نہیں ہر جگہ حاضر وموجود ہے۔ غائب تو خود بندہ ہے لیکن جب اللہ کی تسبیح کرتا ہے اور اُسے حضوری نصیب ہوتی ہے تو وہ متکلم بن جاتا ہے اور حضوری نصیب ہو جاتی ہے اور وہ متکلم پہ بات کرتا ہے۔ بتا تو میں نے اُسے دیا جواب بھی درست تھا الحمدللہ لیکن وہ شخص سلسلے میں نہیں رہا' سال دو سال دھکے کھاتا رہا اور چلا گیا' ابھی زندہ ہے شاید لیکن اُسے ذکر نصیب نہیں رہا۔

اب مجھے یہ طریقہ ذکر اور مراقبات یہ بیان کرتے عملاً کرواتے پینتالیس سال بیت گئے اب اگر ان کی آج پھر میں نے تفصیل بیان کرنی ہے تو جسے سمجھ نہیں آتی میرے خیال میں اُس کے لئے مناسب ہے کہ وہ وقت ضائع نہ کرے اور کوئی کام کر لے' کاروبار کرے' تجارت کرے' کیوں یہاں وقت ضائع کر رہا ہے؟ اس پر المرشد میں بے شمار آئینی تفاصیل پرانے المرشد لیں اب جب سے چل رہا ہے المرشد تب سے لیکر اب تک اُس میں ڈیٹیلز ملیں گی۔ پھر اس پر الگ سے کتابیں لکھی گئی پھر یہ تفسیر میں اس کا ذکر ہوا۔ اب مجھے آپ بتائیں میں کونسی سی ڈی بنواؤں جو آخری اور فائنل ہو اور جو کل آئے گا کیا وہ پھر یہی سوال نہیں کرے گا۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اس میں ابہام کیا ہے؟۔

لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ ہوتے ہیں جو کام کرنا چاہتے ہیں اور ایک وہ ہوتے تھے جو کام کم اور باتیں زیادہ کرتے ہیں۔

طریقہ ذکر ہے سادہ سا ہے کہ کوئی سانس اللہ کے نام کے بغیر نہ جائے' اندر سانس جائے تو لفظ اللہ دل کی گہرائیوں میں اُتر جائے' باہر نکلے تو ہو نکلے اور ھو کی ضرب لطیفے پہ لگنی چاہیے۔ اب آپ کو میں مراقبات کی تفصیل سمجھا دوں الحمدللہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد جو مراقبات مجھے نصیب ہوئے اُن کی مثال نہیں ملتی۔ مراقبات کا ہونا اور بات ہے مقامات کا ہونا اور بات ہے اور اُن کی تفصیلات کو جاننا ایک اور بات ہے۔ ایک آدمی کو آپ کراچی پہنچا دیتے ہیں' کراچی پہنچنا اور بات ہے اور کراچی کے گوشے گوشے سے واقف ہونا یہ دوسری بات ہے۔ الحمدللہ' اللہ نے مراقبات جو عطا فرمائے اُن کی کوئی حد نہیں بنتی لیکن مراقبات ثلاثہ کی سمجھ مجھے آپ کے اجتماع سے ہفتہ ڈیڑھ پہلے آئی کہ احدیت اور معیت اقربیت کی تفصیلات کیا ہیں۔ آپ کو کیسے تفصیلیں بتا دوں! آپ کو کیا بیان کر دوں! جو کل شام آیا ہے اُسے آج سویرے کیسے سمجھ آ جائے مجھے پینتالیس برس ہو گئے احدیت معیت اقربیت سے گزرتے اور الحمدللہ اگر لاکھوں نہیں تو ہزاروں لوگوں کو وہاں سے گزارا۔ ایک مقام کا نصیب ہونا اور بات ہے اور اُس کے کس کس گوشے میں کیا کیا ہے یہ جاننا دوسری بات ہے پینتالیس برس بعد مجھے مراقبات ثلاثہ کی سمجھ آئی اور یہ میں سمجھ رہا ہوں کہ مجھے بہت سمجھ آئی ہے ابھی یہ ضروری نہیں کہ میں نے ساری بات سمجھ لی ہے جو مجھے سمجھ آئی ہے میں سمجھ رہا ہوں یہ بہت زیادہ ہے اور میں منبر پر بیٹھا ہوں میں بڑے یقین سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ تفصیلات اگر میں آپ کو بتاؤں تو آپ کہیں گے یہ پاگل ہو گیا ہے' عقل انسانی برداشت نہیں کر پاتی' تو میرے بھائی جسے کرنا ہے وہ کرو یہ کرنے کا کام ہے اللہ کا نام ہے اُس میں کوئی غلطی نہیں آتی کسی دم کو خالی نہ جانے دو اس میں کوئی غلطی نہیں آتی۔ شیخ موجود ہے اور یہ اللہ کا شکر ادا کرو۔ احدیت سے لیکر آخری منازل تک منازل بالا تک عالم امر کی انتہا تک ہر مقام کا ایک دائرہ ہے جو کائنات کو

محیط ہے اور کوئی احدیت میں پہنچا تو اُسے سیدھا عبور کرنے کی بجائے اگر تھوڑا سا دائیں یا تھوڑا سا بائیں چل پڑا تو اُس کی عمر صدیوں بھی ہو تو اُس کی وسعتوں میں گم ہو جائے گا اور لاکھوں اللہ کے بندے ان مراقبات میں گم ہو گئے جواب احدیت پہ' معیت پہ' اقربیت پہ نظر آتے ہیں۔ ساری زندگی مراقبات میں' اللہ اللہ میں' محنت میں گزر گئی لیکن کوئی ایسا بندہ نہ ملا جو ہاتھ پکڑ کر اُسے عبور کر کے پار کرا دے ایک بندہ دریا کو پار کرنا چاہتا ہے لیکن جدھر دریا بہہ رہا ہے اُدھر وہ بھی چلنا شروع کر دے تو کہاں عبور کرے گا۔ کوئی ہو جو اُسے اگلے کنارے پر لیجائے منصور حلاج رحمتہ اللہ تعالےٰ کی بات ہو رہی تھی حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے۔ کہ یہ بیچارا فنا بقا میں الجھ گیا تھا اور اُسے کوئی ایسا بندہ نہیں ملا جو اس کا ہاتھ پکڑ کرا سے یہ مراقبات عبور کرا دیتا' یہ اُن کی وسعتوں میں گم ہو گیا اور اِس پر ایسی کیفیت طاری ہو گئی کہ وہ نطق سے بھی فنا ہو گیا اُسے نہیں پتہ کہ کیا کہہ رہا ہوں۔ لیکن اگر کوئی ایسا بندہ اسے مل جاتا جو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے ان سے آگے لے جاتا تو یہ کیفیت ختم ہو جاتی اور بچ جاتا۔ تو یہ اللہ کا احسان عظیم ہے کہ جہاں بڑے بڑے محنت کرنے والے لوگوں کی' مجاہدے کرنے والے لوگوں کی' اہل علم کی اور ورع تقویٰ رکھنے والے لوگوں کی عمریں بیت گئیں وہاں سے آج کے عام لوگ جن کی نمازیں درست نہیں ہیں تلفظ صحیح نہیں ہے معنی کی خبر نہیں ہے بھاگتے دوڑتے پڑتے سارا دن دنیا کے کام کرتے ہیں رہتے بال بچوں کے ساتھ ہیں اپنی دکانیں چلاتے ہیں اپنی ملازمتیں کرتے ہیں اور شُوں کر کے وہاں سے گزر جاتے ہیں۔ مولانا سعدی رحمتہ اللہ نے کہا تھا۔

ایک زمانہ تھا جب صابن ایجاد نہیں ہوا تھا تو صابن کی جگہ مٹی استعمال ہوتی تھی اور وہ

مراقبات کا ہونا اور بات ہے مقامات کا ہونا اور بات ہے اور اُن کی تفصیلات کو جاننا ایک اور بات ہے۔

ہمارے علاقے میں بھی پائی جاتی ہے یہ مٹی نہیں ایک خاص مٹی ہوتی تھی اُس میں صابن کی خصوصیات ہیں یہاں ہمارے ان نمک کے پہاڑوں میں بھی وہ پائی جاتی ہے اور ہمارے علاقے کے لوگ اُسے استعمال بھی کرتے تھے میری یادداشت تک بھی لوگ استعمال کرتے تھے خواتین جاتی تھیں اور وہ کھود کے لے آتی تھیں اُس سے سر کے بال بھی دھوتے تھے نہاتے بھی تھے اور کپڑے بھی دھوتے تھے میں نے پچھلے دنوں ایک دفعہ کوشش کی تھی کہ کہیں سے مل جائے لیکن وہ جاننے والے لوگ مر گئے بتانے والا کوئی تھا نہیں تلاش کرنے پر ملی نہیں۔ جو جگہ جہاں سے لاتے تھے وہاں سے پہاڑ میں وہ اوپر سے پہاڑ گرا جگہ دب گئی۔ نہیں تو میرا ارادہ تھا کہ کچھ نمونہ اُس کا مل جائے تو رکھیں لیکن وہ مشکل ہو گئی۔

تو اُس زمانے میں جب حمام ہوتے تھے تو حماموں میں بھی وہ مٹی صابن کی جگہ دی جاتی تھی لوگ اُس سے غسل کرتے تھے تو مولانا سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گل خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم

مجھے حمام مین ایک دوست نے غسل کے لئے وہ مٹی کی ٹکیہ دی لیکن اُس میں تو بڑی خوشبو تھی۔

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دل آویز تو مستم

تو میں نے اُس مٹی سے کہا کہ مٹی ہے مشک ہے یا عنبر ہے تیری تو خوشبو نے میرا دماغ معطر کر دیا اور مجھے مست کر دیا۔ کہ از بوئے دل آویزِ تو مستم۔ تیری تو خوشبو اتنی دل آویز ہے کہ تو نے تو مجھے مست کر دیا۔

بگفتہ من گل ناچیز بودم۔ اُس نے کہا میں تو مٹی کی مٹی ہی تھی مجھ میں کوئی کمال نہیں ولیکن مدت با گل نشستم۔ مجھے ایک عرصے کے لئے لوگوں نے پھولوں میں رکھ دیا پھول کے ساتھ صحبت مل گئی۔

جمال ہمنشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

وہ جو ساتھی کا جمال تھا وہ میرے اندر در آیا ورنہ میں تو وہی مشت خاک ہوں۔ تو یہ کمال نہ میرا ہے نہ تمہارا ہے نہ ہماری یہ جرات ہے بڑے بڑے متورع بڑے بڑے متقی لوگ۔ سوا چودہ سو سال میں سے آپ صحابہ' تابعین' تبع تابعین کا عہد نکال دیجئے ساٹھ ستر سال' تو ساڑھے تیرہ سو سال بچتے ہیں برصغیر کتنا وسیع ہے ساڑھے تیرہ سو برس میں عالم امر میں آٹھ یا نو بندے ملتے ہیں اکثریت فنا بقا سے نیچے کچھ فنا بقا کے لوگ ہیں اُس سے کم سالک المجذوبی پر ہیں اُس سے کم منازل عرش میں ہیں اور جب آپ عالم امر میں نگاہ کرتے ہیں تو آٹھ نو سے زیادہ بندے ساڑھے تیرہ سو سال میں پورے برصغیر میں نہیں ملتے۔ اتنا آسان کام نہیں ہے اس میں سارا جو کچھ چاہیے وہ یہ ہے کہ چمٹ جائے اور پھر چھوڑو نہیں۔ مت پوچھو جھاڑیوں میں گھسٹے جا رہے ہیں یا ہوا میں لٹک رہے ہیں یا پانی میں ڈبو دیا ہے۔ جب سوال ختم ہو جاتے ہیں تو جواب مل جاتا ہے جب تک سوال رہتے ہیں جواب نہیں ملتے۔ یہ جو شعبہ ہے تصوف کا اس کی خصوصیت ہے کہ جب تک آپ کے ذہن میں اس کے بارے سوال رہیں گے آپ کو جواب نہیں ملے گا۔ ایک بات میں سمجھا دوں گا ذہن دوسرا سوال پیدا کر دے گا اُس کا جواب مل جائے گا عقل انسانی ایک تیسرا سوال پیدا کر دے گا تو یہ عقل کا کام نہیں یہ کام ہے عشق کا۔ عشق سوال نہیں کیا کرتا۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
اور عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

اور جب سوال ختم ہو جائیں جواب مل جاتا ہے یہ حکمت الٰہی ہے آپ نے فقہ پڑھنی ہے سوال کریں' تفسیر پڑھنی ہے سوال کریں' حدیث پڑھنی ہے سوال کریں' سمجھیں۔

برکات نبوی ﷺ سمیٹنی ہیں تو چمٹ جائیں' سوال تب تک ہوتا ہے جب تک بندے کا اپنا وجود باقی ہو اپنی ذات باقی ہو انا باقی ہو کہ میں ہوں' میں ہوں تو میں سوال کروں گا' میں ہوں ہی نہیں تو سوال کون کرے گا؟۔ سوال کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں ہوں اور جب تک میں ہوں تب تک یہ نعمت نہیں ملے گی کیونکہ اس کی ابتدا ہی فنا سے ہوتی ہے۔ تو عشق میں سوال نہیں ہوتے اور میں کچھ اس پہ مزید تفصیل بتانا بھی نہیں چاہتا کہ نصف صدی تو ہو گئی۔ اب بھی جس کو سمجھ نہیں آئی وہ جانے اور اُس کا رب جانے' سمجھتا رہے۔

> ایک مقام کا نصیب ہونا اور بات ہے اور اُس کے کس کس گوشے میں کیا ہے یہ جاننا دوسری بات ہے' پینتالیس برس بعد مجھے مراقبات ثلاثہ کی سمجھ آئی اور یہ میں سمجھ رہا ہوں کہ مجھے بہت سمجھ آئی ہے ابھی یہ ضروری نہیں کہ میں نے ساری بات سمجھ لی ہے جو مجھے سمجھ آئی ہے میں سمجھ رہا ہوں یہ بہت زیادہ ہے اور میں منبر پر بیٹھا ہوں میں بڑے یقین سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ تفصیلات اگر میں آپ کو بتاؤں تو آپ کہیں گے یہ پاگل ہو گیا ہے' عقل انسانی برداشت نہیں کر پاتی۔

طریقہ بڑا سادہ سا ہے اندر سانس جائے لفظ اللہ ساتھ جائے اور دل کی گہرائیوں میں' باہر نکلے تو ھو کی ضرب لطیفے پہ لگے مراقبات کرانا شیخ کا کام ہے جو مراقبہ کرا دے اُسے کرتے رہو۔ شیخ اپنی مرضی کا مالک نہیں ہوتا نعمتیں اللہ کی ہوتی ہیں دیتا وہ اپنی پسند سے ہے شیخ بانٹتا رہتا ہے۔ ہمارے ساتھ لوگ لطائف کے لئے جو ساتھی آتے تھے تین چار دن پانچ دن حضرت رحمۃ اللہ کے ساتھ رہتے اکثر حضرت رحمۃ اللہ علیہ دوروں پہ رہتے جلسے ہوتے تقاریر ہوتیں مناظرے ہوتے تین چار دن ہم سفر رہتے زیادہ سے زیادہ ہفتہ بھر رہتے کسی کو مراقبات ثلاثہ ہو جاتے کسی کو فنا بقا تک ہو جاتے کسی کو فنا فی الرسول نصیب ہو جاتے اور ایک میں تھا کہ جو سب سے زیادہ ہم رکاب بھی رہتا تھا' سفر کا سارا اہتمام بھی میرے ذمہ ہوتا تھا' سامان بوجھ بھی سارا میں نے اٹھایا ہوا ہوتا تھا اور میں تین سال لطائف کرتا رہا۔ لوگ سات دنوں میں فنا فی الرسول ہوتے دیکھے فنا بقا کے مراقبات کرتے دیکھے اپنے سامنے دیکھے اور میرے برسوں صرف لطائف پہ لگ گئے۔ لیکن یہ سوال کا مقام نہیں ہے وہ جنہیں ہفتوں میں نصیب ہوئے جو کچھ مجھے نصیب ہوا ہے وہ اُسے سوچ بھی نہیں سکتے اُس کی اپنی تقسیم ہے اُس نے اوقات متعین کر رکھے ہیں کسی کو کیا دینا ہے' کب دینا ہے' کتنا دینا ہے' یہ اُس کی اپنی تقسیم ہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے میرے سامنے بارہا فرمایا کہ "دیکھو یہ میرے اختیار میں نہیں ہے اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں اس کو سب سے پہلے سارے مراقبات کرواتا۔ میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

اس کے ساتھ سارا زور لگاتا ہوں یہ لطائف سے آگے ہی نہیں ہوتا اور جو آتے ہیں جنہیں میں ضروری نہیں، میں فریضہ سمجھ کر توجہ دیتا ہوں اور انہیں فنا بقا تک مراقبات ہو جاتے ہیں یہ میرے بس میں تو نہیں ہے۔ اُس کی اپنی تقسیم ہے جسے چاہے جتنا چاہے، جب چاہے دے، لیکن یہ من جانب اللہ ہوتا ہے'' اور شاید وہ جو برسوں لگے انہوں نے ایک ایسی بنیاد بنا دی کہ اُس پہ اتنی عمارت کھڑی ہوگئی یہ دنوں میں گئے اُن کی اتنی ہی بنیاد تھی جن پہ اُتنی ہی عمارت بنی لیکن یہ بات تو اب سمجھ میں آتی ہے اُس وقت تو نہیں آتی تھی۔ دسمبر کی راتوں میں رات کی روٹی گڑ کا شربت بنا کر کھاتے تھے منہ میں چھالے ہو جاتے تھے زخم بن جاتے تھے اندر کی گرمی سے اور ہمیشہ اپنے ساتھ پھٹکڑی رکھتے تھے اور پانی میں پھٹکڑی حل کر کے اُس سے غرارے کیا کرتے تھے۔ لطائف دونوں طرف ایسے لگتا تھا جیسے سینے میں سلاخیں گڑ گئی ہیں نیچے جھک کر کوئی چیز اٹھانا ممکن نہیں ہوتا تھا درد ہوتا تھا پتہ لگتا تھا جیسے کوئی نیزے کا پھل ہے اندر، عام معمول جو تھا اُس میں میں نے گھڑی سے منٹوں کی سوئی نکال دی تھی کہ ہم گھنٹوں کا حساب کیا کریں منٹوں کی سوئی ہی نکال دی تھی کہ گھنٹے گنیں گے اور فجر کا معمول روزانہ کا کم از کم چار گھنٹے ہوتا تھا تہجد سے لیکر فجر کی نماز تک چار گھنٹوں کا صرف لطائف ہوتے تھے مراقبات تو تھے نہیں۔ تو یہ دیوانوں کا کام ہے پاگلوں کا کام ہے جو لگ گئے اور لگے رہے۔ میرے پاس اس کی اتنی ہی تفصیل ہے اور میرے خیال میں سمجھنے کے لئے تو کافی ہے۔ مراقبات کی سادہ سی بات ہے کہ جو نصیب ہوتے ہیں۔ شیخ ہاتھ پکڑ کر لے جاتا ہے اللہ کا شکر ادا کرو۔ ورنہ ساری عمر احدیت تک پہنچنے میں لگ جاتی ہے کوئی پہنچ جائے تو اُسے عبور کرنے میں لگ سکتی ہے۔ یہ اللہ کا شکر ہے کہ ایک ایسے عظیم انسان کا دامن ہاتھ میں آیا جسے اللہ نے اس صدی میں لوگوں کی ہدایت کا سبب بنا دیا ہم جیسے بھی ہیں بھلے بُرے اُن سے وابستہ تو ہیں یہ بڑی سعادت ہے۔ بڑے اعلیٰ مقامات کے لوگوں کو ایمان سے جاتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور انپڑھ اور بے کار لوگوں کو اعلیٰ مقامات لیکر قبر میں جاتے بھی دیکھا ہے۔ ہر وقت اللہ کا شکر اپنے اندر، سامنے، حاضر، موجود رکھو اور عمل کرو، عمل کام کرنے سے ہوگا باتیں بنانے سے نہیں۔ جسے عشق ہو گیا اُس کے سوال ختم ہو جائیں گے اور جسے عشق نہیں ہوگا اُسے یہ نصیب نہیں ہوگا۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین o

بڑے اعلیٰ مقامات کے لوگوں کو ایمان سے جاتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور انپڑھ اور بے کار لوگوں کو اعلیٰ مقامات لیکر قبر میں جاتے بھی دیکھا ہے۔

''قارئین سے گزارش''

1- ماہنامہ ''المرشد'' کا شمارہ ہر ماہ کی چھ تاریخ تک پوسٹ کر دیا جاتا ہے۔ شمارہ نہ ملنے کی صورت میں، اُسی ماہ کے اختتام تک بذریعہ ڈاک یا فون لاہور آفس اطلاع دیں۔ یاد رہے کہ ایک ماہ گزر جانے کے بعد ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

2- ''المرشد'' کا شمارہ نہ ملنے کی کافی شکایات موصول ہو رہی ہیں۔ مرکزی دفتر سے ہر شمارہ باقاعدگی سے پوسٹ کر دیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں اپنے مقامی ڈاکخانہ سے رابطہ کر کے شکایت درج کرائیں۔

3- پیکنگ کے لفافہ پر ایڈریس کے ساتھ تجدید کی تاریخ بھی درج ہوتی ہے۔ تجدید کی تاریخ چیک کر کے بروقت فیس جمع کرائیں تاکہ آپ کا شمارہ بند نہ ہو۔

اس سلسلہ میں خط و کتاب کے لئے ایڈریس یہ ہے۔ ماہنامہ ''المرشد'' اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور۔ فون 041-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

ذکر اور ریا کاری

"اگر کوئی شخص محض دکھاوے کے لئے اللہ اللہ کرتا ہے تو اس پر بھی اسے کچھ فائدہ ہوتا ہے۔ یہ تو طے شدہ بات ہے کہ اللہ کا نام لینے کے اثرات ہوتے ہیں۔ اگر آدمی ریا کاری سے بھی نام لینا شروع کر دے اور مسلسل لیتا رہے تو اس میں خلوص آ ہی جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس پہ وقت زیادہ لگتا ہے۔ اللہ کا نام دل کے لئے صابن کی حیثیت رکھتا ہے۔ اب اس میں میل کتنا ہے اور صابن کتنے زور سے لگاتے ہیں اس حساب سے وقت لگتا ہے۔ خلوص ضرور آ جاتا ہے۔ کسی کے دل میں کھوٹ ہے تو تھوڑے دنوں میں خلوص ہو جاتا ہے جیسے زیادہ میلا کپڑا ہے تو زیادہ صابن رگڑنا پڑے گا تھوڑا ہے تو تھوڑا صابن۔ آپ ریا کاری سے بھی رگڑتے رہیں تو میل تو کاٹے گا۔"

ماخوذ از "کنز الطالبین"

تعاون
اسلم ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ
مینوفیکچررز
آف PC یارن
پُل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد
667571
667572

www.naqshbandiaowaisiah.com

مسائل اور مصائب دارِ دنیا کی خصوصیت ہیں

اللہ کی اطاعت کی چھاپ ہے اعمال میں اتباع سنت نصیب ہے تو وہ جنت کے سائے میں جیتا ہے اور ایک حد تک جنت کا سکون اُسے نصیب ہوتا ہے' اللہ سے رشتہ ٹوٹ گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے اور گناہ کی زندگی' آلودہ زندگی اختیار کر لی تو خود کو جہنم کے سائے میں لے گیا اسی لئے آپ دیکھتے ہیں کہ بدکاروں کے پاس اگر حکومت وسلطنت بھی ہو تو انہیں سکون کی نیند نہیں آتی' کتنے پہرے باہر کھڑے ہوں پھر بھی سونے کے لئے گولیاں کھانا پڑتی ہیں' کوئی لمحہ سکون کا نصیب نہیں ہوتا اس لئے کہ اُس زندگی کا عکس اُس پہ پڑ رہا ہوتا ہے۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ' ضلع چکوال 13-08-04

بسم اللہ الرحمن الرحیم٥

قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملک السمع والابصار ومن یخرج الحی من المیت ویخرجُ المیت من الحی٥ ومن یدبرُ الامر٭ فسیقولون اللہ فقل افلا تتقون٥ فذلکم اللہ ربُکم الحق فماذا البعدالحق الا الضلل٥فانی تصرفون٥ کذلک حقت کلمتُ ربکم علی الذین فسقوا انھم لا یومنون٥

(یونس ۳۱ تا ۳۳)

اللھم سبحنک لاعلمنا الا ماعلمتنا انک انت لعلیمُ الحکیم.

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک من زانت بہ العصر

دار دنیا میں ہر انسان مختلف قسم کی پریشانیوں یا مصیبتوں میں مبتلا رہتا ہے' ایک عجیب تصور کہ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ مجھے کوئی پریشانی نہ ہو اور میری صحت بھی درست ہو کوئی مالی پریشانی بھی نہ ہو کسی طرح سے کسی انسان کی طرف سے بھی کوئی مسئلہ نہ ہو یعنی پوری زندگی میری بڑی پرامن ہو تو اس کا مطلب ہے کہ وہ خود کو دنیا میں نہیں سمجھتا وہ سمجھتا ہے کہ وہ جنت

> **کوئی بھی مسلمان یہ سوچے کہ اس پر بڑی مصیبت آئی ہے' اپنی مصیبت کو بارگاہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جائے تو وہ دیکھے گا تو اُس نے خواہ مخواہ اپنی مصیبت کو بڑھا کر رکھا ہے۔ اس سے کہیں زیادہ کوہ گراں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹے ہیں۔**

میں رہ رہا ہے چونکہ یہ اوصاف کہ کوئی پریشانی نہ ہو کوئی مسئلہ نہ ہو امن وسکون ہو عزت وآبرو ہو آرام ہی آرام ہو یہ صرف جنت میں ہے۔ جسے دنیا میں رہ رہا ہے تو دنیا کا طریقہ یہ ہے کہ اُسے صحت وبیماری بھی آئے گی اُسے لوگوں کی طرف سے پریشان بھی ہونا پڑے گا زندگی کے مسائل بھی اُس کے سامنے آئیں گے کبھی اپنوں کی طرف سے پریشانیاں آئیں گی اور کبھی بیگانوں کی طرف سے آئیں گی یہ دار دنیا ہے اور یہ اُس کی خصوصیت ہے۔

اولین وآخرین میں اور اللہ کی ساری مخلوق میں سب سے افضل سب سے برتر مقام و مرتبہ آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پڑھ کر دیکھ لیجئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر امراض بھی آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفا بھی ہوئی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدوری بھی کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریوڑ بھی چرائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت بھی کی' اپنوں نے بھی مظالم کی انتہا کر دی بیگانوں کی طرف سے بھی بڑے دکھ دیکھنے پڑے اور دنیا کا کونسا صدمہ ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برداشت نہیں فرمایا! اعلان نبوت کے ساتھ مصائب کی حد ہو گئی' لوگوں نے پتھروں سے زخمی کیا' راستے میں کانٹے بچھائے ہر طرح کی اذیت دی' پھر نوعمر اور چھوٹی بچیاں رہ گئیں اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کا وصال ہو گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جو بہت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرتے تھے دنیا سے

www.naqshbandiaowaisiah.com

رخصت ہو گئے' پھر آپ ﷺ کو ہجرت کرنا پڑی' مدینہ منورہ میں ریاست بنی تو یہود مدینہ نے کون کون سا دھوکا نہیں کیا' کون کون سی ایذا نہیں دی' مشرکین عرب نے مدینہ منورہ پر کتنی دفعہ چڑھائی کی' پھر یہی نہیں کہ بزرگوں کی جدائی کا صدمہ' آپ ﷺ کو اللہ جل شانہ' نے بیٹا عطا فرمایا اور آپ ﷺ کی گود مبارک میں فوت ہوا' تو کونسا ایسا دنیا کا دکھ ہے کونسا ایسا صدمہ ہے جو آپ ﷺ پر نہیں بیتا؟ نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی سے کچھ غلہ قرض لیا اور وہ جب مانگنے کے لئے آیا تو بڑی بدتمیزی سے پیش آیا۔ سیدنا فاروق اعظمؓ خدمت عالی میں حاضر تھے آپؓ بڑے خفا ہوئے ناراض ہوئے اُسے پکڑنے کو اٹھے۔ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا اور فرمایا یہ بات درست نہیں ہے عمرؓ اُسے سمجھانا چاہیے تمہیں کہ تقاضا کرنے کا بھی ایک طریقہ ہوتا ہے' وہ تقاضا ضرور کرے لیکن ایک سلیقے سے کرے اور مجھے بھی کہو کہ جب میں نے قرض لیا اور وعدہ آ گیا تو میں اُس کا قرض ادا کروں۔ میرے خیال میں چند صاع غلے کے تھے۔ کوئی بھی مسلمان یہ سوچے کہ اُس پر بڑی مصیبت آئی ہے' اپنی مصیبت کو بارگاہ اقدس ﷺ میں لے جائے تو وہ دیکھے گا تو اُس نے خواہ مخواہ اپنی مصیبت کو بڑھا کر رکھا ہے۔ اس سے کہیں کوہ گراں تو نبی کریم ﷺ پر ٹوٹے۔

اسی لئے کہ یہ دنیا ہے اور اس کا یہ خاصہ ہے کہ اس میں قدم قدم پر کانٹے بچھے ہیں لیکن کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ ہم سارے ان تجربات سے گزرنے کے باوجود دکھوں اور مصیبتوں کو جھیلنے کے باوجود اسی دنیا کے عاشق اور شیدا بنے ہوئے ہیں!

انسانی زندگی کے دو رخ ہیں ایک یہ ہے کہ جو اُسے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا وہ رخ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بندے کو اللہ جل شانہ' کے روبرو کر دیا۔ ہر

> **جو بندہ زندگی کا یہ رخ اپنا لیتا ہے کہ میرا پروردگار موجود ہے اور میرے نبی ﷺ نے میرا تعلق اور رشتہ میرے رب سے قائم کر دیا ہے وہ میرے ہر حال سے واقف ہے یہ ہر بات کو جانتا ہے ہر طرح میری مدد کرنے پہ قادر ہے اُسے ایک طرح سے اس دنیا میں بھی جنت کا سایہ نصیب ہو جاتا ہے۔**

کلمہ گو کو یہ مقام و مرتبہ نصیب ہوا کہ وہ دست بستہ کھڑا ہو جائے بارگاہ الوہیت میں اور اپنی گزارشات پیش کرے' اپنے رب سے بات کرے' اپنے رب سے کلام کرے' اپنے رب سے اپنا دکھ سکھ بیان کرے' اپنے پروردگار سے اپنی ضرورتیں بیان کرے' اپنے پروردگار سے امان چاہے مصیبتوں سے نجات چاہے' جو کرنا چاہتا ہے بات براہ راست اپنے رب العلمین سے کرے۔

دوسرا رخ زندگی کا یہ ہے کہ ہم دنیا میں رہتے ہوئے اپنے جیسے دوسرے بندوں کی پناہ چاہتے ہیں اور اس طرح سے چاہتے ہیں کہ اللہ کی نافرمانی ہم کر لیتے ہیں اُن کی نافرمانی نہیں کرتے' اُن کا حکم مانتے ہیں' کسی کو چڑھاوے چڑھاتے ہیں' کسی کو نذر نیاز دیتے ہیں' کسی کی خوشامد کرتے ہیں' یہ زندگی کا دوسرا رخ ہے اور ہر بندہ ان دو میں سے ایک رخ میں ہے بعض لوگ ایسے ہیں کہ کبھی اِدھر آ جاتے ہیں کبھی پھر اُدھر لڑھک جاتے ہیں۔ جو بندہ زندگی کا یہ رخ اپنا لیتا ہے کہ میرا پروردگار موجود ہے اور میرے نبی ﷺ نے میرا تعلق اور رشتہ میرے رب سے قائم کر دیا ہے وہ میرے ہر حال سے واقف ہے ہر بات کو جانتا ہے ہر طرح میری مدد کرنے پہ قادر ہے اُسے ایک طرح سے اس دنیا میں بھی جنت کا سایہ نصیب ہو جاتا ہے۔

مصیبتیں آتی ہیں پریشانیاں آتی ہیں لیکن اس طرح سے وہ باعث تکلیف نہیں بنتیں چونکہ وہ دیکھ رہا ہوتا ہے کہ جو رب العلمین جس نے بیماری بھیجی ہے وہ شفا دینے پہ بھی قادر ہے' کہیں کام رُک گیا ہے تو وہ قادر ہے اللہ کرے گا چل بھی پڑے گا' اُس کے پاس ایک بہت ہی مضبوط سہارا ہوتا ہے اللہ کے نام کا جو اُسے پریشان نہیں ہونے دیتا ایک طرح سے جنت کا سایہ اُس کے قلب پہ مترشح ہوتا ہے جنتیوں جیسی زندگی اُسے نصیب ہو جاتی ہے' اُسے کوئی مسئلہ ہی نہیں ہوتا۔ پریشانیاں ہوتی ہیں' دشمنیاں ہوتی ہیں' ایذا کا سبب لوگ بنتے ہیں لیکن اللہ کریم

www.naqshbandiaowaisiah.com

اُسے ایسی سوچ ایسی فکر اور ایسا اعتماد عطا کر دیتا ہے کہ اُسی خارزار میں وہ آرام سے چلتا رہتا ہے اور یہی بات اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمائی گئی ہے گیارہویں پارے میں سورۃ یونس کی یہ آیت ہے۔

فرمایا میرے حبیب ﷺ ان سے پوچھیے۔ **من یرزقکم من السماء**. آسمانوں سے تم پر یا عالم بالا سے تم پر رزق کون اتارتا ہے مثلاً اُوپر سے ایک صرف بارش ہی برستی ہے اگر چند دن رُک جائے تو سارا رزق رُک جاتا ہے' سورج کی شعائیں حیات آفرین ہیں' چاند کی روشنی حیات آفرین ہے' ایک ایک ستارے کی گردش آلات دنیا پہ اپنا اثر ڈالتی ہے اور طرح طرح کے پھل پھول جانور آبی جانور پرندے درخت بے شمار چیزیں ان کے ساتھ مربوط ہوتی ہیں جو پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ اب اس سارے نظام پہ غور کرو تو کون ہے جو یہ سارا اہتمام کر رہا ہے؟ کون ہے جو روزانہ اپنے وقت پہ سورج کو نکالتا ہے اور ایک خاص مقدار روشنی کی ہر جگہ پہنچاتا ہے اُس سے جو جو کام ہونے ہیں وہ کام اُس سے لیتا ہے کون ہے جو ہر قطرہ باراں کو اُس جگہ پہ اُتارتا ہے جہاں اُسے ہونا چاہیے تھا' کون ہے جو بادِ نسیم کو چلاتا ہے؟ کون ہے جو غلے اُگاتا ہے؟ کون ہے جو پھل پیدا کرتا ہے اور اُن میں مٹھاس بھرتا ہے کون ہے ایسا!

قل من یرزقکم من السماء والارض. آسمان سے اور زمین سے کون تمہارے لئے روزی پیدا کرتا ہے؟ فرمایا جتنا بھی سوچیں گے جتنا بھی سمجھیں گے آخر اللہ ہی کا نام آئے گا۔ کسی چوہدری کسی وڈیرے کسی وزیر کسی شہنشاہ کسی بندے کسی فقیر کسی کا نام نہیں لے سکتے کسی بت کا نام نہیں لے سکتے بلکہ

امن یملک السمع والابصار ۔ آپ ﷺ ان سے یہ پوچھیے یہ تمہیں قوت سماعت و بصارت سننا اور دیکھنا یہ

انسان کا مزاج بھی عجیب ہے کہ ایک طرف تو امن سے آبرو سے سکون سے جینا چاہتا ہے اور دوسری طرف اللہ کو فراموش کر کے مخلوق سے امیدیں جوڑتا ہے۔

کس نے دیا اور کس کی ملکیت ہے؟ کون چاہے تو اُسی وقت لے لے تمہارا نہیں ہے کسی کا ہے اُس نے دے رکھا ہے تو تم استعمال کر رہے ہو وہ لے لے تو لے لے۔ **ومن یخرج الحی من المیت**. مردہ سے زندہ کون پیدا کرتا ہے؟ ایک قطرے سے جو بے جان ہوتا ہے اُس سے اتنا بڑا انسان کون بناتا ہے؟ انڈہ بے جان ہے اُس میں سے پرندہ زندہ پیدا ہو جاتا ہے بے جان اور مردہ چیزوں سے زندہ کون پیدا کرتا ہے؟ **ویخرج المیت من الحی** ۔ اور زندوں کو مردہ کون کر دیتا ہے؟ حیات ہوتی ہے پھر مردہ ہو جاتا ہے۔ **ومن یدبر الامر** ۔ یہ سارا نظام اور اس کی تدبیر کون کرتا ہے؟

فسیقولون اللّٰہ. فرمایا انسانی نفس کی یہ مجبوری ہے کہ جتنا سوچے گا جتنا سوچے گا بالآخر کہہ اٹھے گا کہ یہ صرف اللہ ہے جو کرتا ہے اللہ کے بغیر کسی کا نام اُس کی زبان پہ نہیں آئے گا اور جب یہ کہیں کہ یہ سارا کام اللہ کرتا ہے تو ان سے فرمایئے۔

افلا تتقون۔ پھر تمہیں حیا نہیں آتی اُس کی نافرمانی کرتے ہو' پھر کس برتے پر تم اللہ کی یاد بھلا بیٹھے ہو' کس برتے پر تم اللہ کی نافرمانی کرتے ہو' کس برتے پر تم اُس کی عظمت کا انکار کرتے ہو اور کس امید پر اُس کی بارگاہ چھوڑ کر دوسروں کے پیچھے بھاگتے ہو۔

فذٰلکم اللّٰہ ربکم الحق o یہی ہے اللہ جو حق ہے تمہارا پروردگار یعنی تمہیں پالنے والا **فماذا بعد الحق الا الضلل** ۔ اور حق کے باہر کیا ہوتا ہے' گمراہی' **فانی تصرفون** ۔ تم کہاں کھو گئے ہو کہاں گم ہو گئے ہو اتنی سی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی۔ **کذٰلک حقت کلمت ربک علی الذین فسقوا**۔ جو لوگ بُرائی کرتے ہیں گناہ کرتے ہیں جو لوگ زندگی کی غلط روش اپناتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی مہلت کو اُس کی نافرمانیوں پہ ضائع کرتے ہیں اُن کے لئے اللہ نے دلیل کی تو حد کر دی لیکن ان کی بدنصیبی یہ ہے کہ انہوں نے گناہ کر کر کے ایمان کی استعداد کھو دی اپنے دل کو اتنا میلا کر لیا اسقدر سیاہ کر لیا کہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

اُس میں ایمان لانے کی استعداد ہی نہیں رہی۔ انھم لایومنون۔ اس لئے وہ ایمان نہیں لاتے۔ دلائل سنتے رہیں گے باتیں سنتے رہیں گے ماننے گے بھی کہ بات ٹھیک ہے لیکن ایمان انہیں نصیب نہیں ہوگا۔ ایمان نصیب نہ ہونے کی بھی عجیب بات ہے کہ جب آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم o تو عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ جب اللہ نے دلوں پر مہر کردی کانوں پہ مہر کردی آنکھوں کے سامنے پردے ڈال دیے تو لوگ کیسے ایمان لا سکتے ہیں؟ پھر اُن کو عذاب کیوں ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا عذاب اس لئے ہوگا کہ انہوں نے اپنے دلوں کو اتنا آلودہ کیا اتنا سیاہ کرلیا اور اللہ کی نافرمانی میں اتنے آگے بڑھ گئے کہ اس نے اُن کے لئے توبہ کا دروازہ ہی بند کرلیا۔ اس آیت کریمہ کے ضمن میں مفسرین کرام نے ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو اُس کے دل پر سیاہ نقطہ یا سیاہی پیدا ہو جاتی ہے اگر اُسے توبہ کی توفیق نصیب ہوتی ہے اللہ کریم سے توبہ کرتا ہے آئندہ گناہ نہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اُس سے بچتا ہے تو توبہ اُسے دھو دیتی ہے دل صاف ہو جاتا ہے لیکن اگر توبہ نہیں کرتا اور پھر گناہ کرتا ہے تو ایک نقطہ اور بڑھ جاتا ہے اور اگر مسلسل اللہ کی نافرمانی کرتا رہے تو وہ سیاہی بڑھتے بڑھتے اسقدر چھا جاتی ہے کہ سارا قلب تاریک ہو جاتا ہے اور اگر کوئی اتنی بُرائی کرلے جرم اتنے جمع کرلے کہ اُس کا قلب ہی تاریک ہو جائے تو اللہ کریم ناراض ہو کر اُس پر مہر کردیتے ہیں کہ اب تم اس قابل نہیں ہو کہ تمہیں واپس کی توفیق دی جائے پھر وہ ہمیشہ کے لئے تباہ ہو جاتا ہے تو یہ تباہی اُس کے اپنے کردار کی لائی ہوئی ہوتی ہے۔

انسان کا مزاج بھی عجیب ہے کہ ایک طرف تو امن سے آبرو سے سکون سے جینا چاہتا ہے اور دوسری طرف اللہ کو فراموش کر کے مخلوق سے امیدیں جوڑتا ہے اور اُن کے سہارے ڈھونڈتا ہے یہ کیسی عجیب بات ہے کہ اگر امن سے رہنا چاہتا ہے تو اُس کے لئے اللہ کی ذات کافی ہے امن سے رہنا چاہتا ہے تو اُس کا راستہ اللہ کے رسول ﷺ نے بتا دیا۔ امن سے رہنا چاہتا ہے تو اُسے نصاب زندگی اللہ نے عطا کردیا اور اللہ کے حبیب ﷺ نے پہنچا دیا۔ اللہ کی کتاب اُس کے پاس ہے۔

> **سید عطا اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ بہت خوبصورت جملے ارشاد فرماتے تھے اور اُن کے جملے سونے کے پانی سے لکھے جانے کے قابل ہوتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ لوگ زندگی تو فرعون کی جینا چاہتے ہیں موت موسیٰ علیہ السلام کی چاہتے ہیں۔**

ہمارا مزاج ایسا ہے کہ جب ہم بات کرتے ہیں یا جب ہم تقریر کرتے ہیں یا جب ہم نعرے لگانا چاہتے ہیں تو ہمارا مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ پورے ملک پہ اسلام نافذ کیا جائے، تمام ضابطے اسلامی ہوں، عدلیہ اسلام کے مطابق ہو، انتظامیہ اسلام کے مطابق ہو، عام آدمی سے لیکر حکمران تک ہر ایک کو وہ حق نصیب ہو جو شریعت اسلامیہ اُسے دیتی ہے، ہر ایک کے ساتھ عدل ہو یہ ہمارا دعویٰ ہوتا ہے ملک بھر کے لئے دنیا کے لئے لیکن جب باری عمل کی آتی ہے تو اپنے ایک وجود کو ہم اسلام پہ قائم نہیں رکھتے۔ یعنی بڑی عجیب بات یہ ہے کہ جب ہم دعویٰ کرتے ہیں یا مطالبہ کرتے ہیں تو ہمارا مطالبہ تو ہوتا ہے کہ پورے ملک پہ اسلام نافذ کیا جائے۔ جب عمل کی باری آتی ہے تو ہم اپنے آپ پر اسلام کو نافذ نہیں کرتے، اپنے لئے رزق حلال کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ حلال حرام جدھر سے ملے سمیٹنے کی کوشش کرتے ہیں، اپنے آپ کو اللہ کے ساتھ وابستہ نہیں کرتے بلکہ پناہیں ڈھونڈتے رہتے ہیں، ہم اپنی زندگی کو دیکھیں تو کتنے لمحات ایسے ہیں جن پر ہم نے اللہ پہ بھروسہ کیا اور کتنی زندگی ایسی ہے جس میں عظمت باری کو فراموش کر کے ہم ٹامک ٹوئیاں مارتے رہے تو بہت مشکل ہے کہ ہمیں اپنی زندگی میں کوئی لمحہ ایسا بھی ملے کہ میں نے اللہ پہ بھروسہ کیا تھا اور میں کسی دوسرے دروازے پہ نہیں جھکتا۔ تو کتنا تضاد ہے ہماری زندگیوں میں!

سید عطا اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ تعالےٰ

www.naqshbandiaowaisiah.com

علیہ بہت خوبصورت جملے ارشاد فرماتے تھے اور اُن کے جملے سونے کے پانی سے لکھے جانے کے قابل ہوتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ لوگ زندگی تو فرعون کی جینا چاہتے ہیں موت موسیٰ علیہ السلام کی چاہتے ہیں کہ مرنے کے بعد ہمارے ساتھ وہ سلوک ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا لیکن زندگی فرعون کی چاہتے ہیں کہ جو چاہے کریں اور کوئی ہمیں روکنے ٹوکنے والا نہ ہو' کتنی خوبصورت بات کہی شاہ صاحب نے اللہ کی اُن پر کروڑوں رحمتیں ہوں اور ایک جملے میں پوری زندگی کا خاکہ کھینچ دیا۔ ایک دفعہ فرمانے لگے اُس وقت متحدہ ہندوستان تھا ہندوستانی ایک قوم کا چرچا تھا تو وہ فرمانے لگے یہ ہماری قوم جو ہے پورے ہندوستان میں پھیلے ہوئے تھے مسلمان۔ فرمایا ہماری قوم جو ہے یہ ڈنڈے والے کے آگے ہوتی ہے اور پیسے والے کے پیچھے۔ آپ جو بھی دیکھ لیں اپنی قوم کا حال آج بھی دیکھ لیں کوئی ڈنڈے والا آ جائے تو اُس کے آگے آگے بھاگ رہے ہوتے ہیں اور کوئی پیسے والا دیکھ لیں تو کتے کی طرح اُس کے پیچھے دم ہلا رہے ہوتے ہیں۔ یہ اُن بزرگوں کی زندگی کے تجربات کا نچوڑ تھا اور کتنی خوبصورت بات ہے جو ارشاد فرمائی کہ لوگ ایسے ہیں ڈنڈے والے کے آگے اور پیسے والے کے پیچھے اور اگر اللہ سے رشتہ ہو تو ڈنڈے والے سے ڈرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی اور پیسے والے کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

ہم اپنی عملی زندگی میں دیکھیں تو علاقے میں اگر کوئی چھوٹا سا پولیس افسر آ جاتا ہے تھانیدار ہی اور کسی کو اُس کے ساتھ تعلق یا دوستی پہ اعتماد ہوتا ہے تو وہ بندہ دوسروں سے مختلف ہو جاتا ہے بالکل مزے سے جیتا ہے کہ یہاں مجھے کون پوچھے گا' مجھے کیا تکلیف ہے' بلکہ دوسرے کی پریشانیوں میں اُن کی مدد بھی کرو۔ بعض لوگ

ہماری قوم جو ہے یہ ڈنڈے والے کے آگے ہوتی ہے اور پیسے والے کے پیچھے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

ایسے بھی ہیں جن کے ملک کے حکمران کے ساتھ تعلقات ہوتے ہیں اور پورے ملک کو اپنی ریاست سمجھ کے جیتے ہیں' ایک بات کا دھیان رکھتے ہیں کہ اُس بندے سے رشتہ نہ بگڑے یہ انہیں سب سے عزیز ہوتا ہے' خواہ کسی کا تھانیدار سے رشتہ ہے یا ڈپٹی کمشنر سے ہے یا صدر مملکت سے ہے تو باقی سب کچھ وہ کرتا ہے پورے ملک میں جو جی چاہے کرتا ہے لیکن اسی بات کا دھیان رکھتا ہے کہ اسی دوستی میں یا اس رشتے میں فرق نہ آئے۔ مومن کا رب کریم سے رشتہ ہے اور اتنا قریبی رشتہ ہے کہ ہر بندہ خود اللہ سے گفتگو کرتا

ہے اپنی بات کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا نمازی کے سامنے سے مت گزرو اس لئے کہ **فانہ' ینا جی ربہ'**۔ کہ وہ اپنے پروردگار سے سرگوشی میں گفتگو کر رہا ہے۔ اب اگر واقعی ہمیں اس رشتے پہ اعتماد اور اعتبار ہو تو پھر تو دنیا میں کسی سے ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے نہ کسی سے لالچ کرنے کی کوئی بات ہے۔ ہاں ایک بات کا دھیان رکھنا ضروری ہوگا کہ اس رشتے میں کوئی بال نہ آئے باقی جو جی چاہے کرو' نہ کسی سے ڈرنے کی ضرورت ہے نہ دبنے کی ضرورت ہے نہ پریشان ہونے کی ضرورت ہے' جب اللہ ساتھ ہے تو کوئی کیا بگاڑ لے گا! لیکن ہر ہر قدم پر یہ دھیان رکھنا ہوگا کہ میری کسی بات سے یا میرے کسی عمل سے اللہ کریم کے ساتھ جو میرا رشتہ ہے اُس میں فرق نہ آئے اُس کی نافرمانی نہ کر بیٹھوں' یہ رشتہ ضائع نہ کر بیٹھوں اور اس کا نام اسلام ہے۔ اس لئے اللہ کی یاد ہر قدم پر مومن کے ہمراہ ہے اور اُس کا ہر کام عبادت ہوتا ہے۔ ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ مومن کی دنیا بھی دین ہے اس لئے کہ وہ دنیا کا ہر کام بھی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی منشا کے مطابق کرتا ہے اور اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہی دین ہے' مومن کی دنیا بھی دین ہے لیکن کافر کا دین بھی دنیا ہے اس لئے کہ کافر جو پوجا پاٹ یا جو رسومات بجا لاتا ہے اُن میں آخرت کا یا اللہ کا تصور نہیں ہوتا وہ دنیوی فوائد کے لئے کرتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کافر کا دین بھی دنیا ہے

اور مومن کی دنیا بھی دین ہے۔ اسی فضا میں مومن کو بھی زندہ رہنا ہے اُس کے دوست بھی ہونگے دشمن بھی ہوں گے عزیز بھی ہوں گے رشتہ دار بھی ہوں گے بچے بھی پالنے ہیں روزی بھی کمانی ہے یہ سارے کام کرنے ہیں لیکن اس بات کا لحاظ رکھتے ہوئے کہ میرا رشتہ بارگاہ الوہیت میں خراب نہ ہو' میرا رشتہ بارگاہ نبوت علیہ ﷺ میں خراب نہ ہو' اُس رشتے میں کوئی دراڑ نہ آئے' اُسے دیکھ کر سارے کام کئے جائیں' تو مزدوری کرنا' تجارت کرنا' کاروبار کرنا' کھیتی باڑی کرنا سارا کچھ دین بن جاتا ہے' سارا ہی عبادت ہو جاتا ہے اور اگر اُس بارگاہ سے کٹ گیا پھر کچھ بھی نہیں بنتا اگر وہ عقیدہ جو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے اور وہ احکام جو حضور اکرم ﷺ نے دیئے ہیں انہیں چھوڑ کر بندہ رسومات اور رواجات ایجاد کرلے۔

اللہ کی اطاعت کی چھاپ ہے اعمال میں اتباع سنت نصیب ہے تو وہ جنت کے سایے میں جیتا ہے اور ایک حد تک جنت کا سکون اُسے نصیب ہوتا ہے اللہ سے رشتہ ٹوٹ گیا نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے اور گناہ کی زندگی آلودہ زندگی اختیار کرلی تو خود کو جہنم کے سائے میں لے گیا اسی لئے آپ دیکھتے ہیں کہ بادشاہوں کے پاس اگر حکومت و سلطنت بھی ہو تو انہیں سکون کی نیند نہیں آتی' کتنے پہرے باہر کھڑے ہوں پھر بھی سونے کے لئے گولیاں کھانا پڑتی ہیں' کوئی لمحہ سکون کا نصیب نہیں ہوتا اس لئے کہ اُس زندگی کا عکس اُس پہ پڑ رہا ہوتا ہے۔

ایک بہت معروف کتاب ہے الابریز۔ اُس میں انہوں نے اپنے شیخ کے حالات وواقعات مصنف نے لکھے ہیں اُن کے شیخ اپنے وقت کے غوث تھے جس شخص نے کتاب لکھی ہے وہ اپنے وقت میں قطب تھا اور اُن کا شاگرد تھا انہی

> **آپ ﷺ نے فرمایا کہ کافر کا دین بھی دنیا ہے اور مومن کی دنیا بھی دین ہے۔**

کے حالات لکھتا رہا آخر میں جا کر بہت عجیب وغریب واقعات بہت موٹی سی کتاب ہے اور اُس کا اردو ترجمہ بھی دستیاب ہے ہماری لائبریری میں اصل کتاب عربی والی بھی ہے اور اردو ترجمہ بھی آخر میں وہ ایک عجیب واقعہ نقل کرتا ہے بہت ساری وہ عجائبات سے بھری ہوئی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ سے کہا کہ ہمارے صوبے کا جو گورنر تھا بادشاہ نے اُسے معذول کر دیا اور بڑا ظالم تھا اللہ کا شکر ہے لوگوں کی جان چھوٹ گئی تو شیخ فرمانے لگے یار وہ بحال ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی حضرت اُس سے بادشاہ بہت خفا ہوا ہے اور اُسے بڑا بے عزت کر کے دربار سے نکالا ہے انہوں نے فرمایا مجھے بادشاہ کا یہ پتہ نہیں ہے لیکن میں دیکھ رہا ہوں جہنم میں اُس کے لئے جو عذاب اور سزائیں بن رہی تھیں اور جو اُس کی تکلیف اور مصیبتیں بن رہی تھیں وہ رُکی نہیں ہیں اُن میں اضافہ ہو رہا ہے اس کا مطلب ہے ابھی وہ بحال ہوگا اور ظلم کرے گا۔ انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے دربار سے پتہ چلا ہے یا کسی دوست نے بتایا یا بادشاہ معاف کر دے گا انہوں نے فرمایا میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ جہنم میں اُس کے لئے جو سزائیں بن رہی تھیں اور جو عذاب بن رہے تھے وہ رکے نہیں مسلسل بڑھ رہے ہیں اُس سے میں یہ اندازہ کرتا ہوں کہ یہ پھر بحال ہو جائے گا اور یہ ابھی مزید لوگوں پہ ظلم کرے گا۔ چونکہ اس کے مظالم کا نتیجہ وہاں نکل رہا ہے۔ پھر وہ لکھتے ہیں کہ تیسرے دن وہ بحال ہوگیا۔

یعنی انسانی زندگی کا صاحب نظر سے پوچھیں' قرآن سے پوچھیں' حدیث پاک سے پوچھیں تو بہت مضبوط رشتہ آخرت کے ساتھ ہے یا وہ جنت کے سائے میں زندہ رہتا ہے یا جہنم کی تپش میں۔ اب یہ بندے پر ہے اللہ اتنا کریم ہے وہ فرماتا ہے ساری زندگی اگر گمراہی میں گزار دی کسی لمحے خلوص دل سے توبہ کرے میں اُسے جنت کے سائے میں لے آتا ہوں اللہ کریم ہمیں صحیح عقائد صحیح اعمال کی توفیق دے جو کوتاہیاں کر چکے ہیں اُن سے معاف رکھے ایمان پہ زندگی اور ایمان پہ موت نصیب فرمائے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

جہاد کا نتیجہ امن اور عدل ہوتا ہے

اتنے بڑے عظیم انقلاب کو جو رحمت عالم ﷺ کی عطا تھی ہماری کمزوریوں نے اُس کے مفاہیم بدل دیے اور طاقت ور قومیں جو دنیوی اسباب میں محنت کر کے ہم سے آگے نکل گئیں انہوں نے ہم سے بدلوا دیا' اُس کا علاج یہی ہے کہ ہم واپس اپنی جگہ پر آئیں' ہم اپنی ساری مصیبتیں اپنے پروردگار کے در پہ لائیں ہم اپنی ساری ضرورتیں' ہم اپنے سارے راستے' اپنے سارے فیصلے آقائے نامدار ﷺ کے دروازے پہ لائیں اور وہ کریں جو کرنے کا حکم اللہ کا حبیب ﷺ دے اور جہاں سے روک دے وہاں رک جائیں' آج بھی جو بندہ یہ عہد کر لے گا اگر فرد رہا تو فرد کامیاب ہے اور جماعت بن گئی تو جماعت کامیاب ہے' قوم بن گئی تو قوم کامیاب ہے' کوئی ملک اس معاہدے پہ ڈٹ گیا اس کام پر ڈٹ گیا تو وہ ملک کامیاب ہے اور ایسا ہوگا انشاء اللہ العزیز۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 21-05-04

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان ابراھیم کان امۃ قانتا للہ حنیفاo ولم یک من المشرکین شاکرً الا نعمہٖo اجتبہ وھدہ الی صراطٍ مستقیمٍ واتینہ فی الدنیا حسنتہ وانہ' فی الاخرۃ لمن الصلحینo النحل ۱۲۰ تا ۱۲۲

کتاب اللہ نے مسلمانوں کو ملت ابراہیمی کا لقب بھی دیا ہے اور ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی تعریف فرماتے ہوئے ارشاد باری تعالےٰ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جو لوگوں کے پیشوا اور امام تھے اللہ کے فرماں بردار اور کھرے بندے تھے' حنیفا اور کسی طرح سے بھی اللہ جل شانہٗ کی ذات یا اُس کی صفات میں کسی کو رائی برابر اہمیت نہیں دیتے تھے' اور اُن کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے میں گزرا اس لئے کہ اللہ نے انہیں برگزیدہ کر دیا انہیں عظمت بخشی اور انہیں سیدھے اور صحیح راستے پر چلایا اور پھر دنیا میں بھی انہیں بہت عزت ملی' بہت آرام ملا' بہت عظمت ملی' بہت بڑا نام ملا اور آخرت میں بھی وہ اللہ کے نیک اور پسندیدہ اور مقرب بندوں میں سے ہیں۔

مسلمان کا تو ایمان ہے' ہمارا تو ایمان ہے لیکن غیر مسلم کو بھی تاریخی اعتبار سے ماننا پڑتا ہے کہ نسل آدم کو اتنا کسی نے نہیں دیا جتنا محمد رسول اللہ ﷺ نے دیا۔

اس آیہ کریمہ نے مومن کی زندگی کا ایک پورا نقشہ دے دیا ہے کہ سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی پوری زندگی قربانیوں سے عبارت ہے کیسی عجیب بات ہے کہ بچپن میں والدین سے بچھڑنا پڑا پوری قوم سے الگ ہونا پڑا کہ وہ قوم بت پرستی میں مبتلا تھی حکومت سے ٹکرانا پڑا جابر و ظالم حکمران خود کو خدا کہلواتا تھا اُس نے آگ میں پھینکوا دیا پھر ہجرت کی مختلف مصائب برداشت کئے حتیٰ کہ بڑھاپے میں اللہ کریم نے سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام جیسا فرزند عطا فرمایا اور جب وہ پیدا ہوئے تو پھر حکم الٰہی آ گیا کہ اپنی محبوبہ بیوی اور اس خوبصورت اور پیارے ننھے منے بچے کو وہاں چھوڑ کے آؤ جہاں اللہ کا گھر ہے اور جبرائیل امین علیہ السلام رہنمائی فرماتے رہے اور انہیں ساتھ لیکر چلتے رہے اور ایک بے آب و گیاہ بیابان میں جہاں کوئی آبادی کے آثار نہیں تھے چھوڑ کر واپس چل دیے اور جب آنکھوں سے اوجھل ہوئے تو دعا کی رب انی ترکت من ذریتی بوادٍ غیر ذی زرعٍ۔ اے اللہ میں تیرے حکم پر اپنے بچوں کو بیوی کو بچے کو ایسے ایک بے آب و گیاہ اور ایسے بیابان میں چھوڑے جا رہا ہوں جہاں کوئی چیز سبزہ نام کی یا پیدا ہونے والی یا اُگنے والی کوئی چیز نظر نہیں آتی' جہاں نہ غذا کا کوئی سامان ہے نہ پینے کا کوئی سبب تیرے بھروسے پر تیری امید پر اور اسکے بعد جب سیدنا اسماعیل علیہ السلام کچھ

www.naqshbandiaowaisiah.com

چلنے کے قابل ہوئے تو پھر حکم ہو گیا کہ اس بیٹے کو اللہ کی راہ میں ذبح کر دیں فلما بلغ السعی. جب وہ اس قابل ہوئے کہ باپ کے ساتھ چل سکتے تھے تو عجیب بات ہے آپ علیہ السلام کو حکم ہوا آپ علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ بیٹے کو اللہ کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں تو اُس ننھے مُنے بچے سے مشورہ کیا۔ انی اری فی المنام انی اذبحک. بیٹا یہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں آپ کو ذبح کر رہا ہوں اللہ کی راہ میں تو انہوں نے جواباً عرض کیا۔ یابت افعل ماتومرُ ابا جان! آپ کا خواب خواب نہیں ہے آپ اللہ کے نبی اور رسول ہیں آپ علیہ السلام کا خواب وحی الٰہی ہے' آپ علیہ السلام کو خواب نہیں دکھایا جا رہا آپ علیہ السلام کو حکم دیا جا رہا ہے اور حکم کے مقابلے میں تعمیل کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ سو جو آپ علیہ السلام کو خواب دکھایا گیا آپ علیہ السلام کو حکم دیا گیا آپ علیہ السلام وہ کر گزریئے' رہی میری بات' آپ علیہ السلام کو خیال ہو کہ میں ننھا ہوں میری عمر کم ہے لیکن آپ علیہ السلام کا بیٹا ہوں اور اللہ نے مجھے بھی نبوت و رسالت کے لئے چُن لیا ہے۔ ستجدنی ان شاء اللہ من الصٰبرین. آپ علیہ السلام مجھے بھی صبر کرنے والا پائیں گے اور میں بخوشی اپنی گردن پر چھری چلوالوں گا۔

احکام الٰہی کو اور وحی الٰہی کو جس طرح وصول نبی کرتا ہے اُسی طرح اُس کو سمجھنا بھی یہ نبی کا کام ہے۔ جس طرح اُس کے الفاظ صرف نبی جو ہے وہ سنتا ہے اور نبی کے قلب پہ وارد ہوتے ہیں پوری مجلس ساتھ بیٹھی ہو کسی کو خبر نہیں ہو سکتی اُسی طرح اُس کے مفاہیم کو سمجھنا بھی عظمت نبوت و رسالت ہے اور غیر نبی وحی کو اپنی مرضی کے معنی نہیں پہنا سکتا' وہی معنی معتبر ہو گا جو اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا' اُس کے سامنے اُس سے نبی کی ذات سے سننے والوں نے سمجھا اُس

جہاد اور جنگ آپس میں اتنے الگ تھلگ ہیں کہ جنگ اگلے کو تباہ کرنے کے لئے ہوتی ہے اور جہاد اگلے کو بھی ظلم سے بچانے کے لئے ہوتا ہے

پر عمل کیا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ چنانچہ آج بھی قرآن کا مفہوم وہی ہے جو نبی کریم ﷺ نے سمجھایا' صحابہ کرام نے سمجھا' حضور اکرم ﷺ کے روبرو اُس پر عمل کیا اور آپ ﷺ نے اُس عمل کی تصدیق فرمائی۔ وہی معنیٰ ہے آج بھی کوئی لغت اور گرائمر کے اعتبار سے کھینچا تانی کر کے معنی تبدیل کرنا چاہے تو وہ مردود ہوں گے اور قرآن میں تحریف ہو گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب بچے کو آ کے چھوڑا اسمٰعیل علیہ السلام کو تو مائی صاحبہ ساتھ تھیں اور اُن کی محبوبہ بیوی اور اہلیہ تھیں حضرت ہاجرہؓ عنہا' اب انہیں ایک مشکیزہ پانی کا اور چند کھجوریں دے کر جب اُس ویرانے میں چھوڑ دیا انہوں نے یہ پوچھا کہ آپ علیہ السلام ہمارے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ کہ آپ علیہ السلام نے سینکڑوں میل کی مسافت کی' کہاں سے چل کر آئے اور یہاں پہنچ کر آپ علیہ السلام نے ہمیں چھوڑ دیا اور آپ علیہ السلام واپس جا رہے ہیں' یا تو آپ علیہ السلام بھی ہمارے ساتھ رہیں' تو انہوں نے فرمایا بی بی اللہ کا حکم یہی ہے' جہاں تک میری پسند میری مرضی میری خواہش ہے میں تو آپ لوگوں کو نہیں چھوڑنا چاہتا' میں تو آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں لیکن مالک کی پسند یہ ہے کہ میں آپ دونوں کو یہاں چھوڑ کر واپس چلا جاؤں۔ انہوں نے فرمایا اگر اللہ کی یہ پسند ہے تو پھر وہ ہمارے ساتھ ہے پھر ہمیں کسی پریشانی کی ضرورت نہیں' آپ علیہ السلام تشریف لے جایئے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اُن سے اور انہیں اپنے میاں سے انتہا محبت تھی کہ ساری عمر ہر مصیبت ہر پریشانی سفر و حضر میں اُن کا ساتھ دیا اور بے شمار مصیبتیں اٹھائیں ہجرتیں کیں مسافتیں طے کیں اور ساری زندگی کا ساتھ تھا پھر چاند سا بچہ تھا جس کی پیشانی میں نور محمد علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام چمک رہا تھا۔ اب دیکھیں اُس قربانی کا نتیجہ کیا ہوا کہ اُن کی پیاس اور پریشانی نے آب زم زم کے ظہور کا سبب پیدا فرمایا اور اُن کی پیاس بجھانے کے لئے اللہ جل شانہٗ نے قیامت تک کے لئے

www.naqshbandiaowaisiah.com

آب زم زم عطا فرمادیا۔ آب زم زم محض متبرک پانی نہیں ہے بلکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آب زم زم ہر مرض کی دوا ہے ہر مرض کا علاج بھی ہے اور بڑی عجیب بات ہے کہ پینے کی بھی ایک حد ہوتی ہے آپ پانی پیتے ہیں شربت پیتے ہیں کوئی چیز پیتے ہیں ایک حد سے زیادہ نہیں پی جا سکتی اگر پی جائے تو خراب کرتی ہے بیمار کر دیتی ہے لیکن آب زم زم کے لئے حضور اکرم ﷺ نے بھی فرمایا کہ اتنا پیو کہ پیٹ بھر جائے اور کوئی گنجائش نہ رہے جتنا زیادہ سے زیادہ پی سکتے ہو تو پیو۔ کمال ہے وہ پریشان نہیں کرتا بلکہ بیماریوں کو رفع کرتا ہے اور خود بھی ہضم ہو جاتا ہے اور نظام ہضم کو بھی درست کر دیتا ہے۔

تو جس طرح بے تابی میں آپ اسمٰعیل علیہ السلام کو چھوڑ کر پہاڑوں پر صفا اور مروہ پر چڑھیں، دیکھنے کے لئے کہ کہیں کوئی پرندہ اڑتا ہوا نظر آئے کہیں کوئی آدمی چلتا ہوا کہیں کوئی زندگی کے آثار کوئی سبزہ دکھائی دے کوئی درخت دکھائی دے پیاس سے تو سینے میں دودھ خشک ہو گیا اور بچہ معصوم ہلاکان کے قریب ہے اس کی جان چلی جائے گی تو آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہا بھاگ کر صفا پہ چڑھیں پھر بھاگ کر نیچے اُتریں پھر نیچے جہاں اسمٰعیل علیہ السلام آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہا گہرائی میں چلی جاتیں اور وہ آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے وہاں سے بھاگنا شروع کر دیتیں مروہ کے پاس پہنچیں آدھی پہاڑی چڑھ کر پھر بچہ نظر آنے لگ گیا وہ آرام سے چلنے لگ گئیں۔ پہاڑی پر پہنچ کر اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی کچھ نظر نہیں آیا واپس اِدھر اترنا شروع ہو گئیں جہاں سے بچہ آنکھوں سے اوجھل ہوتا وہاں دوڑ پڑتیں اور جب آگے صفا پہ چڑھیں بچہ نظر آیا تو پھر رفتار دھیمی کر دی۔ اب اُن کی یہ ادا اللہ کریم کو ایسی پسند آئی کہ تب سے لیکر قیامت تک ہر حاجی کے لئے وہاں دوڑنا مقرر کر دیا جہاں سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چل کے گزرتی تھیں وہاں

حقیقی دھشت گردی یہ ھے جو آج کی منہ زور اقوام کر رھی ھیں ملکوں کے ملکوں کو تباہ کر دینا کیا یہ دھشت گردی نہیں ھے؟

سے چل کے گزرو جہاں آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہا دوڑ کے گزریں تھیں وہاں سے دوڑو۔ حتیٰ کہ آقائے نامدار سردار دو جہاں حضرت محمد ﷺ نے بھی اسی طرح سعی فرمائی۔ ایک ادا تھی جو اللہ کریم کو بھا گئی اور اتنی بھا گئی کہ فرمایا جو بھی میرے دروازے پہ آئے اُسی طرح اُن کی نقل کرتے ہوئے دوڑے یہ حج کا عظیم رُکن ہے، نہیں دوڑے گا تو حج نہیں ہوگا اس لئے کہ انہوں نے قربانی دی، اپنی ذاتی محبتوں کی قربانی دی، اپنے گھر کی قربانی دی، اپنے میاں کے ساتھ محبت کی قربانی دی، اپنے چاند جیسے بیٹے کے ساتھ محبت کی قربانی دی اور محض اللہ کی رضا کے لئے اللہ کے دین کی بقا کے لئے اللہ کے دین کی ترویج کے لئے اور اللہ کا گھر بنانے کیلئے قربانی کی حد کر دی، جو اللہ کو اتنی پسند آئی کہ تب سے لیکر قیامت تک اُس عظیم خاتون کی یاد تازہ کر دی اور بیت اللہ میں ہر آنے والے کو وہ حج کے لئے آئے یا عمرے کے لئے آئے حج کرے یا عمرہ کرے ہر حال میں اُسے صفا اور مروہ کے درمیان اُسی طرح گزرنا پڑتا ہے کہ جہاں سے آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہا دوڑیں وہاں سے دوڑے اور جہاں سے آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہا آرام سے چلیں وہاں آرام سے چلے۔ اسی طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی قربانیوں سے عبارت ہے۔

اور آقائے نامدار ﷺ قبل بعثت بھی اور بچپن سے لیکر جوانی اور بعثت تک کے حالات پڑھیے آپ علیہ السلام نے قدم قدم پر قربانی دی۔ یتیمی میں پیدا ہوئے دادا عظیم انسان تھے انہوں نے پرورش فرمائی اُن کے وصال کے بعد لڑکپن اور کم عمری تھی آپ ﷺ کی جب دادا کا وصال حضرت عبدالمطلب کا وصال ہوا تو چچا نے پرورش کی ذمہ داری لی چچا غریب آدمی تھے ایک ٹانگ سے معذور بھی تھے ابو طالب اور کثیر العیال تھے اور زیادہ کام نہیں کر سکتے تھے تو نبی کریم ﷺ اُن پر بوجھ نہیں بنے بلکہ آپ ﷺ نے روزانہ اجرت پر بکریاں چرائیں اور چچا کی مدد کی یعنی لکھنے کو لکھنے والا بھی لکھ دیتا ہے اور کہنے

کو یہ بات کہہ بھی دی جاتی ہے کہ چچا نے پرورش کی اور یہ درست بھی ہے لیکن اُس پرورش کی صورت کیا تھی؟ کیا چچا کما کر حضور ﷺ کی خدمت کر رہے تھے یا وہ ننھا سا بچہ محمد بن عبداللہ ﷺ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے مزدوری کر کے لوگوں کی بکریاں چرا کر اُس زمانے میں بھی چچا کی کفالت کر رہے تھے! پھر آپ ﷺ جوان ہوئے تو آپ نے، سیرت طیبہ میں پڑھا کہ اجرت پر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تجارتی قافلہ لے کر گئے اور سب سے زیادہ منافع کما کر لائے اور پھر جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح مبارک ہوا' چچا سے الگ ہوئے تو فرمایا کم از کم اتنی خدمت تو میں آپ کی کر سکتا ہوں کہ ایک بیٹا مجھے دے دیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بہت ننھے تھے، ساتھ لے گئے اور اُنکی پرورش و تربیت نبی کریم ﷺ نے فرمائی۔ یعنی بچپن سے دیتے چلے آرہے ہیں۔

اور جب، آپ ﷺ مبعوث ہوئے نبوت و رسالت ملی تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مال اور اسباب جو تھا وہ بھی ترویج دین پر خرچ ہوا' جو کچھ پاس تھا وہ اللہ کے دین کے لئے دیا' اپنے لئے تکالیف اٹھائیں دوسروں کے لئے آپ ﷺ نے دعائیں مانگیں' جنہوں نے پتھر برسائے اُن کی ہدایت کی دعا کی' جنہوں نے راستے میں کانٹے بچھائے اُن کی ہدایت کی دعا کی' جنہوں نے آپ ﷺ کے قتل تک کے منصوبے بنائے اور ارادے کئے اُن کے لئے بھی آپ ﷺ ہمیشہ دست بدعا رہے' اور پھر اتنا دیا' اتنا دیا کہ مسلمان کا تو ایمان ہے' ہمارا تو ایمان ہے لیکن غیر مسلم کو بھی تاریخی اعتبار سے ماننا پڑتا ہے کہ نسل آدم کو اتنا کسی نے نہیں دیا' جتنا محمد رسول اللہ ﷺ نے دیا۔

> عجب رسمیں بن گئی ہیں اس زمانے کے لئے
> آگ ہی لائی گئی آگ بجھانے کے لئے

روئے زمین پر انسان کو انسانی خداؤں کی گرفت سے چھڑایا' غلامی کے طوق گردنوں سے اُتارے' جابر کے جبر سے بچایا' ظالم کے ظلم سے محفوظ فرمایا اور نسل انسانی کو محمد رسول اللہ ﷺ نے پھر سے ایک کر دیا' گورے کالے اور امیر غریب مشرقی مغربی شمالی جنوبی کا فرق ختم کر کے ایک رشتہ دے دیا اور وہ رشتہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہر آدمی جب یہ کہتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ تو اتنا ہی مسلمان ہوتا ہے جتنا کوئی دوسرا پارسا مسلمان۔ انسانوں سے اونچ نیچ مٹا دی دشمنیاں ختم کر دیں اور انسانی تاریخ سے جنگ ختم کر دی۔ کیسی عجیب بات ہے! کہ آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے آپس میں لڑے تھے اور قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔ قتل انسانی کی ابتدا اولاد آدم علیہ السلام سے ہوئی اور انسان انسانوں کو قتل کرتے ہی چلے آرہے تھے تب سے لیکر بعثت محمد رسول اللہ ﷺ تک' بھائی بھائیوں کو' قبیلے قبیلوں کو' گاؤں گاؤں کو' قومیں قوموں کو' ملک ملکوں کو' ہر شخص کی یہی آرزو ہوتی تھی کہ سب کو تہہ تیغ کر دوں یا مسل کر رکھ دوں اور میرے قدموں کے نیچے آجائیں۔ بعثت محمد رسول اللہ ﷺ نے جنگ کا لفظ ہی ختم کر دیا کہ جنگ نہیں ہوگی' جنگ کا تصور ہی بدل دیا۔ جنگ ہوتی تھی مخالف کو تباہ کرنے کے لئے' اُس کے وسائل تباہ کرنے کے لئے اُس کی عزت خاک میں ملانے کے لئے' اُسے اتنا کمزور کرنے کے لئے' اتنا کمزور کرنے کے لئے کہ پھر سر نہ اٹھا سکے کشتوں کے پشتے لگ جائیں' شہروں کے شہر جلا دو' کھیتیاں جلا دو' باغات تباہ کر دو' خزانے لوٹ لو' مال و دولت لوٹ لو' عزت و آبرو لوٹ لو اور انہیں رسوا کر کے چھوڑ دو۔

آپ ﷺ نے فرمایا نہیں میری بعثت کے بعد جنگ نہیں ہوگی ظلم کو روکنے کے لئے جہاد ہوگا۔ جہاد اور جنگ آپس میں اتنے الگ تھلگ ہیں کہ جنگ اگلے کو تباہ کرنے کے لئے ہوتی ہے اور جہاد اگلے کو بھی ظلم سے بچانے کے لئے ہوتا ہے کہ ظالم کو بھی ظلم سے روک دیا جائے کہ مزید وہ ظلم نہ کرے' نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دس سالہ مدنی حیات مبارکہ میں چوراسی کے قریب غزوات و سرایہ ہیں۔ غزوہ اُن جنگوں کو کہتے ہیں جن کی قیادت حضور ﷺ نے بنفس نفیس فرمائی۔ سریہ اُن جنگوں کو کہا گیا ہے جن

میں آپ ﷺ نے اپنے کسی نائب کو سالار بنا کر اور جنگ کا ذمہ دار بنا کر بھیجا' تو بحیثیت حاکم ریاست اسلامی چوراسی جنگیں دس سال میں لڑی گئیں لیکن مقتولین کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ عجیب بات نہیں ہے! ایک جنگ عظیم لڑی گئی پہلی جنگ عظیم تو اُس کی تعداد بھی لاکھوں میں ہے ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو لاکھ ہر ملک کے آدمی مرے کسی کے تین لاکھ کسی کے ڈیڑھ لاکھ کسی کے دولاکھ۔ جنگ عظیم دوئم کی تعداد پڑھیے تو دس بارہ ملکوں کی جنگ تھی لیکن کتنے لوگ مرے! اب ایک ایسی جنگ جو جنگ نہیں جہاد تھا جہاد میں اور جنگ میں یہ فرق ہے کہ یہاں بندے مار کر' اُس کے اگلے کے وسائل تباہ کر کے اُسے مغلوب کرنا مقصد تھا اور جہاد میں ظالم کو ظلم سے روکنا مقصد ہے قتل عام مقصد نہیں ہے' اُس کے وسائل تباہ کرنا مقصد نہیں ہے' بستیاں جلانا کوئی مقصد نہیں ہے بلکہ جہاں ظلم ہو رہا ہے اگر کسی طرح سے نہیں رُکتا تو بنوک شمشیر روکا جائے' لیکن ظلم ظلم سے نہیں رُکتا' ظلم تو ظلم سے بڑھتا ہے اس لئے کہ ظلم عدل سے رُکتا ہے' عدل سے روکا جائے اگر ظالم بھی ظلم سے باز آ جائے تو اُس پر تلوار نہیں چلائی جائے گی' آبادیاں نہیں تباہ کی جائیں گی' درخت نہیں جلائے جائیں گے' فصلیں نہیں اجاڑی جائیں گی' پانی پینے کے وسائل تباہ نہیں کئے جائیں گے' معبد تباہ نہیں کئے جائیں گے' خواہ اُن میں کوئی بت پوجتا ہے یا تثلیث کو پوجتا ہے کسی قوم کا عبادت خانہ تباہ نہیں کیا جائے گا عبادت گزار لوگوں کو تنگ نہیں کیا جائے گا' خواتین اور بچوں کو بوڑھوں کو کچھ نہیں کہا جائے گا اور مقابلہ صرف اُس سے ہو گا جو تلوار لے کر میدان میں اترے گا۔ تو کتنا فاصلہ ہے جنگ اور جہاد میں! عجیب ستم ظریفی یہ ہے کہ آج کے عہد میں جو دہشت گردی ہو رہی ہے اُسے جہاد کا ہم معنی بنا دیا گیا ہے حالانکہ جنگ بھی جہاد کا ہم معنی

ہمارا عہد ایسا ہے کہ یہاں ہر کوئی ظلم کو روکنے کے لئے خود ظلم شروع کر دیتا ہے احتجاج کے نام پہ ظلم ہوتا ہے' احتجاج حکومت کے خلاف ہے دکانیں غریبوں کی جلا دی جاتی ہیں

نہیں بلکہ جنگ اور شے ہے جہاد اور شے ہے اور دہشت گردی تو ضلالت ہے یہ جنگ بھی نہیں ہے کہ آپ کسی پر امن مقام پر گرنیڈ پھینک دیں کسی عبادت خانے میں جا کر گولیاں برسا دیں کسی راہ چلتے بندے کو قتل کر دیں۔ یہ دہشت گردی اس کا تک میں سمجھتا ہوں کہ انسانی اقدار سے تعلق نہیں ہے۔

اسلام تو انسانیت کی معراج اور انسانیت کی سب سے اعلیٰ اقدار کا نام ہے' اس لئے کہ انسان رب العلمین سے واصل ہو جاتا ہے اور پھر وہ جو بات کرتا ہے وہ اللہ سے سن کے کرتا ہے' اللہ کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ سے سُن کے کرتا ہے' رحمۃ للعلمین سے سن کے کرتا ہے۔ مسلمان کی تو بات ہی اور ہے مسلمان نہ بھی ہو تو انسانی معیار تو ہوتے ہیں' انسان تو ہے یہ مروجہ دہشت گردی تو انسانی معیار کے مطابق بھی نہیں ہے یہ الگ بات ہے کہ جب یہاں ہندوستان میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں اور ہر ریاست کا حکمران بادشاہ کہلواتا تھا تو ایک واقعہ میں نے پڑھا۔

کہ کوئی بڑا مشہور ڈاکو تھا لٹیرا تھا اور وہ پکڑا گیا اور اس پائے کا بندہ تھا کہ اُسے براہ راست شاہی عدالت میں پیش کیا گیا یا شاہی دربار میں پیش کیا گیا تو بادشاہ نے اُس سے حیران ہو کے پوچھا کہ تم عجیب آدمی ہو ہماری ساری ریاست میں تم نے دہشت پھیلا رکھی ہے اور لوگوں کو لوٹ لیتے ہو ڈاکہ بھی کوئی پیشہ ہے، جو تم نے اختیار کر لیا تو وہ کہنے لگا بادشاہ سلامت آپ اس کی بُرائی نہ کیجئے چونکہ میں اور آپ ہم پیشہ ہیں' میں گھروں کو لوٹتا ہوں اور آپ آبادیوں کو تہس نہس کر دیتے ہیں لیکن آپ کو ایک قانونی تحفظ حاصل ہے کہ بادشاہ سلامت نے چڑھائی کی لاکھوں لوگ مارے جاتے ہیں اور ہزاروں افراد کچلے جاتے ہیں اور سینکڑوں خاندان بے گھر ہو جاتے ہیں اور شہروں کے شہر جلا دیے جاتے ہیں لیکن آپ کی حکومت اُس کا جواز بن جاتی ہے اور میں ایک عام آدمی ہوں میرے پاس حکومت نہیں ہے میں کسی ایک بندے کو لوٹ لیتا ہوں دو کو قتل کر دیتا ہوں یہ ڈاکہ اور چوری بن جاتی ہے۔ حقیقی دہشت گردی یہ ہے جو

www.naqshbandiaowaisiah.com

آج کی منہ زور اقوام کر رہی ہیں۔ ملکوں کے ملکوں کو تباہ کر دینا کیا یہ دہشت گردی نہیں ہے؟ جو کچھ وسط ایشیائی لوگوں کے ساتھ ہوا یہ دہشت گردی نہیں ہے؟ جو ایک مدت دراز سے کشمیریوں کے ساتھ ہوتا آ رہا ہے' جو کچھ افغانستان میں ہوا' جو کچھ عراق میں ہوا اور ہو رہا ہے یہ دہشت گردی نہیں! ہاں اسے ایک حکومتی جو ہے نام اور اُس کا تحفظ حاصل ہے اس لئے یہ دہشت گردی نہیں ہے اور گلی میں جو ایک بندہ ایک بندے کو قتل کر دیتا ہے وہ دہشت گردی شمار ہوتی ہے' بلکہ اب تو اُس کے معنی بھی الٹ گئے کہ اپنے حقوق کے دفاع کے لئے اور اپنے حق کے تحفظ کے لئے اگر کوئی میدان میں اترتا ہے تو اُسے دہشت گرد کہا جاتا ہے اور جو کہیں میلوں دور سے چل کر آ کر اُس کے ملک پر بیٹھ گیا اور وہاں بندوں کو ذبح کئے جا رہا ہے وہ حکومت ہے اس لئے اس کا جواز ہے۔

یہ جو موجودہ صورتحال ہے اس میں جہاد کو گڈمڈ کرنا انتہائی ظلم اور زیادتی ہے۔ جہاد اللہ کا دیا ہوا اور اللہ کے اُس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیا ہوا جو رحمۃ اللعلمین ہے اور اُس اللہ کا دیا ہوا جو غفور الرحیم ہے ایک انعام ہے' لوگوں کی جانیں لینا اُس میں مقصد نہیں ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ایک یہودی سے لڑ رہے تھے تلوار ایک ٹوٹ گئی اور دست بدستہ گھتم گتھا ہو گئے آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُسے گرا لیا اور اُس کے سینے پر گھٹنا دبا لیا اور پیش کور نکالا پٹی سے کہ اس کے سینے میں گھونپتا ہوں قتل کر دینے کے ارادے سے تو اُس نے آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُس کے سینے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے پیش کور کو اپنی پٹی میں رکھا اور وہ حیران ہو گیا اُس نے کہا کمال ہے! عجیب بات ہے' میں نے تو اس لئے تھوکا تھا کہ آپ

ہم نے اب تو دین کو تصور ہی یہ دے دیا ہے کہ دینے کی بات چھوڑو' لینا ہی لینا ہے'

ایک کی بجائے مجھے کئی خنجر ماریں گے اور میں تڑپتا نہیں رہوں گا مر جاؤں گا میری جرات کا اظہار بھی ہو گا کہ مرتے ہوئے بھی دشمن کے سامنے اس نے کمزوری نہیں دکھائی۔ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مجھے چھوڑ کیسے دیا؟ جب آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ' مجھ پر غالب تھے' فرمایا میرا مقصد تجھے قتل کرنا نہیں تھا' میرا مقصد تجھے روکنا تھا بُرائی سے تب تو بُرائی پہ بضد تھا لڑ رہا تھا مجبوری تھی اللہ کی راہ میں تو قتل ہو جاتا مجھے حکم تھا اللہ کا باز نہیں آتا تو قتل کیا جائے لیکن جب تم نے میرے منہ پر تھوکا تو پھر مجھے اپنی ذات کا غصہ آ گیا کہ اس نے میرے منہ پہ کیوں تھوکا ہے میں اپنی آنرز کے لئے تجھے قتل نہیں کر سکتا اس کی اجازت نہیں ہے مجھے کہ میں غصے میں آ جاؤں' تجھ سے ناراض ہو جاؤں تو پھر میں تیرا گلا کاٹ دوں تو یہ قتل میری ذات کے لئے ہو گا اور مجھے اللہ نے اتنی جرات نہیں دی کہ میں اپنی ذات کے لئے اپنی مرضی کے لئے دوسرے کی جان لے لوں اور وہ لمحہ اُسے اسلام جیسی نعمت سے بہرہ ور کر گیا' اُسے پتہ چلا کہ یہ دین ہے جس میں انسانیت اور انسان کی ایک اہمیت ہے' انسانی جان کی ایک قیمت ہے' جانیں لینا مقصد نہیں بلکہ مردہ تنوں میں زندگی پیدا کرنا اسلام ہے' مردہ سینوں کو جلا بخشنا اسلام ہے' سوئے ہوئے ضمیروں کو جگانا اسلام ہے' ظلم کو روکنا اسلام ہے اور عدل کو پھیلانا اسلام ہے یہ اگرچہ ایک بالکل الگ بات ہے کہ

عجب رسمیں بن گئی ہیں اس زمانے کے لئے
آگ ہی لائی گئی آگ بجھانے کے لئے

ہمارا عہد ایسا ہے کہ یہاں ہر کوئی ظلم کو روکنے کے لئے خود ظلم شروع کر دیتا ہے احتجاج کے نام پہ ظلم ہوتا ہے' احتجاج حکومت کے خلاف ہے دکانیں غریبوں کی جلا دی جاتی ہیں ایک جلوس نکلتا ہے کسی کی زیادتی کے خلاف ایک غریب آدمی نے بیوی کے زیور بیچ کر قسطوں پر گاڑی لی ہے اب وہ احتجاج تو حکومت کے خلاف کر رہا ہے گاڑی اُس غریب کی جلا دی' اب اُس خاندان کا یا اُس کا کیا ہو گا یہ کسی کو پرواہ نہیں۔ تو یہ سارا کچھ اسلام نہیں ہے' اسلام کی

اساس اسی بات پر ہے کہ اللہ کریم تمہیں بے حساب دے رہا ہے بغیر مانگے دے رہا ہے اور تمہیں پتہ ہی نہیں وہ کیا کیا دے رہا ہے۔

تمہارے ایک وجود میں اُس نے اتنے جہان آباد کر دیے ہیں کہ تم گن نہیں سکتے کہ کتنی قسم کے جرمز اس میں ہیں؟ اُن کی کتنی آبادیاں ہیں! وہ کیسے بستے ہیں؟ وہ جیتے بھی ہیں مرتے بھی ہیں' اُن کا ایک اعتدال بھی رہتا ہے' اُن میں بھی جنگیں ہوتی ہیں ایک طرح کے دوسری طرح پہ غالب آ جائیں تو جس طرح قومیں قوموں پر غالب آ کے ملکوں کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں اسی طرح اس وجود کے اندر جو آبادیاں ہیں وہ اُن میں سے کوئی دوسرے پہ غالب آ جائے تو بدن کو گرا دیتی ہے' کبھی بخار ہو جاتا ہے' کبھی کینسر ہو جاتا ہے' کبھی ٹائیفائیڈ ہو جاتا ہے پھر کیا علاج ہم کرتے ہیں؟ پھر وہی علاج ہوتا ہے کہ جو ظالم ہے اُسے روکا جائے جو زیادتی کر رہا ہے اُسے روکا جائے' یہ نہیں کہ جو مغلوب ہے اُسے بالکل مار دیا جائے تو جسم تو مر جائے گا۔ علاج کرنے والا ڈاکٹر اگر کوئی ایسی دوائی دے کر جو جرمز پہلے سے کم ہوئے ہیں اُن کی وجہ سے بیماری بن گئی ہے اُن کو بالکل ہی ختم کر دے تو جسم تو مر جائے گا۔ اسی طرح انسان جو ہے یہ عالم صغیر ہے چھوٹا جہان ہے دنیا عالم کبیر ہے اس کے مقابلے میں دنیا میں بھی اسی طرح بھلے بُرے لوگ ہیں اگر بُرے لوگ غالب آنا شروع ہو جاتے ہیں اور بھلے لوگوں کو کمزور کر دیتے ہیں تو اقوام عالم میں اور روئے زمین پر تباہی پھیل جاتی ہے پھر اُس کا علاج یہ ہوتا ہے کہ کمزوروں کی مدد کی جائے اور زور آوروں کو روکا جائے لیکن یہ وہ بندہ کر سکتا ہے جو کچھ اپنے پلے سے دینا چاہتا ہو کہ میری کوئی چیز بھی بارگاہ الوہیت میں قبول ہو جائے۔ اللہ تو دیتا ہے اور بے حساب دیتا ہے اور اتنا دیتا ہے جسے ہم گن بھی نہیں سکتے اور ایسے طریقے سے دیتا ہے جس کا ہمیں پتہ ہی نہیں چلتا' توقع ہی نہیں ہوتی کہاں کہاں سے روزی آتی ہے کہاں کہاں سے صحت' کس طرح سے ہمیں بیماریوں سے وہ بچاتا ہے کس کس طرح کن کن حالات میں ہمیں وہ دے کے حیات بخشے جا رہا ہے' ایمان کیسے عطا کر دیا اُس پر قائم رہنے کی توفیق کیسے ارزاں کرتا ہے یہ ساری باتیں اتنی باتیں ہیں جو گنی نہیں جا سکتیں اور ہمیں نہیں معلوم کہ وہ ہمیں کس طرح عطا کر رہا ہے وہ کیے جا رہا ہے لیکن ہم اپنی ساری زندگی پہ نگاہ دوڑا کے دیکھیں اُس کے لیئے ہم نے کبھی کوئی شے دی؟ کچھ ہم نے قربان کیا؟ اپنے چوبیس گھنٹوں میں سے کچھ منٹ کچھ سیکنڈ کچھ گھنٹے جو صرف اللہ کے لیئے ہم نے خرچ کر دیے ہوں ہمارے پاس ہیں؟ اپنی زندگی میں کچھ مہینے کچھ سال جو ہم کہیں کہ یہ ہم نے محض اللہ کے لیئے صرف کر دیے کوئی ہیں؟ اپنی کوئی پیاری چیز اپنی کوئی محبت اپنا کوئی پیار محض اللہ کے لیئے ہم نے قربان کر دیا کہ ہمارے پاس ایک سند ہو کہ میری آرزو میری تمنا میری خواہش تو یہ تھی کہ یہ دولت میرے گھر پہ رہتی اے اللہ میں نے تیرے غریب بندوں میں بانٹ دی تیری رضا کے لیئے' میری آرزو تو یہ تھی کہ میرا یہ بیٹا ہمیشہ رہتا میری آنکھوں کے سامنے میں اس سے پیار کرتا یہ میرا دست و بازو بنتا بڑھاپے کا سہارا بنتا میں مرتا تو یہ میری قبر پہ مٹی ڈالتا' لیکن تیرے دین کو ضرورت پڑی تو میں نے تیرے دین پر اس کو نچھاور کر دیا اور اس کی لاش میں نے اٹھائی' وہ شہید ہو گیا تیرے راستے میں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنا پیار اپنی محبت اُس میں سے کچھ تیرے راستے میں قربان کر دی کوئی ہے ہمارے پاس حساب کتاب ایسا کہ ہم نے اللہ کی راہ میں کیا دیا؟ نبی کریم ﷺ کی خوشنودی کے لیئے کیا دیا؟ ہم نے کیا خرچ کیا؟ یہ ڈھول تماشے دیگیں پکانا جلوس نکالنا ہاؤ ہو کرنا یہ تو دین کی کوئی خدمت نہیں' انسانیت کی کوئی خدمت نہیں بلکہ آپ نے بازار بند کرا دیے جلوس نکال کر سینکڑوں ایسے مریض ہوں گے جن کو دوا نہ مل سکی' سینکڑوں

اب تو جو بندہ پانچ وقت نماز پڑھ لے اُس کا خیال ہوتا ہے کہ مجھے بخار کیوں ہوا' میں تو پانچ وقت نماز پڑھتا ہوں

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایسے بھوکے ہوں گے جن کے گھر میں راشن نہیں تھا بازار آپ نے بند کرا دیا وہ کھانا اگلے دن کھائیں گے' یہ تو کوئی دینے والی بات نہیں ہے۔ زندگی کے وہ لمحے ہم تلاش کریں یا ایسا کوئی کام تلاش کریں کہ جو ہم نے اپنے پاس سے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے لئے دیا۔ یہ عہدے کی آرزو تھی لیکن اللہ کے بندوں کی بہتری کے لئے میں نے چھوڑ دیا' اگر یہ خلوص یہ جذبہ اور کچھ دینے کی بات نہ ہو تو جو وصولیاں کرنے نکلتے ہیں وہ توموں کی اصلاح نہیں کر سکتے۔

ہم نے اب تو دین کو تصور ہی یہ دے دیا ہے کہ دینے کی بات چھوڑو' لینا ہی لینا ہے' بلکہ اب تو جو بندہ پانچ وقت نماز پڑھ لے اُس کا خیال ہوتا ہے کہ مجھے بخار کیوں ہوا میں تو پانچ وقت نماز پڑھتا ہوں' میرے بیٹے کو ملازمت' بھئی ملازمت کا کاروبار کا صحت کا تعلق نماز سے تو نہیں ہے! نماز پڑھتے ہو اللہ کو یاد کرتے ہو یہ اُس کا احسان ہے' بیمار ہوئے کوئی بدپرہیزی کی ہوگی' روزگار نہیں ملتا یا اہلیت نہیں ہوگی یا کسی دوسرے نے اُس کا حق چھین رکھا ہوگا' تلاش کرو کیوں نہیں ملتا؟ کہاں حق ڈوب رہا ہے اور اُس کا کوئی چھین رہا ہے اُس کے لئے اس طرح کی محنت کرو کہ صرف تمہارا نہیں دوسرے غریبوں کا بھی حق چھننے سے بچ جائے' یہ نہیں سوچتے ہم یہ سوچتے ہیں کہ میں نے اتنی نفلیں پڑھیں میرا یہ کام اب اللہ کو کرنا چاہئے۔ بلکہ اپنی ذمہ داریوں سے جان چھڑانے کے بہانے بنا رکھے ہیں ہم نے۔ آپ کہاں تھے؟ میں تبلیغ پر چلا گیا' بیوی بچے؟ بیوی بچے اللہ کے سپرد۔ یہ بھئی اللہ نے تیرے سپرد کیے تھے نان و نفقہ اُن کا اور اُس کا اہتمام تم پر فرض تھا اگر تمہیں جانا ہے ضرور جاؤ جب تک واپس آنا ہے تب تک کا راشن' تب تک کے اخراجات' تب تک کی ضرورتوں کا سامان' تب تک کا تحفظ اُن کی نگہبانی کون کرے گا؟ یہ

جہاد امن کا داعی ہے اور جہاد کا نتیجہ امن ہے' عدل ہے' دھشت گردی تباہی بربادی کا نام ہے اور اُس کا نتیجہ تباہی ہے

سارا انتظار کر کے جاؤ ضرور جاؤ' اور یہ کونسا اللہ پہ احسان ہے کہ جو ذمہ داری اُس نے تمہیں دی تھی تم نے کہا یہ اللہ میاں یہ تم ہی کرو میں ذرا اُٹر پھر کے آتا ہوں یہ کونسی بات' کونسی مسلمانی ہے؟ اور اس بات پہ خفا ہوتے ہیں' صحیح بات کی جائے تو لوگ بھڑک اٹھتے ہیں' ناراض ہوتے ہیں لیکن حقائق کسی کے ناراض ہونے یا کسی کے خوش ہونے سے تبدیل نہیں ہوتے آجکل ہم پستی کی اُس سطح پر پہنچ گئے ہیں کہ اللہ پر اعتماد تو بہت بڑی بات ہے ہم اس لیول پر پہنچ گئے ہیں کہ اگر بیس خط ہیں تو اُن میں دس ایسے ہوتے ہیں کہ کسی نے مجھ پر جادو کر دیا ہے میری دکان نہیں چلتی' میں انہیں لکھتا ہوں میاں سب سے بڑا جادو یہ تمہارا نظام سلطنت ہے' جو کچھ ملک میں ہو رہا ہے اور جو کچھ یہ حکومت کر رہی ہے جس طریقے سے حکومتیں چل رہی ہیں یہی سب سے بڑا جادو ہے کہ غریب آدمی کی روزی تباہ ہو جاتی ہے کاروبار ڈسٹرب ہو جاتا ہے' لیکن اُس طرف کوئی نہیں آتا جب کسی پڑوسی کا نام لے لو کسی رشتہ دار کا نام لے لو تو بڑے خوش ہوتے ہیں کہ فلاں بھابی نے فلاں ماموں نے فلاں پھوپھی نے مجھ پہ جادو کیا تھا پھر فلاں جگہ سے میں نے تعویز لئے پھر اُس کے ساتھ دشمنی الگ اور ایسے پتہ چلتا ہے کہ جیسے ان لوگوں کے خیال میں اللہ کریم تو اب فارغ ہو گئے ہیں سارا کام یہ جادوگر ہی کر رہے ہیں' کسی کو بیٹا دے دیں' کسی کو بیٹی دے دیں' کسی کی دکان چلا دیں' کسی کی دکان بند کر دیں' کہیں بارش برسا دیں کہیں روک دیں' نظام کائنات ان عاملوں اور تعویذ لکھنے والوں کے ہاتھ میں آ گیا ہے اور انہیں اتنی پذیرائی مل رہی ہے اس مسلمان قوم میں کہ آپ کسی اخبار کا وہ ہفتہ وار ایڈیشن اٹھا کر دیکھیں تو اُس کے آدھے سے زیادہ صفحے عاملوں کے فل سکیپ کے اشتہار سے بھرے ہوتے ہیں حالانکہ اُس ایک صفحے کی قیمت ایک لاکھ روپیہ ہوتی ہے اور اگر ہفتے میں چار بار اشتہار آتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ بندہ چار لاکھ تو اخبار کو دیتا ہے ہر مہینے' کہاں سے وصول کرتا ہے؟ یہی جو دکانیں چلوانے جاتے ہیں اور بچوں کی صحت بنانے جاتے ہیں اور یہ کونسی

www.naqshbandiaowaisiah.com

مسلمانی کس اسلام کی بات کرتے ہو؟ ہم کہاں پہنچ گئے کہاں سے چلے تھے کہاں پہنچ گئے لیکن ایک بات اور حتمی اور یقینی بات کہ اسلام بعثتِ محمد رسول اللہ ﷺ سے شروع ہوا اور قیامِ قیامت تک دنیا پر رہے گا' ختم نہیں ہو سکتا۔ ختم ہوگا نہیں اور اگر اسلام ختم ہوگا تو کائنات ختم ہو جائے گی قیامت قائم ہو جائے گی' اس لئے کہیں نہ کہیں اللہ کے بندے بھی موجود ہیں جو اللہ کے لئے کچھ دینا چاہتے ہیں جو اللہ کے لئے کچھ دے رہے ہیں' اپنے اوقات دے رہے ہیں' اپنی محنت دے رہے ہیں' اپنی جانیں دے رہے ہیں' ایسے بھی ہیں کہ جہاں لوگ زندگی تلاش کرتے ہیں اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جو گھر گھر پھر کر اپنی موت تلاش کرتے ہیں اور سینکڑوں میل سفر طے کر کے شہید ہوتے ہیں اور جان دے کر خوش ہوتے ہیں' ناامیدی کی بات نہیں ہے ختم وہی ہوں گے جو اسلام سے الگ ہوں گے' جو اسلام سے وابستہ ہوں گے اسلام کو بھی رہنا ہے وہ بھی رہیں گے اور اسلام اللہ کا دین ہے اور اس نے اس زمین پر رہنا ہے انہی بندوں میں رہنا ہے اس میں اللہ کے ایسے بندے بھی رہیں گے جو حق کہیں گے حق پر عمل کریں گے اور حق کے لئے جان کی بازی بھی لگا دیں گے لیکن یاد رکھیں! جہاد امن کا داعی ہے اور جہاد کا نتیجہ امن ہے' عدل ہے' دہشت گردی تباہی بربادی کا نام ہے اور اُس کا نتیجہ تباہی ہے۔

تو اتنے بڑے عظیم انقلاب کو جو رحمت عالم ﷺ کی عطا تھی ہماری کمزوریوں نے اُس کے مفاہیم بدل دیئے اور خلافت ملوکیت میں جو دنیوی اسباب میں [illegible] ہم سے [illegible] نکل گئیں انہوں نے ہم سے بدلوا دیا اُس کا علاج یہی ہے کہ ہم واپس اپنی جگہ پر آ جائیں' ہم اپنی ساری مصیبتیں اپنے پروردگار کے در پہ لائیں ہم اپنی ساری ضرورتیں' ہم اپنے سارے راستے' اپنے سارے فیصلے آقائے نامدار ﷺ کے

جو وصولیاں کرنے نکلتے ہیں وہ قوموں کی اصلاح نہیں کر سکتے۔

دروازے پہ لائیں اور وہ کریں جو کرنے کا حکم اللہ کا حبیب ﷺ دے اور جہاں سے روک دے وہاں رک جائیں' آج بھی جو بندہ یہ عہد کر لے گا اگر فرد رہا تو فرد کامیاب ہے اور جماعت بن گئی تو جماعت کامیاب ہے' قوم بن گئی تو قوم کامیاب ہے' کوئی ملک اس معاہدے پہ ڈٹ گیا اس کام پر ڈٹ گیا تو وہ ملک کامیاب ہے اور ایسا ہوگا انشاء اللہ العزیز۔ ہزار بادل چھائیں گے لاکھ گھٹائیں آئیں گی بڑے طوفان اٹھیں گے بڑی اندھیریاں آئیں گی لیکن غلبہ اسلام کا مقدر ہے اور مٹنا باطل کا نصیب۔ اللہ کریم ہمیں حق کے ساتھ رہنے کی توفیق نصیب فرمائے حق پر زندہ رکھے حق پر موت دے اور اہلِ حق کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمینo

انا للہ وانا الیہ راجعون

1- حلقہ الاخوات (لاہور) کی بہن کلثوم کے والد محترم انتقال فرما گئے ہیں۔

2- گوجرانوالہ سے سپیشل کلاس کے ساتھی محمد فیاض اور محمد رزاق صاحب کے والد گرامی وفات پا گئے ہیں۔

3- عبدالحکیم سے سپیشل کلاس کے ساتھی محمد اشفاق اور محمد جمیل کی والدہ ماجدہ وفات پا گئی ہیں۔

4- عبدالحکیم سے سپیشل کلاس کے ساتھی حاجی محمد فاروق صاحب کی زوجہ محترمہ اس دار فانی سے کوچ کر گئیں ہیں۔

5- سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی فقیر محمد صاحب چک نمبر ۹۶ ج ب انتقال فرما گئے ہیں۔

6- چک نمبر ۴۴۲ ج ب گوجرہ سے سلسلہ کے ساتھی ماسٹر نذیر احمد کی اہلیہ محترمہ وفات پا گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین

ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

''اعتذار''

ماہنامہ ''المرشد'' کے ماہ اگست اور ستمبر کے شمارہ پر سہواً' شمارہ نمبر 2,1 اور جلد نمبر 26 کی بجائے' جلد نمبر 25 اور شمارہ نمبر 14,13 لکھا گیا۔ قارئین اور متعلقہ ادارے اس غلطی کی تصحیح فرمالیں۔ ادارہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

تصوف

کیا ہے؟

”تصوف ہے اسلام کی حسین ترین صورت کو اپنانے کے لئے مجاہدہ کرنا، محنت کرنا اور کوشش کرنا۔ تو اس لحاظ سے آپ حضرات کی ذمہ داری عام مسلمان سے بڑھ جاتی ہے۔ جس طرح مسلمان نے تعمیر انسانیت کا وعدہ کیا ہے تو اس کی ذمہ داری غیر مسلم کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے کیونکہ غیر مسلم تو پہلے ہی تخریب میں لگا ہوا ہے اور یہ تعمیر کا مدعی ہے۔ تعمیر میں ایک ترتیب، ایک حسن، ایک انداز ہ جو اس تعمیر کو بھی خوبصورتی اور حسن عطا کر دے وہ ضروری ہوتا ہے اور یہی حسن تعمیر ہے۔ آداب و اخلاقیات، عبادات کے اوقات اور ان کی تمیز، کام کرنے کا ایک وقت اور سلیقہ، ایک انداز اور ہر انداز میں اتباع محمد رسول اللہ ﷺ ہی تعمیر انسانیت کا مینار ہے۔“ ماخوذ از ”کنز الطالبین“

تعاون

شیخ ناصر، شیخ عبدالستار گلی نمبر 1 بالمقابل رحمان مارکیٹ
منٹگمری بازار فیصل آباد فون 617057-611857

تاجران: کاٹن یارن اینڈ پی سی یارن

www.naqshbandiaowaisiah.com

دین عقیدے اور عمل کے ربط کا نام ہے

اسلام تو سلامتی کا نام ہے اور سلامتی تو اللہ کی صفت ہے جو اسلام میں داخل ہوا وہ تو اللہ کے روبرو ہو گیا۔ اب کیا ضرورت' وہاں کیا ہے؟ اُس بارگاہ میں اُن حدود و قیود کی ضرورت ہے' جو اُس بارگاہ کی حدود و قیود اس بارگاہ کے رسول ﷺ نے بتائیں۔ کھڑا کیسے ہونا ہے؟ بیٹھنا کیسے ہے؟ بات کیسے کرنی ہے کیسے نہیں کرنی' اور اُس بارگاہ تک پہنچنے کے لئے تمہارا لباس کیا ہونا چاہئے' بدن کس طرح پاک ہونا چاہئے' خوراک کیسی ہونی چاہئے' لوگوں کے ساتھ تعلقات کیسے ہونے چاہئیں' بازار میں تم کیسے ہو' میدان کارزار میں تم کیسے ہو' برادری میں کیسے ہو' دوستوں میں کیسے ہو' دشمنوں میں کیسے ہو' یہ کیا ہے؟ یہ سارے وہ آداب ہیں جو اللہ کے ساتھ بات کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ جب یہ ساری بات یکجا ہوتی ہے تو یہ بن جاتا ہے دین اسلام۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 06-6-04

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الدین عنداللہ الاسلام ○

باری تعالےٰ جلہ العلیٰ کا فیصلہ کن اعلان ہے کہ اللہ کے نزدیک دین اسلام اور صرف اسلام ہے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ ○ اسلام کے علاوہ اگر کسی نے کسی اور بات کسی اور نظریے کو دین کی حیثیت دینا چاہی اللہ کریم کبھی قبول نہیں فرمائے گا اس میں سمجھنے کی دو باتیں ہیں' پہلی بات تو یہ ہے کہ دین کسے کہتے ہیں؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ اسلام کیا ہے؟ کہ اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے اور اسلام کے علاوہ کسی نظریے کسی بات کو کسی نے دین بنانا چاہا تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ ہماری زندگی دو طرح کی ہے جس میں ہمارے نظریے اور ہمارے عمل کو دخل ہے۔ ہر شخص کی زندگی کے دو پہلو ہیں ایک اُس کا نظریہ ہے اُسے آپ عقیدہ کہہ دیں' ایک اُس کی فکر ہے اُس کی سوچ ہے اور یہ ہر شخص کے ساتھ ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ تاریخ انسانی کے مطالعہ سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ انسان خواہ کہیں تہذیب سے نا آشنا رہا' لباس تک پہنے سے نا آشنا رہا' کھانے پینے کے آداب سے نا آشنا رہا' بھلے بُرے کی تمیز سے نا آشنا رہا لیکن عقیدے سے کبھی نا آشنا نہیں رہا۔ جو لوگ جنگلوں میں بے لباس رہتے ہیں انہوں نے بھی عبادت کے نام پر کچھ اُچھل کود یا کچھ گانا بجانا یا کوئی نہ کوئی روحوں کو پوجتا ہے کوئی جنوں کو پوجتا ہے کوئی کسی پہاڑ کو پوجتا ہے کوئی کسی درخت کو انسان کی فطرت میں ہے کہ اُسے کسی ایسی طاقت کا تحفظ چاہیے جو نظر بھی نہیں آتی اُس کے قابو بھی نہیں آتی لیکن اُس کی وہ ہر طرح مدد کر سکتی ہے' اُس کے حالات سے واقف ہے اور یہ جگہ رکھی ہے رب العٰلمین نے اپنی ذات کے لئے' اب انسانی سوچ اور فکر کی خامیاں ہیں کہ کوئی اُس کی جگہ بت بٹھا دیتا ہے کوئی اُس کی جگہ روحیں بٹھا دیتا ہے کوئی فرشتے بٹھا دیتا ہے تو یہ ایک پہلو ہے زندگی کا جس کو فکر سوچ نظریہ یا عقیدہ کہا جاتا ہے۔

ایسا کوئی دین نہیں ہے کہ جس میں نظریہ اور ہو اور کردار اور ہو' یہ بے دینی ہے' ایسے شخص کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہوتے ہیں اُن کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی

دوسرا پہلو ہے زندگی کا عمل' ہم کرتے کیا ہیں؟ روزی کیسے کماتے ہیں؟ پیسہ خرچ کہاں کرتے ہیں؟ لڑتے ہیں تو کس کے لئے؟ صلح کرتے ہیں تو کس کے لئے؟ خرید و فروخت کے انداز کیا ہیں؟ بڑے چھوٹے سے کس طرح پیش آتے ہیں؟ مومن و کافر سے معاملہ کس طرح کرتے ہیں؟ پوری زندگی کا عمل۔ ان دونوں کو اگر اس طرح جوڑا جائے کہ عقیدہ عمل پہ غالب آ جائے' ان دونوں کو کیسے جوڑا جائے کہ

عمل عقیدے کے تابع ہو جائے؟ کھانا کھانے لگے اب وہ کسی بت کو پوجتا ہے تو کھاتے وقت اُسے فکر یہ ہے کہ یہ چیز کھانے سے میرا بت خفا تو نہیں ہوگا۔ کس کی پوجا کرتا ہے جنوں کی پوجا کرتا ہے لیکن کام کرتے وقت اُسے یہ فکر ہوتی ہے کہ جو میں کر رہا ہوں اس کرنے سے جس کی میں پوجا کرتا ہوں وہ تو روٹھ نہیں جائے گا۔ یعنی فکر اور عمل میں یہ ربط جب ہو جاتا ہے تو اسے کہتے ہیں دین۔ دین کیا ہے؟ عقیدے اور عمل کے ربط کا نام۔ عقیدہ اور ہے عمل اور کرتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اُس کے پاس دین نہیں ہے۔ دین یہ ہے کہ جو اُس کی فکر ہے جو اُس کا نظریہ ہے جس ہستی کو وہ اپنا محافظ اپنا مشکل کشا اپنی ضرورتیں پوری کرنے والا اپنا مدد گار ومعاون سمجھتا ہے اُس کا عمل جو ہے وہ اُس کی اطاعت کی حد کے اندر ہو تو یہ ہوتا ہے دین۔

رب اللہ کریم فرماتے ہیں میری بارگاہ میں جو مقبول دین ہے وہ صرف اسلام ہے۔ اس کا مطلب ہے اسلام کے علاوہ ادیان باطلہ بھی ہیں لیکن وہ باطل ہیں مردود ہیں اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہیں ورنہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے بتوں کو خوش کرنے کے لئے ساری زندگی تج دی' ایسے لوگ ہیں جنہوں نے جنوں کی عبادت میں ساری زندگی صرف کر دی' ایسے لوگ ہیں جنہوں نے درختوں کو جانوروں کو پوجنے میں زندگی لگا دی اور تنہائیوں میں جنگلوں میں بیٹھ بیٹھ کر سارا سارا دن ساری ساری رات عبادت اُن کی کرتے رہے' آگ کے پجاریوں کو ہم نے دیکھا ہے اور تاریخ میں پڑھا بھی ہے کہ وہ آگ جلا کر بیٹھے ہیں اور جس حالت میں بیٹھے ہیں بیٹھے بیٹھے وہیں عمر بیت گئی ستر ستر سال بیت گئے اُس جگہ سے اٹھے ہی نہیں اُس آگ کو دیکھے جا رہے ہیں اور پوجا کر رہے ہیں تو یہ سارا کیا ہے؟ مختلف دین ہیں۔ ایسے لوگ جو نظریہ اور عقیدہ ایک اختیار کرتے ہیں یا بتاتے ہیں اور عمل دوسرا کرتے ہیں اُن کے پاس دین نہیں ہے۔ ایسا کوئی دین نہیں ہے کہ جس میں نظریہ اور ہو اور کردار اور ہو' یہ بے دینی ہے' ایسے شخص کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہوتے ہیں اُن کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی اور مسلمانوں میں یہ جو فرقہ بندی ہے اور آج تو پھر نئے نئے فرقے ہر محلے کا ایک نیا فرقہ ہے اور ہر مسجد میں دس دس فرقے ہیں اور ہر گھر میں چار بندے رہتے ہیں تو چاروں کے الگ الگ فرقے ہیں اس کی بنیادی وجہ بھی یہ ہے کہ بنیادی طور پر لوگ دین سے خالی ہیں' نظریہ کچھ اور ہے کردار کچھ اور ہے' دونوں ملیں نہیں تو دین بنا ہی نہیں' جب جگہ خالی ہے تو اُس جگہ کوئی بندہ ایک بات وہاں رکھ لیتا ہے کہتے ہیں چلو خانہ پُری ہو گئی اسی کے ساتھ سہی۔ ورنہ آپ نے دیکھا کہ دولت سے پیار ہندو سے زیادہ کسی نے نہیں کیا۔ ہندو کا مقولہ تھا کہ ''چمڑی جائے دمڑی نہ جائے'' پیسہ نہ جائے خواہ کوئی کھال کھینچ لے لیکن جب معاملہ تقسیم ملک کا آیا تو ہندوؤں کی جاگیریں تھیں زمینیں تھیں خوبصورت مکان تھے کاروبار تھے سب کچھ چھوڑ کر اپنے عقیدے کی بنیاد پر وہ یہاں سے چلے گئے کسی ہندو نے مال و دولت کے لئے عقیدہ نہیں بدلا اس لئے کہ اُسے وہ دین سمجھتے تھے۔ اللہ فرماتا ہے میں اسے قبول نہیں کروں گا باطل ہے لیکن انہوں نے تو دین سمجھ رکھا تھا نا! تو کتنی قربانی ہوئی!

جو شخص ایک عقیدے کو اپناتا ہے اور اپنے عمل میں آزاد اور بے مہار' جو جی چاہا کر لیا' جو جی چاہا کھا لیا' جہاں جی چاہا رہ لیا' اُس کے پاس دین نہیں ہے

تو جو شخص ایک عقیدے کو اپناتا ہے اور اپنے عمل میں آزاد اور بے مہار' جو جی چاہا کر لیا' جو جی چاہا کھا لیا' جہاں جی چاہا رہ لیا' اُس کے پاس دین نہیں ہے۔ دین کیا ہے؟ عقیدے اور عمل کا یکسو ہونا ایک تال میں ہونا۔ اب اس دین کے لئے اللہ کریم فرماتے ہیں کہ ان الدین عنداللہ الاسلام۔ اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے باقی جتنے دین لوگوں نے گھڑ رکھے ہیں۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینًا۔ اگر کسی نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اپنانا چاہا۔ فلن یقبل منہ۔ اللہ اُسے قبول نہیں کرے گا تو یہ چھوٹی سی وضاحت دین کی ہو گئی اب اسلام کیا ہے؟ جو

www.naqshbandiaowaisiah.com

اللہ کے نزدیک مقبول ہے' اسلام کیا ہے؟ اسلام کی بنیاد ہے دو باتوں پر اللہ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ کرنا نہ اُس ذات جیسی کوئی دوسری ذات ہے نہ اُس کی صفات جیسی دوسری کسی ہستی میں وہ صفات ایسی ہیں جیسی اللہ میں ہیں۔ ذات میں صفات میں بے مثل ہے اس سے اسلام مکمل ہو جائے گا؟ نہیں' یہ اسلام کی بنیاد ہے اب اس کی یہ بنیاد کس جگہ رکھی جائے گی' کس نے یہ بات ثابت کی' کیا ثبوت ہے تمہارے پاس کہ اللہ واحد ہے لاشریک ہے بے مثل ہے بے مثال ہے' یہ بات بتائی حضرت محمد ﷺ نے جو اللہ کے رسول ہیں۔ تو اسلام ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ دنیا کے سارے نظریے مثبت سے شروع ہوتے ہیں یعنی اس چیز کو مانو۔ نظریہ کیا ہوتا ہے؟ ایک تصور پیش کیا جاتا ہے ایک بات پیش کی جاتی ہے حکم دیا جاتا ہے کہ اسے مانو' ایجاب سے شروع ہوتے ہیں مثبت سے شروع ہوتے ہیں۔ اسلام شروع ہوتا ہے انکار سے نفی سے لا الہ کوئی بھی عبادت کے قابل ہے ہی نہیں' معبود ہے ہی کوئی نہیں' اسلام اس بات کو قبول نہیں فرماتا کہ جو کچھ گندگی کا ڈھیر پڑا ہے اوپر سبز چادر تان دو تو اسلام ہو گیا' فرمایا نہیں' یہ ساری غلاظتیں صاف کرو' ساری گندگیاں مٹاؤ' جو کچھ لوحِ دل پہ لکھا ہوا ہے مٹاؤ' جو کچھ دماغ میں سوچا ہوا ہے اُسے نکال دو' جو تمہارے علم میں جس کے ساتھ جو امید ہے سیدھے سیدھے کہہ دو لا الہ کوئی بھی اس قابل نہیں جس کی عبادت کی جائے' کوئی بھی نہ رہے' ختم۔ جب صفائی ہو جائے تو اب وہاں لکھو الا اللہ مگر اللہ ہے۔ یعنی اسلام پہلے انکار سے شروع ہوتا ہے کہ جو کچھ تم نے سوچ رکھا ہے سن رکھا ہے سارے کا انکار کر دو' کچھ بھی نہیں ہے۔ جب صفائی ہو جائے کوئی نہ رہے تو تب کہو کہ مگر اللہ ہے' اللہ کے سوا کوئی نہیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت محمد ﷺ

> اسلام دین ہو تو مسجد
> میں بندہ ایسے ہو جاتا
> ہے جیسے مچھلی پانی
> میں پہنچ جاتی ہے
> سکون آ جاتا ہے مزا آ جاتا
> ہے دل کرتا ہے چند
> لمحے اور بیت جائیں

اللہ کے رسول ہیں۔ اب آیئے رسول ﷺ نے اسلام کی وضاحت کیا کی؟ اسلام صرف بات نہیں ایک طرزِ عمل ہے کہ کوئی عبادت کے لائق ہی نہیں' کوئی فریاد رس نہیں' کوئی امداد کرنے والا نہیں' کوئی ہمارے حالات سے واقف نہیں' کوئی ہمارا خالق نہیں' کوئی طاقت کسی کے پاس نہیں' ہمارا کچھ بگاڑے یا سنوارے' سب کچھ ایک اللہ ہے' ایک صرف ایک' یہ بات مکے والوں نے بھی کہی تھی کہ سینکڑوں خداؤں کو ہم پوجتے ہیں پھر بھی ہماری ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں یہ عجیب بات ہے کہ یہ کہتے ہیں ایک اللہ کو مانو صرف ایک ہے سب کی ضرورتیں پورے کرے گا' یہ بات اُن کی سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ اعتراض انہوں نے بھی کیا تھا کہ اتنی وسیع کائنات اور صرف ایک! ہاں صرف ایک۔ ساری کائنات اُس کے دست قدرت کی بنائی ہوئی ہے ساری کائنات اُس کے دست قدرت میں چل رہی ہے ساری کائنات کا مالک بھی اکیلا ہے خالق بھی اکیلا ہے چلانے والا بھی اکیلا ہے اور جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب ہے اُس کا تعلق تو پھر ذرے ذرے سے ہے پتے پتے کے ساتھ ہے ہوا کے ہر جھونکے میں ہے بارش کے ہر قطرے میں ہے تو یہ جو ہمیں کہا جاتا ہے اللہ کو تلاش کرو اللہ کو تلاش کرو' تو اللہ گم کہاں ہے جسے تلاش کیا جائے! کوئی دیوار کوئی پردہ کوئی بات تو ہے' اللہ گم ہے ہماری ذات کے پردے کے نیچے' میں کہتا ہوں میں نے تقریر کی اللہ گم ہو جاتا ہے اگر میں کہوں مجھے اللہ نے توفیق دی اور میں نے آپ کو بات سنا دی تو اللہ گم نہیں ہوا' اللہ گم ہے ہماری ''میں'' کے پیچھے' پردہ کیا ہے ہمارے اور اللہ کے درمیان؟ انا کا پردہ ہے' میں کا' اب تو رواج ہو گیا ہے نا۔

> بات بن جائے تو شان یہ تدبیر کی ہے
> اور بگڑ جائے خطا کا تب تقدیر کی ہے

آدمی کچھ سنوار آئے تو کہتا ہے میں نے سنوارا' بگڑ جائے تو کہتا ہے اللہ کی مرضی اللہ نے ایسا کر دیا' کسی کو قتل کر دیں تو کہتے ہیں اللہ نے اس کی تقدیر ایسی لکھی تھی اور یہ روزمرہ کا تجربہ

ہے اور اگر کہیں کوئی بات سدھر جاتی ہے تو وہاں اللہ بھول جاتا ہے وہاں کہتے ہیں میں نے یہ کر دیا' دیکھو میں نے یہ کمال کر دیا' یہ تقریر میں نے کی' یہ کام میں نے کیا' یہ تدبیر میں نے بنائی' اتنے لوگوں کو میں نے اکٹھا کیا' میں کیا ہے؟ ایک دانت میں درد ہو جائے تو میں ختم ہو جاتی ہے' آنکھ میں ذرا سا کنکر پڑ جائے تو میں ختم ہو جاتی ہے' ایک وقت کا کھانا ہضم نہ ہو تو میں کہاں جاتی ہے! کچھ نہیں ہے میں شیں کچھ نہیں۔

اسلام کیا ہے؟ کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے جس بندے کو دعوت دی اور اُس نے قبول کی اُسے لاکر اللہ کے روبرو کھڑا کر دیا' ایک بندہ مشرک ہے کافر ہے بتوں کو پوجتا ہے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایمان لایا' کیا آپ ﷺ اُس کے اور اللہ کے درمیان کھڑے ہوئے؟ فرمایا آ میرے ساتھ کھڑا ہو میں بھی رکوع وسجود کرتا ہوں اُس کی بارگاہ میں تو بھی براہ راست کر۔ عیسائی نے کہا جو گناہ کر چکے ہو پادری سے کہو پادری اللہ سے کہے گا اللہ کے بیٹے سے کہے گا تم براہ راست نہیں کر سکتے' اللہ اُس کی بیوی اُس کا بیٹا تثلیث ایک جگہ ہے اُن کے ماننے والا الگ ہے اور درمیان میں پادری ہے تم پادری سے بات کرو وہ اوپر بات کرے گا۔ یہودی نے کہا کہ اللہ سے بات کرنے کی تمہاری کیا جرات ہے تم بات کرو ربی سے وہ اپنے مولوی کو ملاں کو ربی کہتے ہیں تم ربی سے کرو یہ اللہ سے کرے گا' ہندو نے کہا کہ تمہاری رسائی دیوتاؤں تک نہیں ہے تم بات برہمن سے کرو برہمن آگے بات کرے گا۔ اسلام نے کہا نہیں' اسلام تو سلامتی کا نام ہے اور سلامتی تو اللہ کی صفت ہے جو اسلام میں داخل ہوا وہ تو اللہ کے روبرو ہو گیا۔ اب کیا ضرورت' وہاں کیا ہے؟ اُس بارگاہ میں اُن حدود وقیود کی ضرورت ہے' جو اُس بارگاہ کی حدود وقیود اُس بارگاہ کے رسول ﷺ نے بتائیں۔ کھڑا کیسے ہونا ہے؟ بیٹھنا کیسے ہے' بات کیسے کرنی ہے کیسے نہیں کرنی' اور اُس بارگاہ تک پہنچنے کے لئے تمہارا لباس کیا ہونا چاہئے' بدن کس طرح پاک ہونا چاہئے' خوراک کیسی ہونی چاہئے' لوگوں کے ساتھ تعلقات کیسے ہونے چاہئیں' بازار میں تم کیسے ہو' میدان کارزار میں تم کیسے ہو' برادری میں کیسے ہو' دوستوں میں کیسے ہو' دشمنوں میں کیسے ہو' یہ کیا ہے؟ یہ سارے وہ آداب ہیں جو اللہ کے ساتھ بات کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ جب یہ ساری بات یکجا ہوتی ہے تو یہ بن جاتا ہے دین اسلام۔

منافق مسجد میں آتا ہے
تو اس کا عالم یہ ہوتا ہے
جیسے پرندے کو پنجرے
میں ڈال دو پھڑ پھڑاتا ہے
کہ کب یہاں سے نکلوں

آپ نے دیکھا سرکار کے دربار میں کھانے کے' پریڈ کے' ملاقاتوں کے' لباس الگ ہیں بڑے سے بڑا افسر ہے تو کسی ڈنر پہ جائے گا تو اُس کا لباس وہی ہو گا جو ڈنر کے لئے چاہیے اب یہ نہیں کہ یہ جنرل صاحب ہے تو اسے نہیں' جنرل صاحب کو بھی پہننا پڑے گا کپتان صاحب کو بھی پہننا پڑے گا پریڈ پر جائے گا تو پریڈ کا لباس پہننا پڑے گا شادی بیاہ میں دولہے اور دلہن کے لباس مقرر ہیں اب امیر غریب اُسے قیمتی یا کم قیمت کا تو بنا لیتے ہیں لیکن دلہن دلہن نظر آتی ہے دولہا دولہا نظر آتا ہے امیر قیمتی طور پر سجا لیتے ہیں غریب عام کپڑے کو رنگ کے الگ سے بناتے ہیں' تو یہ ساری کیا ہے؟ اُس بات جس کام کو کرنے جارہے ہیں اُس کے آداب قیود اور حدود ہیں۔

اسی طرح مسلمان کو بھی میدان میں مسلمان نظر آنا پڑتا ہے بات کرے پتہ چلے مسلمان ہے' کام کرے سمجھ آئے مسلمان ہے' لڑے تو سمجھ آئے یہ مسلمان ہے' صلح کرے تو سمجھ آئے یہ مسلمان ہے' خرید وفروخت کرے تو اعتبار ہو کہ یہ مسلمان ہے جھوٹ نہیں بولے گا کم نہیں تولے گا دغا نہیں دے گا مسلمان ہے آخر۔ یہ سارے کیا ہیں دلہا یا دلہن بننے کے آداب اور یہ نہیں ہوں گے دلہن دلہن نہیں ہوگی دولہا دولہا نہیں ہوگا۔ یہ نہیں ہوں گے تو آدمی کے پاس دین نہیں ہے۔

مولانا رومیؒ نے اپنی مثنوی میں بڑی خوبصورت مثال دی ہے کہ کسی نے ایک نقاش کو

کہا وہ جو سوئیاں چبھو کر رنگ بھرتے ہیں تصویریں بناتے ہیں بازؤں پر ہاتھوں پر کہ میرے بازو پہ شیر بنا دو۔ جب اُس نے سوئی چبھوئی اُس نے کہا یار کیا بناتے ہو اُس نے کہا شیر کے کان بناتا ہوں اُس نے سرے سے شروع کیا نا۔ کان بنانا۔ اُس نے کہا کان نہ بناؤ' مجھے درد ہوتا ہے بغیر کان کے شیر چلے گا ٹھیک ہے میں نے کوئی اُسے گانے سنوانے ہیں کان نہیں ہوگا تو کیا۔ اُس نے پھر سوئی چبھوئی اب کیا بناتے ہو آنکھیں بنا رہا ہوں اُس نے کہا اُس نے کوئی شکار تلاش کرنا ہے کہ آنکھیں بنا رہے ہو مجھے درد ہوتا ہے آنکھیں نہیں بناؤ لیکن جو کچھ بنانا تھا سوئی تو پھر چبھونی تھی اب کیا کر رہے ہو منہ بنا رہا ہوں یار اُس نے کوئی غزلیں گانی ہیں منہ نہیں بناؤ تو مولانا وہاں لکھتے ہیں کہ بغیر منہ کے بغیر کانوں کے بغیر آنکھوں کے

ایں چنیں شیر کہ دیدش

ایسا شیر کسی نے دیکھا ہے۔

ایں چنیں شیر خدا ہم نا

ایسا شیر تو اللہ نے پیدا کیا نہیں۔ تو تمہارے ہاں تو شیر نہیں بن سکتا۔

اگر نماز پڑھنے کی بھی فرصت نہیں ہے وضو بھی گراں گزرتا ہے حلال کے معاملے میں بھی مشکل ہے حلال میں گزارا مشکل ہے چوری چکاری بدمعاشی نہیں کریں گے تو پیسہ اتنا کہاں سے آئے گا اور جھوٹ کے بغیر بھی گزارا نہیں ہے تو پھر مسلمانی کیسی ہے؟ پھر دعویٰ اسلام کیا ہے؟ اور پھر جب یہ ساری چیزیں نہیں ہوں گی تو ہم ہاتھ منہ دھو کر کھڑے تو ہو جائیں گے آپ کبھی مسجد میں دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ نمازی بہت جلدی میں ہے بھاگنے کو جی چاہتا ہے وضو کر رہے ہیں تو الٹم پلٹم کوئی جگہ خشک کوئی گیلی' رکوع کرتے ہیں تو قیام میں آتے ہی نہیں نیچے دھڑام لگتے ہیں' سجدہ کرتے ہیں تو درمیان میں قیام نہیں جلسہ نہیں کرتے جس طرح مرغ چگتا ہے وہیں دو ٹھونگیں لگائیں' ارے کیا ہے کوئی پیچھے بندوق والا لگا ہوا ہے! ارے کیا مصیبت ہے؟ مسجد سے نکلیں گلی میں بیٹھ کے حقہ پینے لگ جائیں گے گپیں لگانے لگ جائیں گے سارا دن بیٹھے رہیں گے فارغ ہے تو نماز مزے سے کیوں نہیں پڑھی؟ اس لئے کہ نماز نماز تھی ہی نہیں' حلال کھایا نہیں' سچ بولا نہیں' دیانت داری کی نہیں' دین رہا نہیں تو ایک ایکسر سائز ہے مفت کی گلے پڑی ہوئی وہ مصیبت ہے اُس سے جان چھڑا کر اُس نے بھاگنا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ کا احسان مانتے ہوئے جو آداب جو سلیقے رسول اللہ ﷺ نے سکھائے ہیں اُنکو اختیار کرتے ہوئے خود کو اللہ کے روبرو کر دینا' یہ اسلام ہے

المومن فی المسجد کاسمک فی الماء۔ اسلام دین ہو تو مسجد میں بندہ ایسے ہو جاتا ہے جیسے مچھلی پانی میں پہنچ جاتی ہے۔ سکون آجاتا ہے مزا آجاتا ہے دل کرتا ہے چند لمحے اور بیت جائیں۔ المنافق فی المسجد کالطیر فی القفس۔ منافق مسجد میں آتا ہے تو اُس کا عالم یہ ہوتا ہے جیسے پرندے کو پنجرے میں ڈال دو پھڑ پھڑاتا ہے کہ کب یہاں سے نکلوں۔

تو اسلام کیا ہے؟ اللہ کے حبیب ﷺ نے اُس بارگاہ کے آداب اور ضابطے بتا کر بندے کو اللہ کے روبرو کھڑا کر دیا۔ اب نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ ایاک نعبدو ایاک نستعین۔ میں بھی کہتا ہوں۔ ایاک نعبدو ایاک نستعین۔ آپ بھی کہتے ہیں۔ ایاک نعبدو ایاک نستعین یہ تو ہم نے انفرادی طور پر شروع کی۔ الحمد للہ رب العلمین۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے پالنے والا ہے۔ الرحمٰن الرحیم۔ بڑا رحمان اور رحیم ہے۔ مالک یوم الدین۔ روز جزا کا مالک ہے بندہ اکیلا بات کر رہا ہے اپنی بات اپنے رب کی تعریف میں کر رہا ہے اب تک تو خود آپ بات کر رہا ہے۔ میرا رب ایسا ہے ان تعریفوں کا مالک ہے وہ رحمان ہے وہ رحیم ہے وہ یوم جزا کا مالک ہے اب سیدھا اللہ سے بات کرتا ہے۔ وہاں اسلام نے اجتماعیت دے دی۔ اُسے اکیلا نہیں چھوڑا جو فرشتے عبادت کرتے ہیں وہ جو نبی اور رسول عبادت کرتے ہیں وہ جتنے مومن عبادت گزار راست باز روز اول سے لیکر آج

تک اور وہ سارے وہ جو آج کر رہے ہیں سارے وہ اُن سب میں شامل ہو کر کہتا ہے ہم سب تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ واحد متکلم سے جمع پر کیسے آ گیا؟ اسلام نے اُسے شہیدوں صلحا صدیقین انبیا علیہم الصلوۃ والسلام اور مقربین بارگاہ کے زمرے مین کھڑے کر دیا کہ تم بھی انہی میں مل جاؤ اب کہو ہم سب تیری ہی عبادت کرتے ہیں اس صفت میں کون کون آ گیا ہم سب تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

تو اسلام یہ ہے کہ بندہ اللہ کے روبرو ہو جائے باقی جتنے اعمال ہیں ایک اُس حاضری کے آداب ہیں رزق حلال ہو صدق مقال ہو صحبت صالح ہو نیکوں میں اٹھنا بیٹھنا ہو بُرائی کی مخالفت کرے اللہ کی راہ میں جہاد کرے ظلم کے خلاف ہو ظالم کو روکے مظلوم کی مدد کرے یہ سارا نصاب زندگی کیا ہے؟ یہ آداب ہیں اللہ سے بات کرنے کے یہ وردی ہے جو پریڈ کے وقت پہنی ہوئی ہو جب یہ وردی ہوگی تو پھر ہم چلے جائیں گے۔ ایا ک نعبدُ اور یہ سب کچھ نہیں ہوگا تو ہم کہیں گے ایا ک نعبدُ۔ نعبدُ۔ وہ کہیں۔ یہ تم کون ہو ہمارا مذاق اڑانے والے تو بندے کا دل تو گھبرائے گا کہ یار یہ ختم ہو میں یہاں سے نکلوں۔ اب چوروں کی طرح جو گھسا ہوا ہے فوج پریڈ کر رہی ہے بندہ فوجی ہے نہیں خواہ مخواہ حلیہ بنا کر گھس گیا ہے وہ کہتے ہیں ہم نے دیکھ لیا تو تاڑ گئے کہ تو کون ہے اُسے بھاگنا نہیں تو پھر کیا کرے گا! اس لئے لوگ مسجد سے بھاگتے ہیں

آ تو جاتے ہیں بلا نی جلدی اٹھے بیٹھے ٹھونگیں ماریں۔ لیکن ہم تو اسلام کے طالب ہیں نہیں تو اسلام چاہیے اب تو یہ ساری محنت اسلام کے لئے ہے اللہ سب کو نصیب کرے۔ اسلام چاہیے تو پھر جو چیز خریدنے نکلتے ہو اُس کا پتہ تو ہونا چاہیے کہ وہ ہے کیا۔

تو اسلام کیا ہے؟ بندے کا اپنے رب

> میرے لئے کسی ساتھی کو کسی سفارش کی کوئی ضرورت نہیں، اُس کی سفارش یہی کافی ہے کہ وہ اللہ کا بندہ ہے وہ مسلمان ہے اور مجھ سے اسلام سیکھنا اور سمجھنا چاہتا ہے یہ سب سے بڑی سفارش ہے

العلمین کے روبرو ہونا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہُ الکریم سے کسی نے سوال کیا تو آپ کرم اللہ وجہ الکریم نے جواب میں فرمایا کہ اگر مجھے اسی وقت موت آ جائے تو میرے لئے کوئی چیز عجیب نہیں ہوگی وہ پختہ یقین ہے آخرت پر حساب کتاب پر قبر پر برزخ پر قیامت پر کہ مجھے کوئی چیز نئی نہیں لگے گی سب مجھے پتہ ہے یہ ہوگا یہ ہوگا سب حضور ﷺ نے بتا دیا ہے یہ اسلام ہے اور یہ کہنا کہ جی اب تو ہو رہا ہے آخرت کس نے دیکھی ہے یہ کفر ہے اور یہ آپ آجکل عام سنتے ہیں روزمرہ دیکھی جا سکتی ہے آخرت کس نے دیکھی ہے سارا جہان دیکھ کر آتا ہے دھوکا لگ سکتا تھا جو کچھ

محمد رسول اللہ ﷺ نے بتایا اُس میں کوئی دھوکا نہیں ہے سارا جہان اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اتنا صحیح نہیں بتا سکتا جتنا آقائے نامدار ﷺ نے بتا دیا بات ختم ہوگئی۔

تو اسلام کیا ہے؟ اللہ کے نبی ﷺ کا احسان مانتے ہوئے جو آداب جو سلیقے رسول اللہ ﷺ نے سکھائے ہیں اُن کو اختیار کرتے ہوئے خود کو اللہ کے روبرو کر دینا یہ اسلام ہے اب تو بندہ مومن بارگاہ الوہیت میں بات کر سکتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ بارگاہ نبوت ﷺ میں بھی باریاب ہو سکتا ہے۔ اللہ اللہ ہے اور کسی کو لاکھوں وصال نصیب ہوں ایک خالق اور مخلوق کی حد تو درمیان میں ہے۔ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام مخلوق ہوتے ہیں اور مخلوق مخلوق کا جو اُنس ہے وہ اور سا ہوتا ہے۔ اب ایسے لوگ بھی تھے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

بھئی دیکھو جس نے اپنا نبی بنایا جس نے اپنا رسول ﷺ بنایا اُس نے اپنے نبی ﷺ کی رفاقت کے لئے لوگ بھی چن چن کر بنائے ایسے بنائے جو حق رفاقت ادا کر سکیں کیسے عجیب لوگ تھے؟ کہ جنت کی تعریف میں کوئی آیت کریمہ نازل ہوئی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمائی تو ایک غریب سا مسلمان مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھا پھٹے ہوئے کپڑے الجھے ہوئے بال کھانے کو ملتا نہیں کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ جنت کو ہم کیا کریں گے ہمیں تو یہیں

مزا آ رہا ہے اللہ سے کہو اسی زندگی کو اور اسی شہر اور اسی قریے کو دوام دے دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جنت طلب کرنے کا حکم دیتا ہے میں جنت کی دعا مانگنے کا حکم دیتا ہوں' اللہ جنت کی تعریف کرتا ہے تم بیزار ہو کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں بیزار نہیں ہوں' میں پریشان ہوں۔ ہم بھوکے ہیں روئے زمین کا کفر ہمارے خلاف ہے' ہم راتوں کو بھی اسلحہ لگا کر سوتے ہیں' کئی کئی روز فاقے ہوتے ہیں ہمیں' جان کا خطرہ الگ ہے' افلاس الگ ہے' مصیبتیں الگ ہیں لیکن آپ ﷺ مسجد نبوی ﷺ میں جلوہ افروز ہوتے ہیں اور جب ہم آتے ہیں رخ انورؐ پہ نگاہ پڑتی ہے تو ساری مصیبتیں ہوا ہو جاتی ہیں' مزا آ جاتا ہے زندگی کا' خواہ فاقوں پہ گزر رہی ہے مزے کی گزر رہی ہے' جنت میں آپ ﷺ اور کہیں اعلیٰ مقامات پر ہوں گے ہم جنت میں گئے بھی جیسے ہم ہیں ویسی ہماری جنت بھی ہوگی کروڑوں برسوں کا درمیان میں فاصلہ ہوگا' جس جنت میں آپ ﷺ سے ملنا نصیب نہ ہو آپ ﷺ کے پاس بیٹھنا نصیب نہ ہو' رخ انور ﷺ کو دیکھنا نصیب نہ ہو' ارشاداتِ عالی سننے نصیب نہ ہوں تو پھر جنت کو ہم کیا کریں گے؟ ہم تو یہاں مزے سے ہیں' یہ بھوک منظور یہ ظلم گوارا' دنیا کی دشمنی گوارا' ہمیں یہیں رہنے دیا جائے بس یہ لذت ہمیں عطا رہے۔ اب یہ بات اتنی گہرائی سے کہی اُس بندے نے کہ جواب اللہ نے دیا' نبی کریم ﷺ نے نہیں دیا۔ وحی الٰہی آئی اور آج تک قرآن میں موجود ہے کہ نہیں بھئی تم لوگوں کو وہاں کوئی نہیں روکے گا۔

فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصلحین وحسن اولٰئک رفیقا ○ بھئی تم جیسے یہاں بارگاہ نبوی ﷺ میں آتے ہو وہاں بھی حضور ﷺ کی بارگاہ میں چلے جانا' انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام کے پاس بیٹھنا صدیقین کے پاس بیٹھنا' حسن اولٰئک رفیقا۔ بڑے مزے کی محفلیں ہوں گی۔ مسلمانی کا مزا آ گیا نا کہ اللہ کریم اپنے بندوں کو بہلا رہا ہے گھبراؤ نہیں میں تمہارے درمیان آخرت کو حائل نہیں کروں گا بلکہ مزے کی محفلیں ہوں گی یہ دشمنیاں یہ خطرے یہ بھوک یہ بیماری یہ سب ختم ہو جائیں گے' موج ہی موج ہوگی' تم ہوں گے تمہارا حبیب ﷺ ہوگا' تم ہو گے انبیاء علیھم السلام ہوں گے' تم ہو گے شہدا ہوں گے' تم ہو گے صالحین ہوں گے' تم ہو گے صدیقین ہوں گے' بھلا ایسی مجلس بھی کہیں ملتی ہے کہ تو میری جنت سے روٹھا بیٹھا ہے' یہ ہے اسلام۔

شیخ ایک اتنا گہرا سمندر ہوتا ہے کہ جس میں کروڑوں چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوتی ہیں اور سب کو اپنے اندر سمو لیتا ہے

اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کے ساتھ وہ تعلق کہ درمیان میں کچھ نہ ہو اور آیئے اس سے نچلے درجے پہ اس کے بعد ایک مقام و مرتبہ ہوتا ہے شیخ کا سلاسل تصوف کے جو بھی سربراہ ہوتے ہیں اور جنہیں بھی اللہ یہ سعادت نصیب کرتا ہے' ہوتے تو بارگاہ نبوی ﷺ کے خادم ہیں لیکن یہ الگ قسم کے خادم ہوتے ہیں خادم دھوبی بھی خادم ہے درزی بھی خادم ہے جوتا سینے والا بھی خادم ہے حجامت بنانے والا بھی خادم ہے مالی بھی خادم ہے کھانا پکانے والا بھی خادم ہے فرش پر بچھانے والا بھی خادم ہے یہ سارے خادم ہیں لیکن کبھی مالی کو کوئی یہ نہیں کہتا تم کھانا پکا دو' کبھی باورچی سے کوئی یہ نہیں کہتا کہ تم یہ دیوار بنا دو۔ ہر شعبے کا ایک الگ خادم ہوتا ہے۔ لیکن سلاسل تصوف کی ذمہ داری جن کو سپرد کی جاتی ہے یہ اجیر ہوتے ہیں۔

اجیر عربی میں اُس خادم کو کہتے ہیں جس سے ہر کام لیا جائے کھانے پکانے کی ضرورت ہو چولہا جلاؤ' بھئی دیوار گر گئی ہے اچھا گارا بناؤ یہ دیوار بنا دو' کپڑا سینا ہے اٹھاؤ یہ کپڑا اسے درست کر کے دو' کپڑے دھونے ہیں جاؤ کپڑے دھو کے لے آؤ' فصل کاٹنے جاؤ کام کر کے آؤ' یعنی جو بھی کام مالک چاہے اُسے حکم دے دے اُسے کرنا پڑتا ہے ایسے خادم کو اجیر کہتے ہیں۔ یہ جو سلاسل کے خادم ہوتے ہیں یہ

اجیر ہوتے ہیں بارگاہ نبوی ﷺ کے' اُن کا اثر سیاست میں بھی ہوتا ہے' اُن کا اثر جنگ میں بھی ہوتا ہے' اُن سے خدمت امن میں بھی لی جاتی ہے' یہ لوگوں کی ہدایت کے لئے بھی کام کرتے ہیں' قوموں کی تباہی کے لئے بھی کام کرتے ہیں' آبادیاں ان سے بستی ہیں' بربادیوں کے نزول کا سبب بھی بن جاتے ہیں۔ ہوتا من جانب اللہ ہے دنیا عالم اسباب ہے وہ چاہے تو بادل سے پانی برسا دیتا ہے چاہے تو بادل سے آگ برسا دیتا ہے اُس میں بادل کا کیا ہے' انہی بادلوں نے قوموں پہ آگ بھی برسائی جو ساری عمر لوگوں پہ باران رحمت برساتے ہیں' اُس بارانِ رحمت کو اُس نے لوگوں کے لئے عذاب بنا دیا اور وہ پانی میں غرق بھی ہو گئے یہ اُس کے دست قدرت میں ہوتا ہے اور سلاسل کے سربراہ اجیر ہوتے ہیں۔

اب ایک مسلمان ہے اللہ کے روبرو بات کر سکتا ہے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو سکتا ہے' اب اُسے اپنے شیخ سے یا سلسلے کے سربراہ سے بات کرنی ہے تو وہ نہیں کر سکتا اُسے الف ب ج چاہئیں کہ تم میری بات کر دو تم میری بات کر دو ایسا کیوں ہوتا ہے؟ مسجد سے کیوں بھاگتا ہے وہ؟ آداب پورے نہیں ہیں' اسلام پورا نہیں ہے' نقلی وردی ہے' بارگاہ نبوی ﷺ سے کیوں کتراتا ہے وہ؟ عشق نبوی ﷺ نہیں ہے' وہ دیوانگی نہیں ہے' شیخ کے لئے سفارش کیوں ڈھونڈتا ہے؟ شاید اُس کا اپنا رشتہ کمزور ہے' اُسے اپنے رشتے پہ اعتبار نہیں ہے اور کمزور رشتے کسی بھی وقت ٹوٹ جاتے ہیں۔ شیخ کا کسی پہ احسان نہیں ہوتا کہ اُس کی بات سنے بلکہ وہ مجبور ہوتا ہے کہ لوگوں کی باتیں سنے' کسی پہ احسان نہیں ہوتا کہ اُس کے خط کا جواب دے وہ مامور ہے' اُس کی ذمہ داری ہے کہ جتنے لوگوں کی تربیت کر رہا ہے اُن کے دکھ سکھ میں شریک ہو' اُن کی باتیں سنے اُن کو باتیں سنائے' اُن کے خط پڑھے اُن کے جواب دے' اُن کو ذکر سنائے اُن کے ساتھ محنت کرے' انہیں بتائے کہاں غلط ہو رہا ہے کہاں ٹھیک ہو رہا ہے لیکن یہ اُن لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جن کا ذاتی تعلق شیخ کے ساتھ ہوتا ہے۔ رشتوں میں جب واسطے آ جائیں تو دراڑیں پڑ جاتی ہیں' فاصلے بڑھ جاتے ہیں' بیٹے نے باپ سے بات کرنی ہو تو وہ جا کر خالہ سے یا پھوپھی سے کہے پھر وہ کرے تو پھر مزا نہیں آئے گا۔ ہاں کرے یا نہ کرے بیٹا باپ سے بات کرے تو باپ کو بھی ہو گا اسے مجھ پر اعتماد تو ہے۔ خالہ کو پھوپھی کو چچا کو کہے گا تو اُسے ایک دکھ تو ہو گا کہ تیسرے بندے سے بات کر دی میرے بیٹے نے مجھ سے نہیں کی یا اُسے خود پر اعتماد نہیں یا مجھ پہ اعتبار نہیں ہے' یہ سب کی زندگی میں ہے نا!

آدمی کچھ سنوار آئے تو کہتا ہے میں نے سنوارا' بگڑ جائے تو کہتا ہے کہ اللہ نے ایسا کر دیا۔

تو جب آپ شیخ کے لئے سفارشیں ڈھونڈتے ہیں تو سوچنا شیخ بھی یہی ہے کہ اس کا رشتہ شاید میرے ساتھ تو نہیں ہے' میرے ساتھ ہوتا تو میرے ساتھ بات کرتا' مجھ سے ملتا مجھ سے اپنا دکھ سکھ کہتا۔ شیخ ایک اتنا گہرا سمندر ہوتا ہے کہ جس میں کروڑوں چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوتی ہیں اور سب کو اپنے اندر سمو لیتا ہے۔ ایک ساتھی کی بات دوسرے کو بتا دے تو شاید کتنی بدمزگی پیدا ہو جائے' کبھی آپ نے سنا ہے کہیں کہ کوئی بات آپ نے شیخ سے کی ہو اور وہ بات پھر عام پھیل گئی ہو دوسروں نے سن لی' کبھی ایسا تجربہ ہوا ہے؟ کسی اور سے کر کے دیکھو پورے محلے کو بتا کر رات سوئے۔ اسی لئے کہ شیخ کا رشتہ بنیابت نبی علیہ السلام یہ ہوتا ہے کہ بندے کو اخلاق و آداب سکھا کر سنت نبوی ﷺ سکھا کر اللہ کے حضور کھڑا کرے' وہی کام جو نبی کریم ﷺ کا کام ہے اُن کی نیابت میں۔ یہ حدیث شریف میں ہے کہ **علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل**۔ اُس کا مفہوم یہی ہے کہ عالم نبی کے برابر نہیں ہو جاتا جو کام بنی اسرائیل علیہ السلام کے انبیاء علیہم السلام سے لیا جاتا تھا وہ خدمت امت محمدیہؐ کے علماء سے لی جاتی ہے اور وہ کام کیا تھا کہ صاحب کتاب نبی اور رسول

کے بعد مسلسل نبی آتے اور اُس کتاب اور اُسی رسالت کی ترویج کرتے' لوگوں کو سکھا سمجھا کر اللہ کے حضور پیش کرتے' اب وہ خدمت امت محمدیہ میں علماء حق کی ہے ذمہ داری ہے' میں علمائے حق کہہ رہا ہوں تو شیخ علمائے حق میں سے ایک ہوتا ہے' علماء ربانیین میں سے ایک ہوتا ہے' وہ ہر ایک کی سنتا ہے ہر ایک کو سمجھتا ہے ہر ایک کے لئے دعا کرتا ہے لیکن اللہ اور اُس بندے کے درمیان نہیں آتا اُسے اللہ کے روبرو کرتا ہے' کسی کو اپنی پوجا پہ نہیں لگاتا اللہ کے روبرو کرتا ہے اللہ کے نبی ﷺ کے روبرو کرتا ہے اور اُنکے آداب اور اخلاق سکھاتا ہے جس کا تعلق ہوتا ہے وہ خود شیخ سے بات کرتا ہے اور جسے اپنے تعلق پہ اعتبار نہیں ہوتا یہ نہیں کہ اُسے شیخ پہ اعتبار نہیں اعتبار اپنے پہ نہیں ہوتا پھر وہ واسطے وسیلے ڈھونڈتا ہے' خالائیں اور پھوپھیاں ڈھونڈتا ہے' محلے کے لوگ تلاش کرتا ہے' یہ شیخ کے ساتھ رشتے میں کمزوری کی علامت ہے اللہ سب کا ہے تو پھر سب کو کیوں نہیں ملا؟ سلیقہ نہیں آتا' محمد رسول اللہ ﷺ نے سکھایا روبرو ہو گئے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سب کے ہیں تو پھر سب اُن کے دیوانے کیوں نہیں ہیں؟ نبی ﷺ سب کا ہے ہم خود کو اُس کا نہیں بنا سکتے دوسرا کوئی نہیں ہے نبی ﷺ آج بھی ساری انسانیت کا ہے۔

یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً اے اولادِ آدم علیہ السلام تم جہاں تک ہو میں تم سب کا نبی ہوں آج بھی بُش کا نبی بھی وہی ہے ﷺ اس بدبخت نے خود کو الگ کیا ہوا ہے' ہندو کا عیسائی کا یہودی کا سب کا نبی آج محمد رسول اللہ ﷺ ہیں' تو پھر یہ الگ کیوں ہیں؟ کیا حضور ﷺ نے انہیں دھکیل دیا؟ نہیں' وہاں سے باب رحمت وا ہے یہ بدبخت خود دوسری طرف چل رہے ہیں' اب یہ اُن کے نہیں ہیں وہ تو ان کے اب بھی ہیں' جب بھی جو چاہے کلمہ پڑھ لے قبول ہو جائے گا۔ اس طرح شیخ سب کا ہوتا ہے' اب شیخ کا بننا بندے کے لئے اپنے آپ پر محنت کرنا پڑتی ہے اس مسئلہ ہے' کہیں بیماری کا مسئلہ ہے' کہیں میں شاید دوا کر سکوں' نہیں تو دعا تو کر سکوں' اُسے حوصلہ تو دے سکوں تو یہ سب کچھ کر کے مجھے بھی ایک سکون ملتا ہے چونکہ یہ میری ڈیوٹی ہے ذمہ داری ہے کسی پر احسان نہیں ہے۔ تو کم از کم اپنے تعلق کو اپنے رشتے کو شیخ کے ساتھ خالص رکھو' سیدھا رکھو' بنیاد سیدھی رکھو گے تو اُس پر جو رشتہ بارگاہ رسالت ﷺ میں استوار ہوگا وہ سیدھا ہو جائے گا اُس بنیاد پر رشتہ بنے گا بارگاہ الوہیت میں اور وہ سیدھا ہو جائے گا۔ میرے

> شیخ کا کسی پہ احسان نہیں ہوتا کہ اُس کی بات سنے بلکہ وہ مجبور ہوتا ہے کہ لوگوں کی باتیں سنے' کسی پہ احسان نہیں ہوتا کہ اُس کے خط کا جواب دے وہ مامور ہے' اُس کی ذمہ داری ہے کہ جتنے لوگوں کی تربیت کر رہا ہے اُن کے دکھ سکھ میں شریک ہو' اُن کی باتیں سنے اُن کو باتیں سنائے' اُن کے خط پڑھے اُن کے جواب دے' اُن کو ذکر سنائے اُن کے ساتھ محنت کرے' انہیں بتائے کہاں غلط ہو رہا ہے کہاں ٹھیک ہو رہا ہے لیکن یہ اُن لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جن کا ذاتی تعلق شیخ کے ساتھ ہوتا ہے۔

لئے ہم ہچکچاتے رہتے ہیں گھبراتے رہتے ہیں تو یہ ہچکچاہٹ اور گھبراہٹ اور سفارش میرے پاس چونکہ آتی ہیں سفارشیں تو میں نے یہ موضوع چھیڑ دیا کہ میرے لئے کسی ساتھی کو کسی سفارش کی کوئی ضرورت نہیں' اُس کی سفارش یہی کافی ہے کہ وہ اللہ کا بندہ ہے وہ مسلمان ہے اور مجھ سے اسلام سیکھنا اور سمجھنا چاہتا ہے یہ سب سے بڑی سفارش ہے۔ اب وہ انسان ہے اُس کے ساتھ دنیوی مصیبتیں بھی ہیں کہیں روزگار کا ذمے گزارشات پیش کرنا ہے سمجھ دینا اللہ کا کام ہے توفیق عمل دینا بھی اُس کا کام ہے میں حاضر و غائب سب کے لئے دعا کرتا ہوں اللہ کریم ہم سب کو سمجھ بھی دے توفیق عمل بھی دے اور جو کوتاہیاں ہم سے ہو چکی ہیں اُن سے درگزر بھی فرمائے۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہم اور ہمارا اندازِ بندگی

ہم عبادت بھی اللہ کی رضا کی بجائے لوگوں میں نیک نامی کی غرض سے کرتے ہیں ایسا نہ ہو تو یہ چراغاں' یہ دیگیں' یہ چہلم' یہ قرآن خوانی یہ چیزیں دین کا حصہ نہ بن چکی ہوتیں جنکی دین میں اصل ہی کہیں نہیں ملتی

☆ آسیہ اسد اعوان ☆
راولپنڈی

اللہ کریم نے ہر چیز کو ہمہ جہت پیدا کیا ہے۔ آپ کسی بھی شے کو لے لیں جس قدر تحقیق کرتے جائیں گے اُسی قدر نئے سے نیا پہلو سامنے آتا جائے گا۔ یہ اصول آپ زمین و آسمان سے لے کر ہوا پانی' انسان اور دیگر تمام مخلوقات پہ لاگو کر کے دیکھ لیں لوگ اپنی عمریں صرف کر کے چلے گئے لیکن علوم کی تکمیل کی نوبت نہ آئی۔ ہر نئی نسل کے لئے نئے چیلنجز ہیں نہ آسمان کی وسعتیں ختم ہونے میں آتی ہیں نہ پانیوں کی گہرائیاں اور نہ زمین کی پنہائیاں۔

یہی اصول دینِ اسلام پہ بھی لاگو ہوتا ہے اللہ نے ایک ایک حکم کے اندر حکمتوں کے اتنے خزانے پوشیدہ رکھ چھوڑے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں ہم نے حقیقت پالی مگر درحقیقت ہم ابھی سطح پہ تیرنے والے تنکے کی مانند ہوتے ہیں جو پانی سے مس ہو کر گیلا تو ضرور ہو جاتا ہے لیکن گہرے پانیوں کی گہرائیاں نہیں ماپ سکتا۔ ہمارا ایمان' ہمارا اسلام بھی بس اسی قدر ہے سطحِ آب پہ تنکے کی مانند۔ جنہوں نے دین کی حقیقت پالی' وہ جو غوطہ زن ہیں انہیں ہم تشنہ کاموں پہ ہماری کم علمی پہ ہماری ناسمجھی پہ ہماری ناکامی پہ کس قدر ملال ہوتا ہوگا! مولانا لاہوری نے ایسے ہی کسی احساس کے تحت فرمایا تھا "لاہوری سب اندھے ہیں۔ مرد بھی اندھے ہیں اور عورتیں

> **جنہوں نے دین کی حقیقت پالی' وہ جو غوطہ زن ہیں انہیں ہم تشنہ کاموں پہ' ہماری کم علمی پہ ہماری ناسمجھی پہ' ہماری ناکامی پہ کس قدر ملال ہوتا ہوگا!**

بھی۔ یہ آنکھیں تو کتے' بلیوں اور چوہوں کی بھی ہیں دیکھنے سے مراد دل کی آنکھ سے دیکھنا ہے"۔

ہم ہیں کہ فقط الفاظ کے چکر میں پڑ گئے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ دین صرف الفاظ کے مجموعے کا نام نہیں ہے نہ صرف کتابی علم کی منتقلی کا نام ہے یہ تو دلوں کو بدلنے کی تاثیر رکھتا ہے۔ دل کا فعل محسوس کرنا ہے تو پھر یقیناً یہ کیفیات کا حامل بھی ہوگا جن کو دل محسوس کر سکے۔ ہاں مگر محسوس کرنے کے لئے زندگی شرط ہے یوں کڑی در کڑی یہ سلسلہ ہمیں دوائے دل بیچنے والوں کے قدموں میں لے جاتا ہے۔ فی قلوبھم مرض . ہمارے دلوں کو بھی مرض لاحق ہے کفر کا نہ سہی ہمارے گناہوں' اللہ کی یاد سے غفلت اور اعمال میں کوتاہیوں کا۔ ہمارے دل زنگ آلود ہو چکے ہیں۔ ہے کوئی جو اس دل کو کھوٹے سے کھرا کر دے! یہ بھی زندہ ہو جائے اور محسوس کرنے لگے۔ نماز کی حقیقت اس پہ آشکارہ ہو ورنہ تو آذان کی پکار سنائی ہی نہیں دیتی نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں تو حضوری کی کیفیت نصیب نہیں ہوتی نہ تکبیر کی ہیبت دلوں پہ طاری ہوتی ہے نہ سجدوں کی عاجزی۔ ایسی رقت ہمیں بھی نصیب ہو جو وقت کی طوالت بھلا دے۔ دنیا کی پریشانیاں' ہمارے از حد ضروری کام' گویا بے کار مصروفیت کے منہ سے ہمیں اچک لے اور اپنے رب سے روبرو کر دے۔ تا کہ ہماری نمازیں ہمیں بھی بے حیائی اور بُرائی سے روکنے والی ہوں۔ اور اس ماہ مقدس کی جس کی آمد آمد ہے اس کی حقیقت ہمارے قلوب پہ عیاں ہو جائے۔ تا کہ ہمیں بھی عبادت میں لطف و سرور حاصل ہو۔ بے بہا برکتوں کو سمیٹنے کی توفیق ارزاں ہو۔ ہم صرف کھانے

پینے سے نہ رکیں بلکہ اپنے نفس کو مکمل مجاہدہ کرائیں۔ جھوٹ، چغلی، غیبت، بدکلامی، فحش گوئی غرض تمام تر برائیوں سے کنارہ کشی اختیار کریں۔ اس لئے کہ ان سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ رمضان کا مقصد ہماری کلی تربیت ہے اللہ کو ہماری بھوک پیاس نہیں پہنچتی ہاں وہ احساس جس کے تحت ہم بھوک پیاس کاٹتے ہیں اُسے وہ احساس عزیز ہے۔ وہ شیطان کو قید کر دیتا ہے اور جنتوں کے دروازے کھول کر اپنی رحمتیں اور مغفرتیں عام کئے ہوئے اپنے بندوں کو اپنی طرف پکارتا ہے اور کون ہے جس کو اس کی رحمت ومغفرت درکار نہ ہو!

رمضان کے حوالے سے یہاں دو باتیں بہت اہم ہیں ایک یہ کہ تربیت باقی سال بھر کے لئے تیار کرتی ہے اس کے ساتھ یہ سلوک نہ کیا جائے کہ PTV کی طرح ایک مہینہ مسلمان ہو گئے۔ تلاوت، نماز، تسبیحات اور واعظ ونصیحت کا سلسلہ شروع ہو گیا اور باقی سارا سال بلکہ چاند رات ہی سے شیطان سے بڑھ کر خوشی کے ڈانڈ چلنے شروع کر دیئے کہ جیسے قید وہ نہیں تھا ہم تھے۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ مہینے بھر کی عبادت کا اثر سال بھر قائم رہے۔ چاند دیکھ کر فطرانہ وصدقات وخیرات کا منہ کھول دیا جائے کہ یہ تو ہے ہی عید الفطر۔ بھوک پیاس کاٹ کر غریبوں، فاقہ کشوں کی تنگ دستی کا جو احساس ہوا فطرانہ دے کر انہیں بھی اپنے ساتھ خوشی میں شامل کیا جائے۔

ڈھول باجے گاجے ہی صرف خوشی کا مظہر کیوں مان لئے گئے ہیں۔ دل کی خوشی بلاشبہ اسی میں ہے کہ آپ کی وجہ سے کسی اور کو خوشی نصیب ہو آسانی اور راحت ملے۔ اسی میں اللہ کی رضا بھی ہے اور اللہ کی ذات کو ناراض کر کے ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی دل خوشی اور سکون کی دولت سے سرفراز ہو۔ جڑ سے کاٹ دو پھر چاہے جتنا پانی دو پودا تو کیا بڑے سے بڑا درخت بھی سوکھ جائے گا، اسی طرح انسان کی اصل "الست بربکم قالوا بلا" میں ہے۔ اُس کی ناراضگی دلوں کو اور بھی بنجر کر دیتی ہے ایسے دلوں کے قہقہے بھی کھوکھلے ہوتے ہیں نیز ایسے لوگوں کی خوشیاں بھی وقتی اور سطحی۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اللہ کی مرضیات کو

> **اس جملے کو ہر جگہ رد کیا جائے جو کنجروں نے عام کر دیا ہے، کہ موسیقی روح کی غذا ہے، ہرگز نہیں "موسیقی نفس کی غذا"۔ روح کی غذا فقط ذکر الٰہی ہے۔**

پانا ہے تو طریقہ وہ اختیار کیا جائے گا جو محبوب خداؐ نے بتایا اس لئے کہ ہماری مرضی کا نام دین نہیں ہے ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ نہیں کر سکتے کہ جو حکم پسند آیا اسے مان لیا اور جس کیلئے اپنے نفس کو مارنا پڑا اپنی مرضی کو چھوڑنا پڑا اس کے لئے تاویلیں ڈھونڈنا شروع کر دیں سوال اٹھانے لگے۔ اسلام تو کامل اطاعت مانگتا ہے، اطیعو اللہ واطیعو الرسول اور فرمایا وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا ○ مکمل خود سپردگی ہے وہ جسے اپنا بنا لیتا ہے پھر کسی اور کا نہیں ہونے دیتا ذرا سی بھی شراکت برداشت نہیں کرتا۔ کچھ ملا تو خوشی منانے کا اسلوب یہ ہے کہ "اللہ کی عطا ہے" اس کا تشکر دل میں جز پکڑے اور کچھ چھن گیا تو یہ یقین رکھو اس کا مال تھا اسی نے لے لیا۔ اسی کی ہو کر زندگی کس قدر سہل اور محبوب چیز بن جائے۔ مگر اے کاش! ہم اس قدر سادہ دل ہوتے اور ہمارا نقطہ نظر اس قدر صاف اور واضح ہوتا۔ ہم تو خود اپنے لئے پریشانیوں کو جنم دیتے اور مشکلات کو گھیر لاتے ہیں اس لئے کہ ہم نفس کے پجاری ہیں۔ اس کو خوش کرنے کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ اس کو نیند عزیز ہے تو ہم الصلوٰۃ خیر من النوم پہ کان ہی نہیں دھرتے۔ اس کو کھیل اچھی لگتی ہے تو ہم نماز کو مختصر کر دیتے ہیں۔ اس کو اچھا کھانا پہننا اچھا لگتا ہے تو ہم جائز ناجائز ہر طرح سے مال کے ڈھیر لگا لیتے ہیں۔ اس کو غیبت کا چسکا ہے تو ہم ساتھ تہمت لگانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اس کو ریا اور دکھاوے کا، اپنی شہرت کا نشہ لگ چکا ہے تو ہم عبادت بھی اللہ کی رضا کی بجائے لوگوں میں نیک نامی کی غرض سے کرتے ہیں ایسا نہ ہوتو یہ چراغاں، یہ دیگیں، یہ جہلم، یہ قرآن خوانی یہ چیزیں دین کا حصہ نہ بن چکی ہوتیں جن کی دین میں اصل ہی کہیں نہیں ملتی۔ اسی طرح یہ جو ہم میں کبھی درود، کبھی گیارہویں تو کبھی شب برات منانے کا رواج ہو گیا ہے ان کا بھی آج سے پہلے کہیں وجود نہیں ملتا اور جن لوگوں کا نام بطور سند لیا جاتا ہے وہ لوگ تو ہر رات اسی طرح رات رات بھر عبادت کیا کرتے تھے۔ پھر ہم کیوں سال بھر میں ایک آدھ رات لگا کر اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں۔ اسلام تو پوری زندگی پہ محیط ہے ہر دن، ہر پل کی رہنمائی دیتا ہے اور ہر ہر لمحے کا حساب لیا جائے گا صرف نمازوں اور موٹی نفلوں کا نام ہی تو اسلام نہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے۔

شعبان کی پندرہ کو ہم جگ رتا کر کے اور دن کو روزہ رکھ کر عبادت کا حق ادا کر دیتے ہیں جبکہ اس رات کی فضیلت ماہِ شعبان میں اسی قدر ہے جس طرح ہفتے بھر کے دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہوتا ہے اور یہ جو کچھ اس رات سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ براءت کی رات' مغفرت کی اور مرنے اور پیدا ہونے والوں کے نامزد کر دینے والی رات وغیرہ وغیرہ وہ سب غلط ہے اور ضعیف اور موضوع احادیث پہ مبنی ہے۔ یہ سب کچھ ایک ہی رات کی خاصیت ہے جسے لیلتہ القدر کا نام دے کر اور اس کے لئے ایک سورۃ قائم کر کے قرآن کریم نے اس کی خصوصیات بھی بیان کر دی ہیں جن کا اطلاق اور کسی رات پہ کیا جانا غلط ہے یہ فقط اُسی ایک رات کی شان ہے جسے رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کا حکم ہے۔ گویا اس خاص رات کے لئے بھی کوئی ایک مخصوص تاریخ نہیں بتائی گئی۔ پھر یہ ہم نے راتوں کو مخصوص کرنے کا رواج کدھر سے لے لیا۔ مومن کے لئے تو ہر رات ہی شب برات ہے اس لئے کہ اللہ کریم ہر رات کے آخری پہر میں آسمان اول پہ تشریف لاتے ہیں اور پکار گونجتی ہے کہ کون مغفرت کا طلب گار ہے کہ اسے بخش دیا جائے کون ہے جسے رزق کی طلب ہے اسے عطا کیا جائے اور کون ہے جو پریشانیوں میں گھرا ہے اس کی مصیبتیں دور کر دی جائیں۔

اسی طرح ہر نماز کو نبی کریم ﷺ نے مومن کی معراج قرار دیا ہے۔ پھر ایک ہی رات پہ خود کو محدود کر کے کیا ہم زیادہ برکات سمیٹ لیتے ہیں یا سال بھر کی محرومی اس سے بڑھ کر ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو جشنِ ولادت منایا جاتا ہے۔ سر بازار سبیلیں لگ جاتی ہیں' چراغاں ہوتا ہے' دیگیں بانٹی جاتی ہیں جلسے ہوتے ہیں جلوس نکالے جاتے ہیں۔ یہ بھول کر کہ وہی دن آپؐ کے وصال مبارک کا بھی ہے۔ ولادت کی خوشی لازم ہے تو اس کا احترام بھی تو لازم ہوگا جشن چہ معنی دارد؟

لیکن ہمیں ان باتوں سے کوئی غرض نہیں ہے ان کی اسلام میں کیا حیثیت ہے آیا صحیح بھی ہیں یا غلط ہیں۔ ہمیں ان باتوں سے تو تب غرض ہوتی جب مقصد اللہ کی رضا کو پانا ہوتا۔ ہم نے مذہب کو بھی رسم بنا لیا ہے۔ جب کوئی اہم دن آتا ہے اللہ کے نوازنے اور ہمارے برکتیں سمیٹنے کا تو وہ ہماری بدعتوں کی نظر ہو جاتا ہے۔ رمضان المبارک ہی کو لے لیں ادھر رمضان شروع ہوگا اُدھر خواتین گلی گلی' محلے محلے جماعت کرانا شروع کر دیتی ہیں دن کو تسبیح نماز کی' تو رات کو تراویح کی۔ جو صریحاً غلط ہے اور بدعت ہے اس لئے کہ عورت امامت کرانے کی مجاز ہی نہیں پھر چاہے وہ صف کے آگے کھڑی ہو یا بیچ میں بہر صورت وہ امام شمار ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ تکبیر کہتی ہے تو باقی بھی ایک حالت سے دوسری میں جاتی ہیں۔

کسی کو نماز سکھانا مقصود ہو تو پاس بٹھا کر تعلیم دی جائے یہ کارِ ثواب ہے۔ لیکن نماز کی نیت کے بعد اپنی اپنی انفرادی نماز ادا کی جائے۔ ورنہ پڑھانے والی خاتون بمع مقتدی خواتین کے بدعتی شمار ہونگی جس کو دین میں رخنہ ڈالنے والا اور لعنتی قرار دیا گیا ہے۔

حق تو یہ ہے کہ جس قدر یہ بدعت عام ہے اسی قدر اس کے خلاف جہاد کیا جائے اگر آپ کی گلی یا محلے میں ایسا ہوتا ہے تو وہاں جا کر سب کو متوجہ کر کے بتائیں کہ یہ غلط ہے بدعت ہے اسلام میں کہیں عورت کی امامت ثابت نہیں ہوتی اور بہت سی سادہ لوح اور ان پڑھ خواتین کا ایمان بچائیں۔ پھر اگر کوئی جاری رکھتا ہے تو آپ بری الذمہ ہیں ورنہ آپ بھی اس میں شامل ہیں۔ اس لئے کہ خاموشی اسلام میں اقرار تصور ہوتی ہے۔ نیز ہر شخص اپنے اوپر نفاذ اسلام کے بعد امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مکلف ہے۔ صرف خود پارسائی کما لینا یا سیدھی راہ اختیار کر لینا کافی نہیں ہے بلکہ اس کو پھیلانا اور دوسروں کو گناہوں سے باز رکھنے کے لئے کوشش کرنا بھی فرض ہے۔

حضورؐ نے فرمایا۔ **بلغوا عنی ولو آیته**.

اسی طرح اس جملے کو ہر جگہ رد کیا جائے جو کنجروں نے عام کر دیا ہے کہ ''موسیقی روح کی غذا ہے'' ہرگز نہیں' موسیقی نفس کی غذا ہے روح کی غذا فقط ذکرالٰہی ہے۔ قرآن میں ہے۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

آپ ذکرالٰہی کر کے دیکھیں۔ موسیقی کا شوق بھی رکھتے ہوں تو آپ کو چند ہی منٹ میں اعصاب پہ گراں بار محسوس ہوگی اور دل اکتاہٹ محسوس کرے گا۔

اللہ کریم ہمیں حقیقت دین کا ادراک نصیب فرمائے اور ان بدعات کے خلاف جہاد کرنے کی توفیق دے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

<<<<<<<<<<<<<<<<<

☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

پروفیسر اسلم خان کے جواب میں

☆ غیاث الدین جانباز ☆

''المرشد'' کے ماہ ستمبر کے شمارہ میں پروفیسر راجہ محمد اسلم خان صاحب کا میرے ''نوائے وقت'' میں شائع شدہ مضمون کا جواب اشاعت پذیر ہوا ہے۔ میں اس کا جواب نہیں دینا چاہتا تھا لیکن پروفیسر صاحب نے جس تلخی سے سیاق وسباق سے ہٹ کر مجھے ''رگیدا'' ہے اس سے احباب میں میرے بارے میں غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے اس لئے وضاحت کے لئے یہ سطور رقم کرنے پر مجبور ہوا ہوں۔ میں ایک سیاسی کارکن ہی نہیں بلکہ میڈیا سے بھی میرا دیرینہ عملی تعلق ہے۔ حضرت جی کیوں خاموش ہیں پروفیسر صاحب نے جو تسلیم کیا ہے کہ یہ سوال ان سے بھی کیا جاتا تھا اور وہ اس کا جواب بھی پوچھنے والوں کو دے دیتے تھے۔ اسلم صاحب نے مشورہ دیا ہے کہ میرا بھی کوئی سوال تھا تو امیر المکرم سے براہ راست سوال کر لیتا۔ مجھے اپنے شیخ سے براہ راست پوچھنے کی کبھی اس لئے ضرورت نہیں پڑی کہ حضرت جی کی فکر سے آشنا ہوں۔ مجھے تو اپنے ناقدین کو بتانا تھا کہ امیر محترم کون ہیں کیا ہیں۔ سلسلہ کے باغیوں نے اخبارات میں جو گرد اڑائی تھی اسے صاف کرنے کا بہانہ درکار تھا۔ آپ عقیدت کے انداز میں ناقدین کو مطمئن نہیں کر سکتے۔ ایک کالم نگار غیر جانبدارانہ روپ اختیار کر کے ناقدین تک بہتر پیغام پہنچا سکتا ہے۔ میں نے نیک نیتی سے غیر جانبدار بن کر جو کچھ لکھا ہمارے بعض ناقد اس سے مطمئن ہوئے اور انہوں نے مجھے تاسف کے خطوط بھی تحریر کیے۔ میں نے اپنی طرف سے حضرت جی کو مولوی نہیں لکھا۔ بلکہ جن دوستوں نے مجھے مولوی یا مولویوں سے وابستگی کا طعنہ دیا ان کے لکھے الفاظ بیان کر کے انہیں بتایا ہے کہ مجھے اپنی ماضی کی سیاست پر شرمساری ہے کم از کم مولانا کی رحمانی سیاست کی راہ اختیار کرنے پر مجھے کوئی شرمندگی نہیں اور ساتھ ہی میں نے ناقدین کو مولانا کا تعارف کرایا ہے کہ حصول اقتدار ان کی منزل نہیں مولانا بہت اچھے مقرر ہی نہیں مفسر قرآن بھی ہیں اور بلند پایہ عالم ہی نہیں باکمال صوفی بھی ہیں قلب کے تزکیہ کے لئے اللہ نے ان پر جو نوازش کر رکھی ہے اس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جو اس راہ کا مسافر ہے۔ غصہ تھوک کر راجہ اسلم صاحب میرا کالم دوبارہ پڑھیں۔ میں نے اپنے ماضی کی سیاست کا محاسبہ کرتے ہوئے لکھا کہ وصال صنم تو سیکولر سیاست کے زریں عہد میں بھی نہ ملا۔ البتہ اس سیاست سے علیحدگی نے خدا پر ایمان ضرور پختہ کر دیا ہے۔ پروفیسر اسلم صاحب نے سینٹر (سابق) طارق چوہدری کے استعفیٰ کو سیاق وسباق سے ہٹ کر پیش کیا حالانکہ میں نے لکھا تھا کہ ہم جیسے سیاسی لوگ جو مولانا کی تحریک سے متاثر ہوئے اور ہمسفر بنے مولانا کے مرید انہیں شک کی نظر سے دیکھتے رہے یہی وجہ ہے کہ صوفیوں اور سیاسی ذہن رکھنے والوں کے مابین فاصلے قائم رہے۔ سابق سینٹر طارق چوہدری کے استعفیٰ نے اللہ اللہ کرنے والوں کو سیاسی ذہن رکھنے والوں کے بارے میں بدگمان کر دیا'' شاید راجہ صاحب کو علم نہیں کہ طارق چوہدری نے جب استعفیٰ دیا تھا تو میں نے ''خبریں'' میں ان کے بارے میں تنقیدی مضمون لکھا تھا امیروں سے چھیننے اور غریبوں میں بانٹنے کے الفاظ میں نے حضرت جی کی تقریروں سے مستعار لے کر لکھے تھے۔ ویسے پروفیسر صاحب دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں گے کہ اس ملک میں حلال آمدن سے امیر بننے والے کتنے پرسنٹ ہیں۔ شاید ایک فیصد سے بھی کم تعداد ہوگی جو حلال طریقوں سے امیر بنے ہیں۔ ارشاد السالکین میں لکھا ہے ''سوئے ظن حرام ہے'' تفصیل سے پروفیسر صاحب اس کا مطالعہ فرما لیں۔ حضرت جی فرماتے ہیں کہ ''ہر شخص اپنی ذات کو چھوڑ کر دوسروں کے اعمال کو جانچنے کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ جس میں صوفیوں کو ہرگز مبتلا نہیں ہونا چاہئے''۔ پروفیسر اسلم صاحب میرے سابقہ ساتھیوں کو جس انداز میں لتاڑ رہے ہیں تبلیغ کا یہ طریقہ حضرت جی کا نہیں وہ تو بگڑے ہوئے لوگوں کو سنوارتے ہیں بیمار دلوں پر مرہم رکھ کر صحت بانٹتے ہیں۔ اللہ کریم کا شکر ہے کہ میرے جیسے ''بیمار'' کو انہوں نے صحت مند بنایا۔ حضرت جی کا طور طریقہ اختیار کیجئے۔ کوئی بھی بھٹکا ہوا کب حق کی راہ اختیار کر لے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کوئی کس وقت حق سے بھٹک جائے۔ تکبر صوفی میں آ جائے اپنے نیک و پارسا ہونے کے زعم میں جو بھی مبتلا ہوا وہ آخر بھٹک گیا۔ کیا ایسے ہی زعم میں مبتلا ہونے والے ہمارے سلسلہ سے نہیں بھٹکے۔ حضرت جی کی دعائیں بھی انہیں راہ گم کرنے سے نہیں بچا سکیں۔ میں تو سراپا گناہ ہوں اللہ نے راہ دکھائی اور شیخ نے نظر کرم فرمائی تو حالت بدلی۔ اللہ سے دعا کریں کہ مجھے راہ حق پر قائم رکھے۔ آمین